

وی پی وصول کنندگان اصحاب امور ذیل پر نوچہ فرمائیں

بعض وقت ہم کو وہ کوپن زر وصول شدہ وی۔ پی کے ساتھ ڈاک خانہ سے محفوظ حالت میں نہیں ملتا۔ کہ جس پر وصول کنندہ کا نام اور پتہ ہوتا ہے۔ کھانتیچہ یہ سوچتا ہے کہ یہ پتہ تو ہمیں صولی ہو جاتا ہے لیکن کوپن کے مذکورہ بالا نقص کے باعث ہمیں خرید کا پتہ نہیں چلتا اور دفتر سے آئندہ رسالہ جاری نہیں ہو سکتا۔ ایسی شکایات کثرت سے آتی ہیں۔ اسیں ہمارا قصور نہیں۔ اس نقص کا دفعیہ یوں ہو سکتا ہے۔ کہ جس وقت کوئی صاحب وی۔ پی وصول کریں۔ یا تو اُسی وقت ایک کارڈ سے ہمیں اطلاع بخشیں کہ انھوں نے وی۔ پی وصول کر لیا۔ اور اپنا پتہ اور اسم گرامی خوش خط لکھ دیں۔ یا جس وقت دوسرے ماہ رسالہ نہ پہنچے۔ تو فی الفور ہمیں اطلاع دیں۔ کہ وہ قیمت تو دے چکے ہیں لیکن رسالہ نہیں پہنچا۔ عین عنایت ہوگی +

منہ
اشاعت اسلام (عزیز منزل) احمدیہ بلڈنگس نو لکھا۔ لاہور

تصاویرات نو مسلمانان لندن

ہم نے متعدد تصویریں نو مسلمانوں کی ووکنگ آفس لندن سے منگوائی ہیں۔ قیمت فی تصویر صرف ایک آنہ (۱/۱) ہے

نوٹ :- محصول ڈاک و خرچہ وی۔ پی بذمہ خریدار +
درجن کے خریدار کو دو آنے (۲/۱) رعایت

مینج اشاعت اسلام لاہور



MR. SHAMS-UD-DIN SIMS,

who is represented by this photograph, relates a very interesting story in connection with his acceptance of Islam. He used to look upon the mosque as a heathen temple in which he thought queer things and idols were adored, and the chief object of worship, he understood, was the Sun. He often thought of coming to the mosque to satisfy his curiosity. But his imagination like that of most of the British here, was so fantastic that he was afraid to come. At last his curiosity got the upper hand and led him "to venture," as he described afterwards, "into these fantastic premises." He found, to his astonishment, that the Muslim church was clear of all kinds of images and that the Imam urged in his sermon that our worship should be confined to the Only One God. He was thus able to see how he was labouring in common with others, under a false conception of the Islamic Faith, which is pre-eminently characterized by the doctrine of the Unity of the common Creator of all the nations. It was not long before he joined Islam and received a Muslim name (Shams-ud-Din—the Sun or the Faith) that alludes to what brought him into the fold.

He is one of the most enthusiastic Muslims. His natural linguistic aptitude has helped him to learn how to read the Quran in Arabic and also to write Arabic character. A beautifully written formula of the faith done in an attractive floral style by our brother, decorates the mantelpiece of the house of the Imam. He cries the call to prayer, at often as he happens to be at the mosque and endeavours to show the truth to others. We hope Allah will bless him more and more.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

انتاعنام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو وسم انڈیا بحرہ لینڈن

جلد (۳) — بابت ماہ پانچ ۱۹۱۶ء — نمبر (۳)

نذرات

جنوری کا مہینہ انگلستان میں سخت سردی کا مہینہ ہے۔ اور باہر چلنا پھرنا یا زیادہ میل ملاقات بھی نہیں ہو سکتی۔ مولوی صدر الدین صاحب امام مسجد وکنگ کی طبیعت بھی اس ماہ میں زیادہ ضعیف رہی۔ بایں ایک نئی روح اسلام میں داخل ہوئی۔ جس کی رپورٹ حسب ذیل مولوی صاحب کے ۱۹ جنوری کے خط میں ہے۔

”میں میری کوچند ماہ سے اسلام سے دل چسپی تھی۔ اس عرصہ میں وہ نہ صرف اسلامک ریویو اور دیگر رسالہ جات کا مطالعہ کرتی رہیں۔ بلکہ دو دفعہ لندن سے سفر کر کے وکنگ تشریف لائیں۔ تاکہ مزید حالات سے آگاہی حاصل کریں۔ آخر شوال اللہ تعالیٰ نے اس سعید روح کو اسلام جی نعمت علی انصیب کی اور انھوں نے لندن میں نماز جمعہ کے وقت اسلامی مجمع میں اسلام اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ اس خاتون پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ اس کو مراط مستقیم دکھانے میں ہماری ایک بہن امینہ نے جوان کی ہمسائی ہیں بڑی سعی کی۔ اور اس کا بڑا ثواب انہی کے حصہ میں لکھا جائے گا۔ انھوں نے اس نوسلم کی بڑی تعریف کی ہے۔ اور اس کی پاکیزگی کی خصوصیت سے مدح ہے۔ ان کا نام غنیفہ رکھا

جوان کے انگریزی نام مریم کا ترجمہ بھی ہے ۴

عسے ان تکرہوا شیئا و هو خیر لکم۔ موجودہ جنگ نے ہر قسم کے کاروبار کو بہت سا نقصان بھی پہنچایا ہے۔ مگر ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ بابرکت ہی کرے گا۔ اور اس میں بہت ملکوں اور قوموں کی بہتری ہوگی۔ سردست ہماری اسلامی مشن کے کام کی مزید توسیع میں بھی کسی قدر رکاوٹ ہی واقع ہوگئی۔ اور ہماری گورنمنٹ اور اس کے حلیفوں کی پوری طاقت بھی اس وقت جنگ میں فتح حاصل کرنے پر ہی صرف ہو رہی ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ انگریز جنگ کی توقع بھی زیادہ تر اسی طرف ہو۔ لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو بیچ اس وقت اندھ ہی اندر بویا جا رہا ہے یہ فنانچ نہیں جائے گا۔ اور وقت پر اللہ تعالیٰ اس کو بار آور کرے گا ۵

مولوی سدر الدین صاحب دلایت سے اطلاع دیتے ہیں کہ ترجمۃ القرآن انگریزی (وجود حقیقت ترجمہ نہیں بلکہ تفسیر ہے) کا مسودہ مطبع میں چلا گیا ہے۔ پروں کی صحت اور بلاکوں کی تیاری میں غالباً چھ ماہ کا عرصہ اور لگ جائے گا۔ کاغذ کی قیمت جنگ کی وجہ سے بہت بڑھ گئی ہے۔ جس سے خرچ پر بہت اثر پڑے گا۔ اور غالباً جلد بندی کی قیمت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ کتاب کا حجم بھی جس قدر پہلے خیال کیا گیا تھا۔ اس سے زیادہ ہو جائے گا۔ اندر میں حالات قیمت پہلے اندازہ سے بہت بڑھ جائے گی۔ جس کا صحیح اندازہ اب طبع پر ہی ہو سکے گا۔ جو صاحب خریدنا چاہیں وہ صرف اپنے ناموں کا اندراج کراویں۔ اور یہ بھی اطلاع دیدیں کہ معمولی ایڈیشن خریدیں گے یا لائبریری ایڈیشن ۶

علقہ کی موت کی کیفیت

”جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے“

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے تو علقہ کا دھچل پڑا جو اس وقت سخت بیمار تھے حضور علیہ السلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ علقہ کا کیا حال ہے۔ عرض کیا گیا کہ حالت خراب ہے اس پر آپ نے اُن کی حالت دریافت کرنے کے لیے ایک آدمی روانہ کیا۔ پھر ویر کے بعد وہ واپس آیا اور عرض کی کہ علقہ کی حالت تو نہایت زار ہے۔ اور ایسی نزع کی حالت میں نہ تو یہ دعا کرنے کے قابل ہے نہ خدا کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔ اس امر کے سننے سے آپ کو نہایت تاسف ہوا۔ اور دریافت فرمایا کہ کیا علقہ کی ماں زندہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ زندہ ہے۔ آپ نے ایک خادم کو بلایا اور فرمایا کہ جاؤ اور علقہ کی ماں سے کہو کہ محمد (صلعم) نے تم کو سلام کہا ہے اور بلایا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر بُست ہو رُحی اور ضعیف ہوں تو پھر میں خود اُن کے پاس جاؤں گا۔

جب رسول اللہ صلم کا یہ پیغام اس ضعیفہ کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگیں کہ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا کا رسول بلائے اور میں نہ جاؤں۔ میں فوراً حاضر ہوتی ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نہایت مہربانی سے پیش آئے اور بیٹھنے اور کچھ دیر دم لینے کے لئے فرمایا۔ جب وہ کچھ دیر دم لے چکیں تو آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے لڑکے کا کیا حال ہے۔ عرض کی کہ بُست یہاں ہے موت کے دروازہ پر ہے مگر موت آنہیں چکپتی۔ اور نزع کی ایسی سخت تکلیف ہے کہ سنگ دل شخص بھی اس کی اس حالت کو دیکھ کر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نہ زبان سے دُعا و استغفار نکل سکتی ہے نہ خدا کی طرف دھیان لگا سکتا ہے۔

اس پر آنحضرت صلم نے فرمایا۔ کہ تمہارے لڑکے سے ایسا کونسا خطرناک جرم سرزد ہوا ہے جسکی وجہ سے وہ خدا کے رحم سے اس طرح مجبور پڑا ہوا ہے۔ حالانکہ خدا کا رحم تو ماں کے رحم سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔ اور اسکی شفقت و محبت اس ماں کی محبت و شفقت سے جس نے تم کو جنا ہے۔ بدرجہا

بڑھ چڑھ کر ہے +

بڑی بی بی لیں کہ میرا لڑکا نہایت نیک پر مہرگار متقی پارسا راست باز اور دیانت دار ہے۔ پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔ رات کا زیادہ حصہ اپنے خالق کے آستانہ پر کھڑا رہتا اور اُس کے قدیوں پر نہایت عاجزی سے سر کر گزرتا اور دعائیں کرتا ہے۔ رمضان کے پورے روزے رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ نفس کشی کے لئے دوسرے مہینوں میں بھی روزے رکھتا ہے۔ جب روپیہ پاس ہو تا ہے تو سخاوت سے کام لیتا ہے۔ غریبوں کو دنیا محتاجوں کی مدد کرتا۔ مسافروں کی مہمان نوازی کرتا کہ تمہیں کو پالتا ہے۔ نہایت متواضع جلیم اور منکسر المزاج ہے۔ بگڑے ہوئے و مود پاس تک نہیں پھینکے۔ سایہ کے مال پر کبھی طمع نہیں کی۔ بلکہ مسلمانوں کے ساتھ مہربانی اور محبت سے پیش آتا ہے۔ قصہ کوتا۔ یہ کہ میرا لڑکا قرآن کریم کے تمام احکام کا پورا پورا فرمانبردار ہے۔

تب آنحضرت صلم نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پھر اُس نے اپنی ماں کو ناراض کیا ہے جس کی وجہ سے وہ باوجود اپنے تمام اعمال صالحہ اور نیکیوں کے خدا کی رحمت سے محروم ہو رہا ہے۔

اس پر علقہ کی ماں نے عرض کیا کہ ہاں یہ سچ ہے میرا لڑکا اپنی بی بی کو خوش کرنے کے لئے اکثر میری مخالفت کرتا اور میری ناراضگی کی پروا نہ کرتا تھا۔

یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو حکم دیا کہ لڑکیاں جمع کر کے ایک بڑا الاؤ لگائے۔ جب یہ ہو چکا تو آپ نے فرمایا کہ علقہ کو الاؤ اور اس الاؤ پر رکھ کر اسے آگ لگا دو جب علقہ کی ماں نے یہ سنا تو وہ رونے اور چلانے لگی اور کہنے لگی حضور میرے لڑکے نے آپ کا ایسا کون سا قصہ سنا ہے جو آپ کو زندہ جلانے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نیک بخت تیری نافرمانی کر کے تیرا لڑکا سزا کا مستوجب ہو چکا ہے۔ اور وہ جہنم کی آگ میں جھونکا جائے گا۔ دنیا کی یہ ناچیز آگ جہنم کی آگ کے مقابلہ میں کوئی شے نہیں۔ پس میرا مطلب یہ ہے کہ اگر تو اس کا قصور معاف نہ کرے گی تو جو سزا اُس کو مرنے کے بعد ملنی ہے۔ تو اُس کا کچھ حصہ دنیا میں دیکھ لے اور سمجھ لے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اس لڑکے پر کبھی نازل نہیں ہوتی جو اپنی ماں کو ناراض کرتا اور اُس کے دل کو دکھاتا ہے +

علقہ کی ماں بولی کہ میں اپنے لڑکے کے قصور کو معاف کرتی ہوں اور خدا کے حضور بھی التجا کرتی ہوں۔ کہ وہ بھی اس کے قصور کو معاف کرے اور اُس پر رحم فرما۔

جب علقمہ کی ماں اپنے بیٹے کا قصور معاف کر چکی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد صحابہ کے علقمہ کو دیکھنے کو تشریف لے گئے اور اُس کو بالکل آرام و سکون میں پایا۔ علقمہ نے اپنی ماں سے معافی مانگی اور خدا کے حضور دعائیں کرتا ہوں، وفات پا گیا۔ علقمہ کی تجیز و تکفین اور نماز جنازہ خود آنحضرت مسلم اور آپ کے صحابہ نے کیا۔ اس کو دفن کر چکے۔ کے بعد حضور علیہ السلام نے ماؤں کی ناراضگی سے لوگوں کو ڈرایا اور فرمایا کہ دنیا میں ماں سے بڑھ کر کوئی تم پر حق نہیں رکھتا۔ اُس نے تمہیں پیٹ میں رکھا۔ پالا پوسا۔ بڑا کیا۔ تربیت کی اور تمہارے لیے اپنے تئیں فراموش کر دیا۔ پس جب تم بڑے ہو تو ب سے پہلے تمہیں اپنی ماں کا خیال رکھنا چاہیے۔ علقمہ کی حادثہ تمہارے لیے مقام عبرت ہے۔ کیا وہ متقی صالح فیاض اور علیم نہ تھا۔ لیکن ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے کا جرم تمام نیکیوں کے مقابلہ میں وزن دار ثابت ہو۔ اور اگر اس کی ماں اسے معاف نہ کر دیتی تو وہ آخرت میں سزا کا مستوجب ہو چکا تھا۔ پس میرے عزیز و اس کو یاد رکھو اور اپنے بچوں کو سکھاؤ کہ وہ اپنے ماں باپ کے بڑھاپے میں ان کی پرورش کریں۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آویں اور کبھی ان سے سخت کلامی نہ کریں۔ اگر ایسا کر دے گے تو تمہارا کوئی نیک عمل خدا کی درگاہ میں مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ جنت تمہاری کے قدموں کے تلے ہے۔ (راقمہ سز خدیو جنگ صائبہ۔ حیدر آباد دکن۔ ہندوستان)

رحمۃ للعالمین

ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

(اور ہم نے تم کو نہیں بھیجا۔ مگر سائے جہان کیلئے رحمت)
(از قدوائی)

لنزدہ میں جب مجھے پہلی مرتبہ مقام خلافت کی زیارت کا اتفاق ہوا تو میرے ہم مذہب بھائیوں نے دلی ہوش کیساتھ میرا خیر مقدم کیا۔ اور سلطنت کے اعلیٰ سے اعلیٰ ارکان نے مجھے بارشرف پائی بخت۔ چنانچہ شیخ الاسلام اور قاضی عسکری خدمت میں بھی حاضر ہوا ہنر کھلوسی

محمود آفندی اُس وقت قاضی عسکر تھے۔ اب یہی سنا ہوں کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ وہ ایک بڑے فاضل شخص تھے۔ اور گو میں نے ان کو ایک طرف سے کھلے لباس میں اور سر پر عمامہ رکھے ہوئے پایا۔ مگر وہ آج کی یورپ کی دنیا سے بخوبی واقف تھے۔ اور نیولین تک کے بعض جنگی اصول پر تنقید کرنے کے لیے تیار تھے۔ گو آپ عمر رسیدہ تھے۔ مگر بناوٹ میں مضبوط اور تندرست اور توانا نظر آتے تھے۔ اور تمام بڑے بڑے اسلامی مذہبی پیشواؤں اور فاضلوں کی طرح ایک سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور اُن کا مکان بہت ہی صاف تھا۔ اور ایسا ہی اُن کی نشست گاہ۔ مگر اُن کا سامان حد درجہ کا سادہ تھا۔ ایک پھوس کی صاف چٹائی پر دو پلنگ کچھے تھے۔ دیواروں پر کسی قسم کی آرائش نہ تھی صرف ایک تصویر کی چوکھٹ تھی۔ اور اُس اکیلی چوکھٹ میں جو کہ سارے کمرے بلکہ سارے مکان کی زینت کا باعث ہو رہی تھی کیا تھا۔ وہی قرآن کی آیت جس کو سینے عنوان میں نقل کیا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ۛ

کیا ایک بشر کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی عزت کا خطاب ہو سکتا ہے۔ کیا اس سے بڑا اور اعلیٰ مقصد کوئی انسان اپنے آگے رکھ سکتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو سارے جہانوں کے لئے رحمت ثابت کر کے دکھائے۔ ہاں اُس خدا نے جو انسانوں کی فطرتوں اور ان کی استعدادوں سے واقف ہے۔ وہ جو مخلوق کے لیے سراپا رحمت اور محبت ہے۔ اسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خطاب کا مستحق سمجھا۔ اُسی نے آنحضرت کے سامنے یہ مقصد عالمی رکھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو نہ صرف اس جہان کے لیے بلکہ کل جہانوں کے لیے رحمت ثابت کریں ۛ

وہ محبت جو مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ جن کو وہ خدا کا محبوب اور نبیوں کا خاتم یقین کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ آپ کو اس دنیا میں ظاہر ہوئے تیرہ صدیاں گزر چکیں۔ مینالے بے شمار تغیرات اور انقلابات دیکھے۔ اور اس کے وقت سے بہت آدمی ہاں بہت بڑے بڑے انسان دنیا میں ہوئے اور گزر گئے۔ جیسا کہ اس وقت سے پہلے بھی ہوئے اور گزر گئے۔ اس کے وہ مخلص اور وفادار صحابہ بھی جنہوں نے اس کے لیے اپنی جائیدادوں کو چھوڑ دیا ایسے وقت میں جبکہ ہر طرف مصائب اور تکالیف اس کو پہنچائی جا رہی تھیں۔ جنہوں نے اُس کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کو قربان کر دیا جو اپنے بچوں اور اپنے

وطن سے بڑھ کر آپ سے محبت کرتے تھے وہ بھی سب گزر گئے۔ حضرت موسیٰ کے پیروں نے حضرت موسیٰ کو کہا کہ تم خود ہی جا کر جنگ کرو۔ حضرت عیسیٰ کے پیروں نے خود حضرت عیسیٰ کو پکڑ دیا۔ اور چند روپیوں کے عوض اپنے آقا کو بیچ ڈالا۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وہ مقدس انسان تھے جنہوں نے پہلے دن سے جب وہ آپ پر ایمان لائے آخر دن تک صدق اور وفاداری کا وہ کامل نمونہ دکھایا۔ جس کی نظیر دھونڈے سے نہیں ملتی۔ وہ ہجرت کا واقعہ جو دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ جہاں سے اسلامی سنہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں صرف ایک رفیق ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھا۔ اور اس ایک رفیق کے ساتھ آپ مکہ سے نکلے جبکہ کل کے کل لوگ آپ کے قتل کرنے کا فیصلہ کر چکے ہوئے تھے اور اپنے کارندے اس غرض کے لیے متعین کر چکے ہوئے تھے۔ اور جب ایک رفیق نے اس تمنائی کی خطرناک گھڑی میں آپ کا ساتھ دیا تو آپ کا ایک دوسرا رفیق علیؓ آپ کے بستر میں لیٹ گیا۔ اور آنحضرتؐ کی چادر کو اپنے اوپر اوڑھ لیا۔ تاکہ قاتلوں کی وہ تیز اور خونخوار تلواریں جو انھوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کی تھیں اس کے جسم پر اپنا کام کریں۔

اب نہ علیؓ ہے اور نہ ابوبکرؓ اور وہ سیکڑوں اور ہزاروں وفادار صحابہ جنہوں نے علیؓ اور ابوبکرؓ کی طرح اپنے آپ کو دشمنوں کے تیروں اور تلواروں کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے ڈھال بنا دیا وہ بھی سب گزر گئے۔ اب اسلام عرب کے بیابان تک محدود نہیں۔ نسلِ انسانی کی قریباً ایک چوتھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا ہے۔ دُنیا نے بھی قوت سے بہت ترقی کی ہے اور بہت بڑھ گئی ہے پرانی دُنیا کے ساتھ ایک نئی دُنیا اور نمودار ہو گئی ہے سائنس کی ترقیات اس زمانے سے لے کر آج کہیں کی کہیں پہنچ گئیں ہیں۔ ہمارے زندگی کے سامان ترقی کر گئے ہیں۔ اور خیالات نے بھی بہت ترقی کی ہے۔ مگر ایک بھی مسلمان ایسا نہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی محبت نہ ہو جو اُن مسلمانوں کو تھی جنہوں نے اس مقدس انسان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا یا جو اُس کے زمانے کے بعد آئے جن میں تلاش کرو یا اسٹریلیا میں یورپ میں یا ایشیا میں۔ نئی دنیا میں یا پرانی میں۔ ایسے مسلمان کا وجود نہ پاؤ گے لارڈ ہیٹلے اسی طرح اس سے محبت کرتا ہے جس طرح ہارون رشید کرتا تھا۔ ہارون رشید اسی طرح

ایسے ہی محبت کرتا تھا جیسے آپ کے وفادار صحابی۔ زمانہ اس محبت میں جو کہ مسلمانوں کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے کسی طرح کم نہیں کر سکا۔ مگر حد بندیاں بھی اس محبت کو کم نہیں
کرتیں۔ عیسے اور موسیٰ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشرق کے رہنے والے تھے۔ اور
خیال کیا جاتا ہے کہ مشرق اور مغرب مل نہیں سکتے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں
جیسے مغرب کا مسلمان، ویسے ہی مشرق کا مسلمان۔ اس لائندیل وفاداری اور محبت اس بظہیر
اخلاص کی جیسے نہ ملکوں کی حد بندیوں کا اثر ہے نہ زمانہ اپنا کوئی اثر دکھاتا ہے۔ کیا وہ جسے صرف
یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو کل جہان کے لیے رحمت ثابت کر دکھایا تاریخ
ہمیں بتاتی ہے کہ قریباً سب کے سب نبیوں اور بڑے آدمیوں کی عزت اُن کے ہم عمروں میں
کم ہوئی ہے۔ اور بعد کی آنے والی نسلوں میں زیادہ حضرت مسیح کی زندگی کے مطالعہ سے اسکا
خوب ثبوت ملتا ہے۔ جتنے جتنے لوگ اس کے زمانہ کے قریب تھے اسی قدر کم انھوں نے اسکی
عزت کی۔ اسی لیے انھیں خود بھی یہ شکایت کرنی پڑی کہ نبی کی عزت اپنے وطن اور اپنے گھر
میں نہیں ہوتی۔ آخر تک وہ اپنی قوم کی ایذاؤں کا شکار رہا۔ اوروں کو چھوڑو اس کے اپنے
تواری جو سب سے بہتر اس کے حالات سے واقف تھے اور گھر بار بھی چھوڑ چکے تھے وہ بھی اسکی
خاطر نہ صرف تکلیف اٹھانے سے ہی گریز کرتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ انھیں میں سے ایک کا کام تھا
کہ اُسے دشمن کے ہاتھ پکڑوا دیا۔ خود پطرس نے اُس کا انکار کیا۔ حضرت مسیح کی وفات پر ایک لمبا
عرصہ گزر گیا۔ جب اس کی سادہ اور نیک زندگی کے ارد گرد کہانیاں جمع کر کے اُسے ایک راز
کی صورت بنا دیا گیا۔ جب مشرکوں کے اعتقادات لے کر یسوع کے نام کے ساتھ اُن کو وابستہ کر دیا
گیا تو انسان مسیح جو لوگوں میں کسی بڑی محبت کا جذبہ پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ اور مسیح
بنی اللہ جو اپنے مقصد کی تکمیل نہ کر سکا۔ اور جسے کنا پڑا کہ تسلی دھندہ نسل انسانی کی ہدایت
کے لیے اور خدا کی بادشاہت میں داخل کرنے کے لیے آئے گا۔ اُس انسان اور نبی کی بجائے
ایک فرضی خدا کا بیٹا بنایا گیا۔

مسیح موسیٰ کی طرح ایک اسرائیلی نبی تھے۔ اور ان کے مشن کا دائرہ بھی اسی طرح محدود تھا
مگر ان سب تغیرات کے ساتھ اُس کے مشن کو بھی عمومیت کا رنگ دیا گیا۔ لیکن ایک عام مذہب

ہونے کے لئے عیسائیت کس قدر ناموزون تھی۔ اس کی شہادت تاریخ سے ملتی ہے۔ جب تک لوگ صرف اس انسان کے بنائے ہوئے مذہب کی پیروی کو ضروری سمجھتے رہے۔ اُس وقت تک وہ کسی اعلیٰ حالت پر نہیں پہنچ سکے۔ بلکہ اخلاق میں تمدن میں۔ ملکی رنگ میں اور علمی رنگ میں ایک گری ہوئی حالت میں رہے۔ خود ان کے مذہب کی بنیاد ایک غیر معقول بات پر تھی وہ یقین کرتے تھے۔ کہ گناہ کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ نہ کہ عورت سخت مجرم ہے۔ کہ تین ایک ہیں اور ایک تین ہے۔ کہ خدا کے ہاں بھی بیٹا ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا اس قسم کی بہت سی غیر معقول باتوں پر ان کے مذہب کی بنیاد تھی۔ ایسا ہی مذہب کی تمدنی بنیاد بھی کسی عمدہ اصول پر نہ تھی۔ تجربہ دانہ زندگی کو اچھا سمجھا جاتا تھا۔ اور اس طرح پر ماں اور باپ کا مرتبہ نظروں میں گرایا گیا۔ ذہانت کد ہو گئی۔ علمی تحقیق کے محرکات کم کیے گئے۔ تو ہم پرستیاں پھیلائی گئیں مسیح کی نبوت کی بنیاد ایسی کمائیوں پر رکھی گئی۔ جن میں عجوبہ باتوں اور معجزات کا ذکر ہو جب تک عیسائی لوگ کلیسیا کی حکومت کے ماتحت رہے وہ ایک تاریکی کی حالت میں رہے اور تہذیب کے اونے مقام سے آگے نہیں بڑھ سکے عقل و فکر سے کام لینے کے زمانہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب کلیسیا کا ستارہ غروب ہو گیا۔ آج یورپ اور عیسائیت اپنی تہذیب پر فخر کرتے ہیں لیکن مشرقی نکتہ خیال سے وہ مقام انسان کے نفس کی تہذیب اور تکمیل انسانی کا اعلیٰ مقام نہیں اور آج اس جنگ میں جو بعض خطرناک امور کا اظہار بعض عیسائی اقوام سے ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تہذیب کا اثر حقیقت میں یورپ کے دلوں پر کچھ نہ تھا۔ مگر وہ ترقی کی حالت جس پر موجودہ تہذیب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ یہ بھی کلیسیا کے ساتھ خطرناک جھگڑوں کے بعد حاصل ہوئی ہے اور آج عیسائی مذہب کے بنیادی سربستہ راز پر ایمان رکھنے والے لوگوں میں سے فہم لوگ کثرت سے نکل گئے ہیں۔ یورپ آج اپنی ترقی پر فخر کر سکتا ہے۔ وہ یہ فخر کر سکتا ہے کہ اس کی حکومت بہت سے براعظموں پر ہے۔ لیکن ان باتوں کے۔ یعنی وہ عیسائیت یا کلیسیا کا منون ان نہیں اب تاریخ اسلام پر نظر دوڑاؤ تو معلوم ہوگا۔ کہ جتنے جتنے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے نزدیک تھے۔ اور جس قدر زیادہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اسی قدر زیادہ انھوں نے ہر پہلو سے ترقی کی۔ یعنی اخلاقی پہلو۔ تمدنی پہلو۔ ملکی پہلو

اور عملی پہلو کے لحاظ سے ان کا تنزل شروع نہیں ہوا۔ جب تک کہ وہ اسلام سے دور نہیں جا پڑے۔ ایک وقت وہ دنیا کی سب سے زیادہ مذہب تعلیم یافتہ قوم تھے۔ درمیانی زمانوں میں صرف وہی اکیلے علم کی شعل کو روشن کرنے والے تھے۔ جب یورپ پر ایک سخت ظلمت محیط تھی جبکہ زیادہ انھوں نے اسلام سے محبت کی اسی قدر تہذیب میں بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دنوں میں عرب کی آبادی گویا کامل انسانوں کا ہی مجموعہ تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع خدا کی سلطنت کو زمین پر لائے۔ اس طرح پر کہ آپ نے ایک ایسا نمونہ قائم کیا۔ جو بہترین اور کامل ترین نمونہ اپنے وقت کے لوگوں کے لیے اور ان لوگوں کے لیے ہوا جو ان کے پیچھے آنے والے تھے مسلمانوں کی کامیابی کا حقیقی راز جب تک کہ وہ مسلمان رہے سوائے اسکے کچھ نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل اور اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ تھے۔ اسکے بالقابل یورپ کے دانا ہی پیشہ چلاتے رہے ہیں۔ اور اب تک چلاتے رہے ہیں کہ اس دنیا کی ترقی ان نیکو دل روکوں کو کاٹ دینے پر منحصر ہے جو عیسائیت نے قوائے عقلی کے نشوونما پر ڈال رکھی ہیں۔ مگر اسلام کے دانشمند فرزند آج بھی اپنے ہم مذہبوں کو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے بہترین نمونہ سمجھیں اور ایسی ہی زندگی کو اختیار کریں۔ جیسا کہ زمانہ نبوت میں مسلمانوں کی تھی۔ کیوں اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو دنیا کے لیے رحمت ثابت کیا۔ نہ زمانہ ماضی میں دنیا میں کوئی ایسا شخص ہوا اور نہ آج دنیا میں موجود ہے جس کی زندگی کے اندرونی اور خانگی پہلوؤں کی نہایت باریک تفصیلات پبلک کے سامنے کھول کر رکھی گئی ہیں اور نہ صرف اپنے معصروں اور ہوطنوں کے سامنے بلکہ ہر زمانے ہر ملک کے کروڑوں کروڑ انسانوں کے سامنے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نسل انسانی کے لیے نمونہ بننے کے قابل ثابت ہوا ہو۔ وہ روایات جو حضرت عائشہ صدیقہ کے ذریعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں ہم کو پہنچی ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اور ان میں سے ایک ایک اور وہ سب کی سب اس انسان۔ ہاں فخر نوع انسان کی عزت کو ہمارے دلوں میں بڑھاتی ہیں۔ پس وہی لفظ کے حقیقی معنی کی رو سے جہانوں کے لیے رحمت ثابت ہوا ۛ

قریباً تمام مذاہب حتیٰ کہ بڑھ اور یسوع کے پیروؤں نے اپنے نبیوں کو خدا بنا دیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہی کہا انا بشر مثلكم۔ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ ایں کوئی شخص ایسا نہیں جس کی محبت انسانوں کے دلوں میں اس خالص بشر سے بڑھ کر ہوگی۔ اس لئے کہ یہ بشر جہانوں کے لئے رحمت ثابت ہوا۔

پھر تمام نبیوں نے اپنے نبوت کے دعوے کی بنیاد معجزات پر رکھی اور حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بہت بڑھ کر تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پیروؤں نے بھی روحانی طاقت کے بڑے بڑے معجزات دکھائے ہیں۔ لیکن آپ نے اعلان یہی کیا کہ میرا دعوئے نبوت کی بنیاد میری تعلیم کا کمال ہے۔۔۔ معجزات کا دکھانا۔ لیکن جن لوگوں کے بڑے بڑے معجزات مشہور کیئے جاتے ہیں ان میں سے کون ہے جس نے نسل انسانی کے دلوں میں اتنی محبت پیدا کی ہو جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کیوں۔ اس لئے کہ آپ کی تعلیم اپنے اندر کمال رکھتی تھی۔ اور آپ کا وجود واقعی جہانوں کے لئے رحمت تھا۔

لوگ آج ان باتوں پر منتے ہیں جن کو مختلف قوموں نے معجزات کے نام سے موسوم کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ موسے اور مسیح کے معجزات کو بھی کہا گیا کہ جاتا ہے۔ لیکن وہ معجزہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ کہ سارے جزیرہ نمائے عرب کی کایا ایک قلیل عرصہ میں پلٹ دی اور ذیل سے ذیل حالت سے نکال کر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت پر پہنچا دیا۔ اس کا آج کوئی منسلک بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ایک مشہور معقب عیسائی مصنف سر ولیم میور نے اس انقلاب کا اقرار وجود حقیقت دُنیا کے اعظم ترین معجزات میں سے ہے۔ ان الفاظ میں کیا ہے۔

”ایک ایسے وقت سے جس کا پتہ تاریخ بھی نہیں دیتی۔ کہ اور سارا جزیرہ نما رُوحانی موت کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ یہودی عیسائی یا فلسفیانہ تحقیقات کے چھوٹے چھوٹے ادعا فی اثرات عرب کے دلوں پر ایسے ہی تھے جیسا کہ ایک جھیل کے ساکن پانی کی سطح پر کوئی ہلکی سی لہر نمودار ہو جائے۔ نیچے سب سکون اور بے حرکت کی حالت میں رہے۔ لوگ تو ہم پرستی میں ظلم و بدکاری میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہ ایک عام بد رواج تھا کہ سب سے بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیواؤں کو اپنی زوجیت میں لے لیتا جو باقی جائیداد کے ساتھ مال کی طرح بطور ورثہ اُس کو پہنچ جاتی۔ تکبر اور

افلاس نے اُن کے درمیان دختر کشی کی رسم کو جاری کر دیا تھا۔ جیسا کہ ہندوؤں میں کر دیا اُنکا مذہب ایک بڑی موٹی بت پرستی تھی اور اُن کا ایمان بعض نہ دیکھی ہوئی ہستیوں کا توہم آمیز خوف تھا۔ بن ہستیوں کی خوشی کو وہ حاصل کرنا چاہتے اور جن کی ناراضگی کو دور کرنا چاہتے تھے اور ایک حاکم کل باری تعالیٰ کی ہستی پر فی الواقع اُن کا کوئی ایمان نہیں تھا۔

زندگی بعد الموت اور نیک اور بد کی جزاء اعتقادات افعال کے محرکات ہونے کے رنگ میں علما منقود تھے۔ تیرہ سال بھری سے پہلے مکہ اس وقت کی حالت میں مردہ پڑا ہوا تھا۔ مگر ان تیرہ سالوں نے کیسا زندگی کا انقلاب پیدا کیا۔ کئی سو انسانوں کا ایک گروہ ایسا تھا کہ اُس نے بت پرستی کو ترک کر دیا۔ اس کی جگہ ایک خدا کی عبادت اختیار کی اور اس ہدایت کے لئے اپنے آپ کو کامل طور پر فدا بنا دیا جس کو وہ خدا کی طرف سے وحی یقین کرتے تھے۔ وہ بآ بار درجوش کے ساتھ قادر مطلق سے دعائیں کرتے تھے۔ معافی کے لئے اسی کے رحم کی طرف نظر اٹھاتے اور یہ کوشش کرتے کہ نیک اعمال کے ساتھ ساتھ سخاوت پر ہیزگاری اور انصاف کی پیروی اختیار کریں۔ وہ اب خدا تعالیٰ کی کامل طاقت اور اپنے چھوٹے سے چھوٹے کاموں میں اسی کی ربوبیت کے احساس کے بیچے زندگی بسر کرتے تھے۔ قدرت کے تمام عطیات میں زندگی کے تمام رشتوں میں اپنے انفرادی اور قومی کاموں کے ہر ایک پہلو میں وہ خدا کے ہاتھ کو کام کرتا ہوا دیکھتے اور سب سے بڑھ کر یہ نئی زندگی جس میں وہ خوش تھے اُسے وہ خاص فضل کا نشان سمجھتے تھے اور اپنے اندر سے ہموطنوں کے کفر کو خدا کی طرف سے سخت دلی کی مہر لپٹیں کرتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو اس زندگی کے پہنچانے والے تھے۔ اور خدا کے بیچے اُن کی امیدوں کا محرثہ تھے۔ اور آپ کے سامنے وہ بلا عذر سر تسلیم خم کرتے تھے۔

صرف عرب ہی نہیں بلکہ ساری دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور نمونہ کے اثر کے بیچے آئی ہے۔ آپ نے ایک ہمیشہ تک رہنے والا اثر نسل انسانی کے ہر ایک ملک کے لوگوں کی زندگی پر اور اُن کی زندگی کے ہر پہلو پر چھوڑا ہے۔ آپ نے عورتوں کو وہ حقوق دیئے جو کبھی پہلے انکو حاصل نہ ہوئے تھے۔ اور آج تک بھی یورپین اور عیسائی ممالک میں حاصل نہیں ہوئے آپ نے اُن کو اس الزام سے بری ٹھہرایا کہ وہی نسل انسانی کی گناہ کا موجب ہیں۔ آپ نے والدین کیلئے

ادب کی تعلیم دی۔ آپ نے غلاموں اور مزدوروں کی حیثیت کو وہاں تک پہنچایا کہ آج یورپ کے جمہوری ممالک میں بھی وہاں تک نہیں پہنچے۔ آپ نے ساری نسل انسانی کو ہر ایک قوم اور رنگ اور خیالات کے پردوں اور عورتوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں ہوں ایک ہی زنجیر میں منسلک کیا۔ اُس زنجیر میں جس کو جہل اللہ لکھ کر آپ نے یہ بتا دیا کہ آپ سارے انسانوں کے لئے ایک ہی سلسلہ اخوت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں آج امریکہ جیسے جمہوری خیالات کے عیسائی ملک میں کالی قوموں کے لئے ایک مارپیٹ کا قانون بھی موجود ہے۔ جہاں آج یورپ کی تہذیب میں یورپین اور غیر یورپین کے لئے علیحدہ علیحدہ حقوق تجویز کئے جاتے ہیں۔ اور اُسکی تعلیمی درس گاہوں میں بھی رنگ کا سوال اٹھایا جاتا ہے۔ جہاں سامے عیسائی ممالک کی نجات کا انحصار صرف ایک مسیح کے خون پر رکھتے ہیں اور اعمال ہیچ ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ صدیاں پیشتر نہ صرف ہر ایک قوم اور ملک سفید و سیاہ کو یکساں ملکی اور تمدنی حقوق عطا فرمائے۔ بلکہ نجات کے دائرہ کو بھی وسیع کر کے ہمیشگی کے جہنم سے آخر سب ہی قوموں کو باہر نکالا۔ اور کسی کے نیک اعمال کو محض ردی کی طرح نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ ہر ایک نیک کام کا نیک پھل بتایا۔ خدا کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں اس فخر نفع انسان پر نازل ہوں جو تمام دنیا کے لئے رحمت ثابت ہوا۔ اور جس کے لئے خدا نے فرمایا: ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“۔

اسلامی دستورِ عمل

از لارڈ ہبڈ لے

حمد باری تعالیٰ۔ شکر گزاری۔ دُعائے استقامت و ہدایت۔ اسلامی عبادت کے لب لباب اور جزوِ اعظم سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں ظاہری رسم و رواج کا نام تک نہیں ہوتا۔ اور میرے نزدیک مذہب کی سچائی کی سب سے بہترین شہادت مساجد کی سجدہ سادگی میں پائی جاتی ہے۔ جہاں کوئی شے خیالات کو قطعاً پر آگندہ نہیں کر سکتی۔ اور اُس خالق حقیقی کے قرب

حاصل کرنے کے لئے کسی بیرونی امداد کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ نماز کے بارہ اکیان سے جس قدر معجز و انکار اور اطاعت اللہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اس سے باطنی اور روحانی فضل کا کھل کھلا اور آشکارا نشان ہو پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی فضل کی برکت سے ہم میں یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس زندگی کے ہر شعبہ۔ ہر موقع اور ہر حالت میں ہم اُس مالک حقیقی کی حمد و شکر گزاری کریں۔ اور اُس سے امداد کے خواہاں ہوں۔

ہاں اگر ہمارے دل میں خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور تڑپ ہے تو ہم خواہ کسی حالت میں ہوں۔ لیٹے۔ کھڑے۔ بیٹھے۔ رکوع یا سجدہ میں ہماری دعائیں ضرور سنی جائیں گی۔ اور ہم قبولیت کے درجہ کو بلاشبہ حاصل کریں گے۔

میرے خیال میں مساجد کی چھوٹے نماز کے علاوہ گھروں میں بھی عبادت اور دعاؤں کی بنیاد ڈالنی چاہیئے۔ جہاں کہ دن میں دو مرتبہ اہل خانہ اکٹھا ہو کر عبادت میں شریک ہو سکیں۔ اس طرح ذاتی طور سے حمد و صلوٰۃ کا سلسلہ ضرور جاری ہونا چاہیئے۔ اور بغیر از خود تہ دل سے سرزد ہونا چاہیئے۔ اور اس میں کسی قسم کے جبر یا ارادہ کا دخل نہ ہو۔ ہر ایک انسان کی روحانی زندگی کا یہ خاصہ ہونا چاہیئے۔ کہ صبح اٹھتے ہی اُس کے مُوَحِّد سے الحمد للہ کی صدائیں نکل پڑے۔ اور پھر ان الفاظ کا سرور تمام دن باقی رہے۔

میرے خیال میں خانگی عبادت اس طرح شروع کرنی چاہیئے۔ کہ اوّل قرآن مجید کی کوئی سورت یا چند آیات تلاوت کی جائیں۔ بعدہ مشہور و معروف اسلامی دعا پڑھی جائے۔

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين اياك نعبد و اياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ اس کے بعد اور دعائیں کی جائیں اور ختمی دُعا کے قبل شکر یہ اور استقلال و استقامت کی دُعا کیجاوے جو اس طرح ہو: اے میرے پیارے خدا تو بہت ہی قریب اور نزدیک تر ہے۔ تو ہر جگہ تاریک رات اور چمکتے ہوئے دن میں صراط مستقیم پر چلانے اور رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ بعد ازاں سب سے آخری اور اختتامی دُعا یوں ہو سکتی ہے۔ کہ اے خداوند خدا چونکہ بغیر تیرے ہم تجھے خوش کرنے کے

قابل نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اپنے فضل و کرم سے یہ بخش کہ تیری روح القدس ہر امر میں ہمارے دلوں پر حکومت اور ہماری رہنمائی کرے۔“

مؤخر الذکر دعاء عیسائی مذہب کی دعاء ہے جس کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے کہ ”ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے“ اصل دعا نہایت اچھی دعاء ہے اور ایک مسلمان بھی مانگ سکتا ہے ہکا خاتمہ مورد اعتراض نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ بالکل غیر ضروری اور بے فائدہ ہے۔ ہم اپنی التجا اپنے خالق اور اپنے مالک کے حضور پیش کرتے ہیں۔ جو کہ سب کے اعلیٰ اور سب سے اول ہے۔ جب ہم اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں تو اسکی کیا ضرورت ہے کہ کسی اور کا نام اس کے درمیان لیا جاوے۔ جب ہم اپنے خالق کے پاس جاتے ہیں۔ اور اس کا قرب تلاش کرتے ہیں تو ہم کسی مخلوق کا نام کیوں لیں۔ ہاں جب کبھی برگزیدہ نبیوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ جناب مسیحؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا نام آتا ہے تو ہم ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ بزرگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدس پیغام اور ہدایات لے کر نازل ہوئے۔ اس جگہ اسلام ہی کا سنو چہرہ چمکتا ہے۔ کیونکہ اسلام یہ بتلاتا ہے کہ ایک بندہ یا مخلوق اپنے خالق کا قرب بغیر کسی دنیوی شفاعت یا دستگیری کے حاصل کر سکتا ہے جس وقت ہم اپنے مقدس نبی کا نام لیتے ہیں تو بے ساختہ درود پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہم حضرت مسیحؑ اور دیگر انبیاء سابقین کو عزت اور تعظیم و تکریم سے یاد کرتے ہیں۔ اسلام انسانی کمزوریوں اور عالم الہی کی ضرورت کو اس قدر سمجھتا اور پہچانتا ہے۔ کہ وہ ان میں بالکل امتیاز یا علیحدگی نہیں کر سکتا۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سب سے آخری اور حلیل القدر نبی ہیں اور آپ کی ستودہ علی زندگی اور حمید و خصائل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی مرضی زمین پر ظاہر ہوئی اور ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اگر ہم ان اعلیٰ اور ارفع نمونوں پر چلنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلعم نے ہمارے لیے چھوڑے ہیں۔ تو ہم بالضرورتاً مطلق کی مرضی پوری کریں گے۔ ہمیں اپنی دعاؤں کے اخیر میں یہ کبھی کہنے کا وہم بھی نہیں گذرتا کہ ”ہمارے خداوند محمدؐ کے وسیلے سے“ کیونکہ ہم بخوبی جانتے ہیں۔ کہ جس وقت کوئی شخص خدا تعالیٰ کے حضور عرض گزارا کرتا ہے۔ خدا اس کی رُمتا ہے۔ یہ بات کس قدر بخیرہ ہر

کہ قادر مطلق کا قرب صرف ایک شفیق یا درمیانی کے ہی ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ جناب مسیح نامہری اور آنحضرت صلعم نے اپنا اپنا پیغام مبینی دیا۔ لیکن خدا تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی سنا اور اُن کو تسلی بخشتا ہے۔

اسلامی نماز کا فلسفہ

نمبر (۲)

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ نماز کے مقررہ اوقات بذات خود اپنے اندر ایک خاص فلسفہ رکھتے ہیں۔ یہ اوقات معینہ نماز کے لئے نہایت ہی موزون اور مناسب ہیں۔ اور انسان کی سرشت عبودیت کے لئے ایک قسم کا معیار اور محک ہیں۔ علاوہ بریں انسان کی اپنی چال چلن درست کرنے میں پوری امداد کرتے اور اس امر کی تعلیم دیتے ہیں۔ کہ ہر موقع اور ہر آن صبح اور شام دن اور رات انسان اپنے فرائض کو مد نظر رکھے۔ اپنے وقت کا موازنہ کرے۔ اور اپنے ہر ایک کام میں پابندی وقت کو ملحوظ خاطر رکھے۔ اور اپنے فریضہ کی ادائیگی کے لئے ہر وقت چُست و ہوشیار رہے۔

ایک مسلم کتنا ہی دلچسپ اور خوش گوار کام میں مشغول ہو۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے۔ اور بخلاف گرجے کے گھنٹے کی بجائے معنی اور کرخت آواز یا صدائے ناقوس کے مؤذن کی بلند اور دلکش اذان کی آواز اللہ عز و جل کی حمد و ستائش کرتی ہوئی گونجتی ہے اور ایک سچے مسلم کو وحی ہلی الصلوٰۃ اور وحی علی الافلاح یا دلاتی ہے۔ اس وقت سب کے سب اپنا فرض منصبی سمجھ کر نماز کے لئے چل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور نماز کو تمام مشاغل اور دلچسپیوں پر ترجیح دیتے ہیں اور مؤذن اذان دیتے وقت اپنے کانوں کو اس لئے بند کر لیتا ہے۔ کہ اپنے بجائیوں کو نماز کی طرف بلائے وقت کوئی دوسری آواز مثلاً ریل گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ یا ہوائی جہاز کی سنناہٹ اُس کے اس کار منصبی میں خلل انداز

اور باعث انتشار نہ ہو۔ اور جب وہ مودن کی پکار اور اس فریضہ کی آواز سنتے ہیں جو اُن کو قادر مطلق خدا کون و مکان کے فرمانروا۔ یوم حساب کے مصنف اعلیٰ بادشاہوں کے شاہنشاہ۔ قدوس اور پاک جل شانہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو پکارتی ہے۔ تو کیا اُن کو زیبا ہے کہ اُس معبود حقیقی کے روبرو بیٹھے اور گندے ہاتھ منہ لیکر حاضر ہوں۔ حالانکہ جب وہ دنیا کے ایک معمولی افسر یا حکم کے سامنے جاتے ہیں تو اپنے جسم اور لباس کی صفائی کا بہت ہی خیال رکھتے ہیں۔ شایع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ جسمانی طہارت قدر ثار روحانی پاکیزگی کا ایک جزو لاینفک ہے۔ دیگر مذہبی مصلحتوں نے بھی طہارت کا درجہ خدا پرستی کے بعد رکھا ہے۔ لیکن انھوں نے اور اصولوں کی طرح اس کو بھی مرتبہ چند ہدایات پر اکتفا کر دیا اور اُن کو عملی صورت میں لانے کا کوئی طریقہ قطعاً اختیار نہیں کیا لیکن آنحضرت صائم نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جس طرح قواعد مرتب کیے ہیں اسی طرح اُن کو عملی صورت میں بھی برت کر ہمارے لیے نمونہ پیش کیا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک طہارت جسمانی اور روحانی مذہبی فریضہ میں داخل ہے۔ چنانچہ غسل کے لیے بھی خاص ارکان مقرر کر دیے ہیں۔ اور ایک پُپ میں محض غوطہ لگا لینے سے کوئی شخص پاک نہیں ہوتا۔ بلکہ دیگر ارکان کو بھی خاص طور پر مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ تاکہ جسم واقعی پاک اور صاف رہے۔ غسل کے ساتھ لباس کی پاکیزگی اور تندرستی اور سائیس کے رُوسے بھی صفائی کا معقول لحاظ رکھا گیا ہے الغرض جب مسلمان نماز کے واسطے جاتے ہیں تو پہلے وضو کر لیتے ہیں۔ یعنی جسم کے وہ جو جھٹے کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اچھی طرح دھوئے جلتے ہیں۔ بند اور گندے پانی میں نہیں بلکہ صاف شفاف اور بہتے ہوئے پانی میں۔

اس طرح مسلمان پاک صاف دل تازہ اور مطہر جسم کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں جب مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے یا قرآن پاک کو چھونے کے لیے جسمانی طہارت لازمی ہے تو ایک مسلمان اپنے دل میں فطرتاً یہ محسوس کرتا ہے کہ اُس خالق حقیقی کے حضور میں حاضر ہونے کے لیے صفائی قلب اور پاکیزگی دل کی کس قدر ضرورت ہے۔ مسلمان اس بات کا پختہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی اور سے مدد نہیں طلب کر سکتے پس ہر حالت میں خواہ وہ

پاک ہوں یا نہ ہوں۔ اُسی ایک معبود کے آگے سر جھکانا ہے۔ یعنی اُن کے دل میں یہ حساس پیدا ہوتا ہے کہ اُس کے سامنے جسمانی طہارت کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے۔ اور اپنے دنیوی خیالات کا اظہار صفائی کی حالت میں کرنا چاہیے۔ الغرض وضو سے جس طرح ظاہری صفائی ملحوظ ہے۔ اُسی طرح اس کے اندر ایک باطنی پاکیزگی بھی متصور ہے۔ مسلمان جب وضو کے وقت اپنا ہاتھ دھوتا ہے تو اُس سے صرف یہ مراد نہیں کہ وہ ہاتھوں کے گرد یا الائش سے پاک کرتا ہے۔ بلکہ اُن ناپاک امور سے جن کا اُس نے ارتکاب کیا ہو اپنے ہاتھوں کو پاک صاف کرتا ہے۔ اور جب وہ اپنا چہرہ۔ ناک۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں دھوتا ہے۔ تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ بوجہ نماز کو جو کسی افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے ہوں پاک کرتا ہے۔

مثلاً اگر کسی نے اپنی زبان کو ضبط کر کے پلید کر لیا ہو یا اُس کے کان دوسری کئی جگہ کوئی کلمہ ناپاک ہو گئے ہوں تو اُسے چاہیے کہ ان اعضاء کو اس قسم کی نجاست سے پاک کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑا ہو۔ اور پھر جب وضو کے وقت اپنی ترانگیوں سے سر پہ مسح کرتا ہے تو اس سے اس کی یہ مراد ہوتی ہے کہ اس کا دماغ ہر قسم کے بُرے خیالات سے منزہ اور صاف ہو جائے۔ قبل ازیں کہ وہ اپنے خالق حقیقی سے باتیں شروع کرے۔

الغرض اگر کان وضو سے صرف جسمانی ہی طہارت مراد نہیں ہے۔ بلکہ دماغی اور روحانی پاکیزگی بھی مقصود ہے۔ وضو کرنے کا یہ مقصد ہے کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ جسمانی صفائی اور روحانی پاکیزگی ایک دوسرے کے ہم پل ہیں اور روح اُسی حالت میں اپنی خالق کے ساتھ ہمنوا ہو سکتی ہے جبکہ جسم نہایت پاک اور مطہر ہو۔ چنانچہ اسلامی جماعت میں قواعد وضو یا طہارت کی وجہ سے بہت سی ناپاکیوں میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور ایسے لوگوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ جو نماز میں پاک و صاف دل کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اور خدائے حقیقی قیوم سمیع و علیم کے حضور اپنی غلطیوں اور گناہوں سے سچی توبہ کر کے اور بھی زیادہ پاکی کے طالب اور جویاں ہوتے ہیں۔ پس وہ ظاہری اور باطنی معنوں میں فی الحقیقت پاک و صاف ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز کے قبل وضو کرنے سے نماز کی اہمیت اور پاکیزگی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور مرد و عورت اپنے فریضہ کو اُس خالق رب العالمین حقیقی و قیوم خدا کے حضور نہایت خلوص کیساتھ

ادا کرتے ہیں۔ پس جس طرح اسلام کے اندر اور بھی ارکان و قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ اسی طرح نماز کے قبل وضو بھی ضروری اور لازمی شے ہے۔ اس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاعسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین وان کنتم جنبا فاطہروا.... ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولینتم نعمتہ علیکم ولعلکم تشکرون.... یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء عدل بالقسط ولا یحجزکم عن انکم تعادلوا اعداؤا ہوا اقرب للتعوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (المائدہ ۶-۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب نماز کے لیے تیار ہو تو اپنے مومنوں کو اور ہاتھوں کو کینوں تک دھو لو اور سروں پر مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھو لو اور اگر حالت جنب میں ہو تو غسل کر لیا کرو.... اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو.... اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ خدا کے لیے کھڑے ہو جاؤ والے انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمکو اس بات کا مجرم نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ قول سے بہت قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ صرف ظاہری صفائی یا پاکی کتنی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ متذکرہ بالا آخری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ بیرونی صفائی سے صفائی حقیقیان حقیقی کا واسطہ تو ایک اچھی چیز ہے۔ تقویٰ اور انصاف انسان کو راستہ کو قریب لاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دلوں کے راز سے بخوبی واقف ہے۔ پس اگر ہم دو ہزار مرتبہ وضو کریں اور اس کے حضور ناپاک دل اور نجاست آلود خیالات لیکر حاضر ہوں تو ہماری نماز کبھی قبول نہ ہوگی اور ہماری دعائیں ہرگز سنی نہ جائیں گی۔ اس لیے ہم کو چاہیے کہ اس قدوس خدا کے دربار میں عجز و انکسار اور خلوص اور وفائی قلب کے ساتھ حاضر ہوں۔

حضرت بنی کریم مسلم نے مسلمانوں کو صفائی قلب اور دل کو نچوٹ و تکبر اور منافقت سے پاک کرنے کے واسطے بہت زور دیا ہے۔ اپ نے فرمایا ہے کہ اپنے دلوں کو ہر کسی قسم کی گندہ الاشیاء اور کمزوریوں سے منزہ کرو۔ اور اپنے دماغ کو ہر قسم کے حاسدانہ خیالات سے جو خدا کی طرف

توجہ کو پھیرنے والے ہوں پاک کرو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جسمانی طہارت نہایت ضروری ہے۔ لیکن دماغی اور روحانی طہارت اس سے کہیں زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ قرآن شریف کا مقصد صرف تمہارا تزکیہ نفس ہے۔

رشتہ داروں کے حقوق ایک مسلم پر

ہدیۃ الزوجین

(ایک ہندوستانی فرمانروا کی قلم سے۔)

ہدیۃ الزوجین یعنی پہلا حصہ اس کتاب کا جس مسلمانوں کے اس حصہ زندگی پر بحث ہوگی جو خانہ داری کے نام سے موسوم ہے ہر مائیس بیگم صاحبہ بھوپال کی قلم سے نکلا ہے۔ ذیشان اؤ عالی مرتبہ مصنف کے نام سے ہندوستان کا ہر فرد بشر واقف ہے۔ یہ ایک نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے اور موجودہ زمانہ کی ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔ اس میں مفصل ہدایات میاں بیوی کے باہمی حقوق اور ذمہ داریوں کے متعلق دی گئی ہیں۔ اور یہ نہایت ہی خوشی کا مقام ہے کہ ہر مائیس باوجود ان کثیر اور اہم ذمہ داریوں کے جو ہندوستان کی ایک بڑی ریاست کے بار انتظام نے ان کے ذمہ ڈالی ہوئی ہے۔ اور جن کو وہ احسن طریق پر پورا فرما رہی ہیں۔ اپنی علمی قابلیت سے بھی مخلوق کو فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں۔ اور اس طرح پر آپ کی توجہ نہ صرف اپنی رعایا کی بہبودی پر ہی منحط ہے۔ بلکہ اہل اسلام کے ہر ایک قسم کے فوائد آپ کے مد نظر ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً آپ کی علمی فضیلت سے ہندوستان کا لٹریچر فائدہ اٹھاتا رہتا ہے۔ مگر آپ کی موجود تصنیف ان سب میں بڑھ کر قیمتی تحفہ ہے۔ ہر ایک شخص جو مسلمانوں کی خانگی زندگی کے حالات سے واقفیت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس کتاب سے صحیح علم حاصل کر سکتا ہے۔ اصل کتاب اردو میں ہے۔ لیکن اس کا انگریزی ترجمہ ہر مائیس کے ان بہنوں کے لیے جنہوں نے مغرب میں اسلام کو قبول کیا ہے۔ بہت مفید اور بابرکت ہوگا۔

ہم مندرجہ ذیل ہدایات اس کتاب کے آخری باب سے نقل کرتے ہیں۔ جس میں ان ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو اسلام کے ماتحت ایک شخص کے ذمہ اپنے رشتہ داروں کے لیے عاید ہوتی ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے رسالہ کے ناظرین کے لیے ان سے بہت سی باتوں پر نئی روشنی پڑے گی وہ حالت جو ہم بعض دوسرے ممالک میں دیکھتے ہیں کہ مائیں افلاس کی حالت میں زندگی بسر کر رہی ہیں اور بیٹے اپنے تعیشات میں منہمک ہیں۔ اسلام میں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ بلکہ خانہ داری کا جو مغربی مفہوم ہے اس کے لحاظ سے وہ ذمہ داریاں جو ایک مسلم پر عاید ہوتی ہیں وسیع ہیں۔ اور باوجود ان کی وسعت کے وہ صرف لفظی یا نام کی ذمہ داریاں ہی نہیں۔ بلکہ عملاً اپنی آسائش کو قربان کر کے دوسروں کی آسائش کو مد نظر رکھنا اسلام کی اصلی تعلیم ہے۔ عالی مرتبہ مصنف نے اس مضمون کو ایسی صفائی سے لکھا ہے۔ کہ ہم آپ کے اصل الفاظ پر کچھ بڑھانا نہیں چاہتے +

ذوی القربی

گھر کے تمام تعلقات صرف میاں بیوی سے ہی وابستہ نہیں ہیں۔ بلکہ ان تعلقات کے سلسلہ میں وہ اقربا اور اسز بھی شامل ہیں۔ جن کی خدمت اور خبر گیری مرد یا عورت کے ذمہ عاید ہوتی ہے۔

اولاد بالعموم دونوں کی متاع مشترکہ ہے۔ جس کی قدرتی محبت دونوں کے واپس ہوتی ہے اور اس کے متعلق والدین کے جو فرائض ہیں وہ اس قدر صاف ہیں۔ کہ محتاج بیان نہیں لیکن بعض خاندانوں میں سوتیلی اولاد سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ اگر ایسی اولاد پہلی بی بی سے ہے تو موجودہ بی بی کو اگرچہ اس کے ساتھ قدرتنا الفت نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کا فرض ہے کہ وہ حقوق العباد اور خاوند کی خوشی کے خیال سے اس کے ساتھ محبت کرے۔ کیونکہ خاوند کریم نے اس کو باپ کی دولت و ثروت میں حصہ دار اور مستحق بنایا ہے۔ اسی طرح اگر عورت کے پہلے خاوند سے کوئی اولاد ہے اور وہ قابل پرورش ہے۔ تو اگرچہ وہ موجودہ خاوند کی دولت و آمدنی میں کوئی استحقاق نہیں رکھتی۔ لیکن عورت کی خوشی اور استحسان کے خیال سے اس کی پرورش کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ عورت کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے مہر اور نان و نفقہ

سے ایسی اولاد کی پرورش کرے +

اسلام میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ کہ آنحضرتؐ بنی معلّم اور صحابہ کرامؓ نے اسی محبت و شفقت کے ساتھ جو اپنی صلیبی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایسی اولاد کی پرورش کی ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مسلمانوں کے لیے ایک سنت اور صحابہ کرام کا ہر ایک کام ایک نمونہ عمل ہے +

آب ذرا غور سے دیکھو کہ مندرجہ بالا قسم کی اولاد کے ساتھ عورت و مرد کی بنتیں گھر میں کس قسم کی مسرت پیدا کرتی ہیں۔ اور زوجین میں کس طرح محبت بڑھنے کا باعث ہوتی ہیں +
تعلقات عزیز واری میں والدین اور ذوی القربے کا خیال رکھنا۔ ان کی خبر گیری کرنا اور ان کی خدمت بجالانا بھی فرائض میں داخل ہے۔ والدین جو ہزاروں تکلیفیں اٹھا کر اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔ اس بات کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اولاد ان کی خدمت بجالائے۔ اور جب وہ اپنی دولت اور کمائی کا بڑا حصہ اولاد کی پرورش میں صرف کرتے ہیں۔ تو ان کا استحقاق ہے۔ کہ وہ اولاد کی کمائی اور دولت سے بھی فائدہ اٹھائیں :-

عمر بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ بیکمال کا حاجتمند ہے۔ فرمایا تو از تبر مال دونوں تیرے باپ کی ملک ہیں۔ (زنا بعد عافریں کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا) کہ تمہاری اولاد تمہاری پاک اور حلال کمائی ہے تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے بے وعدہ کھاؤ۔

عَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ لِي مَالًا وَأَنَا وَالِدِي يَحْتَاجُ إِلَيَّ مَالِي قَالَ أَنْتَ وَمَا لَكَ بِوَالِدِكَ إِنَّ أَوْلَادَكَ كَعَمَلٍ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ كُلُّوْا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ (ابو داؤد و ابن ماجہ)

والدین کی اطاعت۔ فرمانبرداری اور خدمت جس درجہ اولاد پر فرض ہے اور اعزاء و اقربا کے ساتھ جیسے جن سلوک اور مودت و محبت کی ترغیب و تاکید کی گئی ہے۔ اس کا اندازہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی سے بخوبی ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ خداوند کریم کے نزدیک والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اس درجہ وقیع ہے کہ جہاں اُس نے اپنی عبادت کرنے شرک و فسق سے بچنے اور نماز و زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہیں والدین کے ساتھ احسان کرنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے:-

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا قَوْلُ بَدِي الْقَوَلِ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي
الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ
إِيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَاسْمِ الْغَيْبِ مَنْ كَانَ
عُتْسًا لَّا خُورًا

اور اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں کیوں اور خاتون اور قرابت والے یتیموں اور مسکینوں اور جوار ذی القربیٰ اور صاحبِ الجنب اور صاحبِ الجنب اور ابنِ السبیل اور مملکتِ ایمان کو جو اللہ لایحیث من کان عتسًا لَّا خورًا

اور اُس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو نوڈی غلام تمام سے قبضہ میں ہیں ان سب کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔ اللہ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جو اترائیں اور بڑائی مارتے پھریں

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا
إِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا
لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا حکم دیا اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر ماں باپ تیرے دے ہوں کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھیلے جن کے شریک خدا ہونے کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل ہے ہی نہیں تو

(اس بات میں) ان کا کہا نہ ماننا

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا
عَصِيًّا

اور اپنے والدین کے خدمت گزار (بھی) تھے اور سخت گیر (اور) خود سر نہ تھے

وَأَوْصَيْنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ
وَأَدُمْتُ حَيَاتًا وَبَرًّا بِوَالِدِي
وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا

اور مجھ کو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں اور نیکو اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور مجھ کو سخت گیر اور بد راہ نہیں کیا

یہی نہیں کہ احسان کی ہدایت کی گئی ہو۔ بلکہ ادب اور نرمی سے بات کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے:-

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا يَٰهٗ
بِآلِہِ الدِّینِ احْسَانًا اِنَّمَا یَبْلُغُنَّ
عِنْدَکَ الْکِبَرُ اَحَدَہُمَا اَوْ کِلَاہُمَا
فَلَا تَقُلْ لَّہُمَا اٰیٰتٌ وَلَا تَنْهَہُمَا
وَقُلْ لَّہُمَا قَوْلًا کَرِہًا ۝

اور (اے پیغمبر) تمھارے پروردگار نے حکم قطع فرمادیا کہ (لوگو!) اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور اللہ کے ساتھ حق سلوک سے پیش آنا (اے نبی! طب) اگر اللہ میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کے آگے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ انکو جھڑکنا۔ اور ان سے (کچھ) کہنا (مٹا ہو تو) ادب کے ساتھ کہنا (مٹتا) ۛ

ان کے ساتھ خاکساری کرنے۔ اور ان کے لیے دُعا ئے مغفرت اور رحمت کے مانگنے کی

ان الفاظ میں ہدایت کی گئی ہے :-

وَ اٰخِیْضْ لَّہُمَا جَنَاحَ الدَّالِّ
مِنَ التَّرَحُّمَةِ وَقُلْ رَبِّ اَرْ
حَمُّہُمَا مَکَا رَبِّیَّ اِنِّیْ صَغِیْرٌ ۝

اور (اے شخص) محبت سے خاکساری کا پہلوان کے (یعنی ماں باپ کے) آگے جھکائے رکھنا اور (انکے حق میں) دُعا کرتے رہنا کہ میرے پروردگار تسبیح انھوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے (اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں) (اس طرح تو بھی ان پر (اپنا) رحم کیجیو) ۛ

والدین کے بعد زیادہ نزدیک و عزیز ہوتے ہیں ان کی تفصیل کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ان کی نسبت صرف ذیل کی ایک ہی حدیث کو پڑھ لینا چاہیے ”حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کیا یا رسول اللہ اس بات کا حقدار کون ہے۔ کہ جس کے ساتھ میں سلوک کروں فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا۔ پھر کون فرمایا تری ماں۔ عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں۔ اُس نے عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تیرا باپ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں (یعنی اپنی ماں سے سلوک کر) پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیرا باپ۔ پھر جو تجھ سے زیادہ قریب کا رشتہ رکھتا ہو“

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے۔ کہ آنحضرت نے تین دفعہ ماں کے ساتھ۔ اور پھر باپ کے ساتھ سلوک کرنے کے بعد۔ پھر جو زیادہ قریب ہو اُس کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی ہے +

ترمذی شریف میں ایک حدیث حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں تو کیا میرے لئے توبہ ہے۔ فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تیری خالہ موجود ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا ”اس کے ساتھ سلوک کر“

اب اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ خالہ کے ساتھ سلوک کرنے کی اس لئے ہدایت کی گئی کہ وہ خوش ہو کر گناہ کے بخشے جانے کی خدا سے دعا کرے اور اس کے ساتھ جو ماں کی طرح ہے صلہ رحمی کرنا کفارہ گناہ کا موجب ہوگا۔ بد قسمتی سے مسلمانوں کی تمام خوبیاں ایک ایک کر کے رخصت ہوتی جاتی ہیں۔ اور انکی جگہ خرابیاں آتی جاتی ہیں۔ یہی حالت رشتہ داری کے تعلقات کی بھی ہے۔ اگر ایک بھائی دولت مند یا آسودہ حال ہے۔ اور دوسرے بھائی غریب ہیں۔ یا کسی کے والدین غیر مستطیع ہیں۔ تو اول تو خود اس آسودہ حال شخص کو ہی ان کی پروا نہیں ہوتی۔ پھر اگر بیوی بھی بد مزاج یا سسرال والوں سے متنفر ہو تو ان لوگوں کی زندگی جن کے حفظ حقوق کے متعلق اس طرح کے احکام ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ نہایت بے کسی اور ذلت کی زندگی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ دونوں یعنی شوہر اور بیوی نہ دنیا کا لحاظ کرتے ہیں نہ آخرت کے اُس عذاب سے ڈرتے ہیں جو ان اعمال کے باعث اس عالم میں ان پر نازل ہوگا۔

والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک اور مودت و محبت وہ حقوق ہیں جو خداوند کریم نے اولاد پر اور دوسرے اعزہ پر مقرر کیے ہیں۔ ان حقوق کے ادا نہ کرنے کی بابت خواہ دنیاوی قوانین میں کوئی چارہ کار نہ ہو۔ لیکن جو لوگ حشر و نشر پر ایمان اور روز محشر کی باز پرس پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ ضرور سمجھتے ہیں کہ اس کا اس دنیا میں نہ سہی اس دنیا میں چارہ کار ہی اگر بیوی کے اثر سے اس کا خاوند ان حقوق کو ادا کرنے سے مجبور ہو تو آخرت میں اس کا باا ان دونوں پر پڑے گا۔ البتہ اگر بیوی اپنی ملک و جائیداد میں سے اپنے اعزہ کے حقوق ادا کرنے چاہیے اور خاوند مانع ہو تو چونکہ خاوند کی اطاعت سب پر مقدم ہے۔ اس لئے عورت تو گھر گار نہ ہوگی۔ مگر خاوند مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ پس اس معاشرتی زندگی

میں گھر کی مسرت و برکت اور خداوند کریم کی رحمت کا بہت بڑا انحصار والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک پر مبنی ہے +

عموماً سائین جب اپنے بیٹے کا گھر بار کرتی ہیں تو وہ اس بات کو فراموش کر جاتی ہیں کہ وہ بھی کبھی "ہو" نقیس اور ہوئیں کبھی اس بات کو خیال میں نہیں لاتیں کہ ایک دن بھی ساس نہیں گی۔ پس یہی فراموشی اور بے خیالی ساس ہوؤں کے فساد کی جڑ ہوتی ہے۔ جو عورتیں عقلمند ہوتی ہیں وہ سمدھیانے سسرال اور میکے کے جھگڑوں کو پاس نہیں آنے دیتیں اور کوئی بات ایسی نہیں کرتیں کہ نزارع برپا ہو۔ نزاعات کے برپا نہ ہونے اور السداد کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے۔ کہ گھر کے ہر شخص کو ایک دوسرے کے مرتبہ اور حق کا خیال رکھنا چاہئے اور ان حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے جو خداوند کریم نے مقرر کیے ہیں۔

تِلْكَ حُدُودَ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ الظَّالِمُونَ

یہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں تو ان سے آگے مت بڑھو اور جو اللہ کی باندھی ہوئی حدود کو آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ برسرِ ناحق ہیں۔

عربوں کا احسان تہذیب پر

(از ایس۔ ایچ۔ لیڈر مصنف ویزرت گیٹوے۔ ویلڈ مسٹر زی آف ایچیٹ وغیرہ)

اورینٹلٹری سکل میں اس مضمون پر کہ عربوں کا تہذیب پر کیا احسان ہے۔ بولنے کی جرأت کرتے ہوئے۔ مجھے اس وجہ سے کچھ دقت ہے کہ میں جانتا ہوں کہ میرے سامعین کچھ مشرقی دنیا کے رہنے والے ہیں اور کچھ مغربی دنیا کے۔ میری دونوں سے درخواست ہے کہ میرے مضمون سننے میں وہ وسعت و صلہ کو کام میں لائیں۔ بعض تاریخی امور کو بیان کرنے میں میں ڈرتا ہوں۔ کہ مشرقی طالب علموں کے نزدیک میں مواضع باتوں کو دھرائے والا ہونگا میں جانتا ہوں کہ مشرقی لوگوں کو تاریخ سے کس قدر محبت ہے۔ بالخصوص جبکہ اس کا تعلق اسلام سے ہو۔ اور اس لیے مجھے یقین ہے۔ کہ جو کچھ میں کہوں گا اس میں اسلام کے پیروں

کے لیے بہت نئی باتیں نہ ہونگی۔ لیکن اس گہری دلچسپی اور بھر دی کی وجہ سے جو مجھے اپنے مشرقی دوستوں کی آرزوؤں سے ہوا بالخصوص جو شمالی افریقہ اور مصر کے رہنے والے ہیں میں صرف اس قدر کننا چاہتا ہوں کہ ایک مغربی دل پر کیا خیالات اس امر کے متعلق پیدا ہوتے ہیں کہ کس طرح ایک قوم کا گزرا ہوا شان و شوکت کا زمانہ ان کی موجودہ تنہاؤں پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اس کے بالمقابل بعض اپنے انگریز سامعین کے لیے میں ان خیالات کی دوبارہ تکرار کرنے والا ہوں گا۔ جو وہ بھول چکے ہیں اور ان تاریخی واقعات کی کسی قدر ناخوش آئینہ یاد دہانی کرنے والا ہوں گا جن کو مغربی لوگوں کی دلچسپی نے ایک طرف پھینک دیا ہے۔

میں ڈرتا ہوں کہ میں بعض لوگوں کی خود پسندی کو یہ کہہ کر کچھ صدمہ ہی پہنچاؤں گا کہ غریب بھی ان لوگوں کا ممنون احسان ہے جن کا کچھ دھندلا سا علم ہے میں صرف اسی قدر ہے کہ وہ عربوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ لیکن بایں میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میری طبیعت کا ناجائز میلان نہ ایک طرف ہے اور نہ دوسری طرف۔ مشرق اور مغرب دونوں تاریخی صداقت کے محتاج ہیں۔ اور وہ دونوں اس بات کے بھی محتاج ہیں کہ ایک دوسرے سے جو کچھ کوئی حاصل کر سکتا ہے کرے۔ وہ باہمی سمجھوتا جسکے ہم سب اس قدر خواہش مند ہیں اس وقت شروع ہوگا جب مغرب اس بات کے ماننے کے لیے تیار ہو کہ مشرق کے پاس خزانے ہیں جو اس کے اپنے خزانوں سے کسی طرح کم نہیں اور جو نسل انسانی کی عامہ بہبودی میں کام دے سکتے ہیں +

آج رات میں آپ کو وہ زمانہ یاد دلانا چاہتا ہوں جب مشرق نے تہذیب کی مشعل کو بلن کر رکھا تھا۔ حالانکہ مغرب اُس وقت تاریکی کے زماں میں ٹامک ٹوٹے مار رہا تھا۔ مصر کے اُن طالب علموں کے لیے نواہ وہ مسلمان ہوں یا قبطی جو آج یہاں ہیں۔ یہ کہانی بالخصوص مصر پیدا کرنے والی ہے کیونکہ اگر عرب دنیا میں نئے جوش اور ولولے لائے اور ان کے ساتھ مفتوح ملکوں کو زندگی کی حرکت دی تو یہ بھی ان کے کمالات میں سے تھا۔ کہ جہاں کہیں انھوں نے تعلیم اور فنون اور دستکاریوں کو پایا۔ ان کو تباہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کو ترقی دی۔ ایران میں بالخصوص یہ حالت تھی۔ مصر میں ہم بہت سے آثار قدیمی قبطی لوگوں کی محنت کے پاتے ہیں۔ جو تہذیب کی

اُس شاندار ترقی میں معاون ہوئے۔ جس نے مضبوط عرب حکومت کے ماتحت پرورش پائی۔ اگر میں ہندوستان کا ذکر نہیں کرتا تو یہ اس لیے کہ مجھے ابھی تک کوئی ذاتی علم اس دلچسپ ملک کا نہیں ہے۔

آپ میں سے بہت سے لوگ ابتدائی عرب کی تاریخ سے ایسے اچھے واقف ہیں کہ مجھے آپکو زیادہ تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ صرف چلتے چلتے اس طاقت سے حیرت انگیز نشوونما کا ذکر کروں گا جس نے حضرت محمدؐ کے ظہور سے ایک سو سال کے اندر اپنے آپ کو مشرق میں دلی سے لے کر سپانینہ میں غرناطہ تک کا مالک بنا دیا جس نے ایک سلطنت اس سے بہت زیادہ طاقتور بنائی جس کو دسیوں نے آٹھ سو سال میں بنایا تھا۔

میں آپ کو مختصر طور پر ایک انگریز کے نکتہ خیال سے وہ حالات بتانا چاہتا ہوں جن کے تحت تہذیب کی اس مشعل نے جو عربوں نے یونانیوں کے کمزور ہاتھوں سے لے لی۔ یورپ پر اس کے تاریخی کے زمانہ میں اپنی روشنی ڈالی۔ ہمارے آقا یسوع کی زندگی میں جس کا نام ہم سب خواہ مسلمان ہوں یا عیسائی بڑی عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ ایک بڑی روشنی دنیا پر نمودار ہوئی بد قسمتی سے جیسے زمانہ گزرتا گیا عقائد اور عملیات کے فروعی امور پر احمقانہ جھگڑے پیدا ہو کر وہ روشنی دہن تاریک ہوتی چلی گئی خدا کی توحید جس کے متعلق جوش و خروش سے جھگڑا ہو رہے تھے۔ بالکل بھلا دی گئی۔ وہ لوگ یسوع کے متعلق ہر ایک سوال پر غور کرتے سوائے ان امور کے جو ان کو اس کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کی طرف لیجانے والے ہوں۔ اس کمزوری اور فساد کی حالت میں عرب کے بیابان سے ایک توانا قوم ایک مرتبہ اٹھ نکلی۔ وہ لوگ جو اب تک گمنامی کی حالت میں رہے تھے۔ غیر معمولی طاقت کی وجہ ایسے اٹھائے گئے۔ کہ ایک مرتبہ ہی وہ ایک عظمت کے مقام پر پہنچ گئے۔ ان کی تلوار کی فتوحات کا جیسا کہ میں نے کہہ دیا ہے مجھے بہت ہتھوڑا ذکر کرنا ہے۔ سوائے اس کے کہ میں کہوں کہ یہ تہلکہ ڈالنے والا انقلاب مغرب میں بعض لوگوں کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ علم کو نابود کر دیگا۔ اور دنیا میں وحشیانہ حالت کو عروج دیگا۔ اور میں اس بات کے تسلیم کرنے پر بھی مجبور ہوں۔ کہ جہالت اور غلط بیانی کی وجہ سے مغرب کے بہت سے لوگ اب بھی ان فتوحات کو اسی رنگ میں سمجھتے ہیں یہ

نا انصافی ہے۔ اور جہالت مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ جہاں ہو انصاف سے روکتی ہے۔ جن باتوں کا میں اختصار کے ساتھ ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ علمی اور اخلاقی فوائد ہیں جس کا ایک دیر پا اور مستقل اثر کل عالم پر ہو اور جن کے لیے بلاشبہ تہذیب عربوں کے غلبہ کے زیر احسان ہے فتح کے پہلے حملے میں اس نئی طاقت نے ایران سے موسیٰ۔ آتش پرستی کو نابود کر دیا جو اگر نہ رک جاتی تو سارے مشرق میں پھیل جاتی۔

اس کے بعد اس نے مصر اور ہندوستان کے بعض حصوں میں جوگ کی توہم پرستیوں کو دور کیا اور رومیوں کے مناظرانہ علم الہی کو جو صرف نام کے عیسائی تھے۔ حالانکہ علمی رنگ میں بت پرستوں سے بدتر تھے۔ مٹا دیا۔ اور بعد عربوں کی اس طاقتور ترقی میں قسطنطنیہ کے دس بارہ کمزور انتظام گرے ہوئے اخلاق اور ذلیل انتظام سلطنت فنا ہو گیا۔

ان کے مخالف بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ عرب کے ان جفاکش جوشیوں کی جنگی طاقت کے ساتھ ایسی صفات ملی ہوئی تھیں جنہوں نے دنیا کو از سر نو زندگی بخشی۔ بعض وہ نیکیاں جن کو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان قوموں کے درمیان جن کو انہوں نے فتح کیا متروک یا نابود ہو گئیں۔ ہمارے لیے منشیات سے پرہیز کفایت شعاری اور زندگی کی وہ سادگی قابل غور ہے جو ابتدائی زمانہ کے بلند مرتبہ خلفائے اسلام نے دکھائیں۔ اور جن کو نہ دولت اور نہ عزت کا خیال کبھی کم کر سکا۔ وہ استقامت قابل غور ہے۔ جس کو کسی قسم کی مشکلات نہ دبا سکیں اور نہ کم کر سکیں۔ وہ فیاضی قابل غور ہے۔ جس کو آج کل کے لوگ اس سے دُور پڑے ہوئے سچے کی وجہ سے باور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ تقویٰ قابل غور ہے کہ جس کے اندر سچا جوش نظر آتا ہے اور عملی زندگی کی وہ سعی قابل غور ہے جو ایک ایسا نہ رکھنے والا اثر دل پر ڈالتی ہے۔ کہ انکی فتوحات اپنی سرعت اور کثرت کی وجہ سے معجزانہ رنگ رکھتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب عرب تنہائی کے ایک بالکل تاریک کونے سے باہر نکلے تو وہ سب صفات ان کے اندر موجود معلوم ہوتی تھیں۔ جن کی ضرورت اس وقت دنیا کے جگہلے اور دنیا کی ترقی کے لیے تھی۔ اگر دنیا کی نجات کو نہ بھی مانا جائے۔

ایک لمحہ کے لیے ہم ان اصوں پر غور کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان لوگوں کو اٹھایا ہوگا۔ جبکہ

ایک قوم کو فتح کرنے کے بعد وہ اس کے انتظام اور ترقی دینے میں مشغول ہوئے ہمارے لیے صرف قرآن اور حضرت محمد کے چند اقوال کو دیکھنا کافی ہے۔ قرآن میں ہے۔ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ جس شخص کو دانائی اور حکمت دی گئی اس نے خیر کثیر کو پایا۔ اور حضرت محمد فرماتے ہیں عزت دولت سے نہیں بلکہ علم سے ہے۔ ایک اور حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ عالم کی سیاہی شہید کے خون کی طرح قیمتی ہے۔

ایسا ہی پیغمبر نے فرمایا کہ ایک عالم ہزار جاہل مانسے والوں سے شیطان پر زیادہ بھاری ہے یہ بھی آپ کا خیال پایا جاتا ہے کہ عبادت کی نسبت علم ترقی کو زیادہ بڑھاتا ہے۔ ایک عالم عابد پر الہی فضیلت رکھتا ہے۔ جیسا کہ پورا چاند تاروں پر اور آپ نے فرمایا کہ علم کی تلاش میں لگجاؤ خواہ وہ چین میں ملے۔ ہمارے یہاں مغرب میں ایک ضرب المثل ہے کہ قلم تلوار سے بڑھ کر طاقتور ہے۔ اس کی صداقت جیسی صفائی سے عرب کی تاریخ میں ملتی ہے اور کہیں نہیں ملتی۔ اور مسلمانوں کی موجودہ حالت اس پر شاہد ہے۔ گو مسلمانوں کی ملکی طاقت کم ہو گئی ہے مگر کوئی چیز دنیا کو ان کے علمی خزانوں کے فوائد سے محروم نہیں کر سکتی۔

پہلے علم ادب کو۔ علم ادب جو ابتداء میں مشرق سے ہی یورپ میں آیا۔ دوسری مرتبہ پھر عربوں کی ذہانت ہی اسے یورپ میں لانے والی ہوئی جو درحقیقت پرانے اور نئے علم ادب میں ایک زنجیر کا کام دیتے ہیں۔ مغرب میں علم ادب بالکل نابود ہو چکا تھا اور جاہلانہ وحشیانہ رنگ کا دور تھا۔ جب عربوں کی سلطنت عروج کی حالت پر تھی۔ لاطینی۔ کلیسیا پر ایک قسم کے اچھے علوم سے محض نا آشنا تھی۔ جو کچھ استغناء اور بے احتیاجی میں لاطینی مصنفین نے حاصل کی۔ فلسفہ میں یا طب میں یا علم ہندسہ میں وہ اس کے بعد تھی۔ جب عربوں کی عظمت نے ان کی جمالت کو متنبہ کیا اور انہی کی وجہ سے بااصل آہوئی۔ وہ کسی یونانی مصنفہ کی تصنیف کے ماہر نہ تھے۔ اور جس قدر لاطینی میں علوم آئے وہ انھوں نے عربی سے ہی لیے یہ عربی کے ذریعہ سے ہی تھا۔ کہ ہم ایک لاطینی ترجمہ کے ذریعہ سے عالمی کی تحریروں تک پہنچ سکاؤ اقلیدس علم ہندسہ میں اس قدر لمبے عرصہ سے ہمارا معلم ہے اس تک بھی ہم عربوں کے ذریعہ سے ہی پہنچے ہیں۔ بڑے بڑے فاضلوں کا یہ خیال ہے کہ بہت سی یونانی تصنیفات

اب تک عربی ترجموں میں مل سکتی ہیں۔ جن کے اصل مدت سے گم ہو چکے ہیں۔
 علم کی دو شاخوں یعنی نظم اور قصہ نویسی پر عربوں کا خاص احسان ہے۔ مشرقی لوگوں کا
 نظم کا شوق اسلام سے بہت مدت پہلے کا ہے۔ اور یہ دعوائے سے کہا جاسکتا ہے۔ کہ قصہ
 نویسی کی طرز عرب میں ہی پیدا ہوئی اور عربوں کے ذریعہ سے یورپ میں پہنچی۔ دسویں صدی
 عیسوی سے پہلے کا قصہ کا نمونہ صرف ایک ہی ہے۔ جو عشرہ کے قصے کے نام سے مشہور ہے
 جو ایک عربی قصہ ہے جس میں قصہ نویسی کی تمام ضروریات موجود ہیں۔ اور جس سے پہلے
 یورپ کا کوئی قصہ اس طرز کا موجود نہیں۔ چار سے لے کر ملٹن تک انگریزی علم ادب
 میں۔ تمام شاعروں اور مصنفوں کے کلام میں عربوں کا اثر برابر موجود پایا جاتا ہے۔
 اب ہم سائنس اور فلسفہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جب یورپ اُس وحشیانہ پن اور
 جہالت سے نکلا جو عربوں کے علمی زمانہ کے مقابل پڑا ہوا ہے۔ تو علمی دولت کی تین
 قیمتی کانیں اُس کے لئے کھل گئیں۔ بالخصوص عربی تحصیل علم کے میدان میں۔ ان میں
 سے ایک کان فلسفہ کی تھی۔ جس نے دل کی اس زندگی کو تازہ کر دیا۔ جس کا یونانی لغویت
 نے اس قدر استعمال کیا تھا اور جس کو رومیوں کی خراب عادتوں نے تباہ کر رکھا تھا۔
 دوسرے مضمون علم ہندسہ اور علوم استقرائی تھے۔ جن کی یونانیوں اور رومیوں نے
 کبھی زیادہ قدر نہ کی اور نہ ان کا نتیجہ کیا۔

مشرقی ممالک میں بہت سے طالب علم اُس فاضل انگریز لارڈ بیکن کی تصنیفات کے منتقل
 بہت کچھ جانتے ہیں جس کی نیچرل فلاسفی کی تحقیقاتوں نے مغرب میں علوم کے ذرائع کو
 بہت بڑھایا ہے۔ مجھے ہمیشہ یہ بات معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ مصر کے نوجوان
 لارڈ بیکن کی قدر کرتے ہیں۔ مجھے اس سے کچھ تعجب نہیں ہوا۔ کیونکہ بہت سے ان
 سرچشموں کا پتہ لگانے کے لئے جن سے لارڈ بیکن نے اپنے خیالات کو لیا اور ان کو بڑھایا
 ہمیں تیرھویں صدی تک واپس جانا پڑتا ہے۔ داجر بیکن جو ۱۳۱۷ء میں پیدا ہوا مشرقی
 زبانوں میں خوب ماہر تھا۔ ہسپانیہ کے مورخوں کی یونیورسٹیوں میں اُس نے فضیلت
 حاصل کی اور اُس زمانہ کے عرب مصنفوں سے ایسا ہی واقف تھا۔ جیسا یونانی اور

لاطینی تصانیف سے لارڈ بیکن نے جو سترھویں صدی میں ہوا، اسی فاضل سے اپنے خیالات کو لیا اور اپنے مشہور استقرائی نظام کے پہلے اصولوں کو اسی سے لیا۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو اس بات کو یقین تک پہنچا دیتا ہے کہ بیکن کے فلسفہ کا اصلی سرچشمہ عربوں کے علوم ہی تھے۔ عرب کے فلاسفہ ایک بے نظیر طبعی ذہانت کے ساتھ جفا کشی اور محنت کو بھی جمع رکھتے تھے۔ اور محنت سے جس قدر علوم حاصل ہو سکتے تھے اُن سب کو حاصل کرتے تھے جس چیز کا وہ علم حاصل کرتے اس پر ہر ایک پہلو سے غور کرتے اور ان کے دلائل میں ایسی صفائی اور باریک بینی ہے کہ جن مضمون کو وہ ہاتھ ڈالتے اس کو کامل طور پر روشن کر کے چھوڑتے ان کے کام نے یورپ کے توانے ذہنی کو بہت بلند کر دیا۔ وہ بڑی قومی ترقی جو بارہویں صدی عیسوی کے بعد انگلستان میں نمودار ہوئی شروع ہوئی۔ وہ انھیں باتوں کا اثر تھا۔ سائنس کے معاملہ میں بھی انصاف چاہتا ہے کہ ہم اس بات کا اعتراف کریں کہ جب دسویں صدی میں یورپ علمی جہالت میں سویا ہوا تھا تو عرب بڑے شوق کے ساتھ ان سائنس کے مسائل کی تحقیقات میں لگے ہوئے تھے جنہوں نے مغربی دنیا میں علم اور زندگی کی ایک نئی روح پیدا کرنی تھی۔ موروں کے ان مدرسوں میں جو کہ ہسپانیہ میں تھے۔ یورپ کے طلباء کا سلسلہ لگاتار جاری رہا تھا۔ انگلستان سے فرانس سے جرمنی سے اطالیہ سے۔ تاکہ ان علمی خزانوں سے بہرہ ور ہوں جو عربوں کے قبضہ میں تھے اور تا یورپ بھی ان خزانوں میں سے حصہ لے۔ ہسپانیہ کی عربی یونیورسٹیاں علوم کے سرچشمے تھے۔ جہاں عیسائی جہالت اپنی ابتدائی تعلیم کے لیئے جاتی تھی عربی استادوں کے مشہور مغربی شاگردوں میں پیٹرو نرپیل اور پوپ سلوٹر تانی بھی تھے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ پندرہویں صدی کے آخر تک انگلستان۔ فرانس اور اطالیہ کے سکولوں میں مشکل سے کوئی مشہور یا فاضل آدمی ایسا ہوگا جس کی سولخ اس جہان کا اعتراف نہ کرتی ہو جو بلا واسطہ یا بالواسطہ عربی علوم نے نسل انسانی پر کیا۔ علم کیمیا میں عربوں کا مرتبہ بلاشبہ موجدوں کا ہے۔ یہ مشہور سائنس جو تجربہ کے فلسفے کا پہلا سرچشمہ ہے۔ عربی ذہانت کی ہی حقیقی ایجاد تھا۔ یہ بڑا زبردست ثبوت

اس بات کا سہہ کہ اُس زمانہ کی علمی جدوجہد کس قدر طاقتور تھی۔ مشرق کا تیز متغیہ پہلے اُن کو ایسی باتوں کی تلاش کی طرف نے گیا جو زیادہ تر قصہ گوئی کا رنگ رکھتی تھیں۔ مثلاً وہ آب حیات یا فلاخز کا پتھر جو موت کو مٹال دے اور اکھیر یا یعنی دوسری دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنے کا شوق۔ مگر ان کے علوم کے تجربے نے ان کو جلد ہی اس دھوکے سے باہر نکال دیا اور ان کی تحقیقاتوں کے عملی رنگ نے ان کی قوت متغیہ کی غلطیوں کو جلد ہی درست کر دیا۔ انھوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ حیوانی نباتاتی اور معدنی دنیاؤں کے اجزاء کا مطالعہ کیا۔ ہوا آگ مٹی اور پانی پر تجربے کئے لکھلڑاؤ ایسڈ کی ملتی جلتی اور متقابل خصوصیات کو تحقیق کیا۔ بہت سی ایجادات کیں۔ کافور صفت تیلوں کو دریافت کیا۔ پارہ کی طبی خاصیات معلوم کیں اور بعض زہریلی دھاتوں کا صحت بخش ادویہ میں تبدیل کیا جانے کا پتہ لگایا مغرب نے ان تمام تحقیقاتوں کو ایشیا اور ہسپانیہ کے عربوں سے لیا۔ اور اپنی ٹھہری ہوئی طبائع کے ساتھ اُن کو وہ مقررہ اصول اور قوانین کے ماتحت لائے اور اُس کو ایک سائنس کے مرتبہ پر پہنچایا۔ اس کے بعد کی کیمیا کی تاریخ موجودہ یورپ کی ساری علمی ترقیات کے ساتھ وابستہ ہے۔

کیمیا کی ان ابتدائی تحقیقاتوں کی بنا پر علم طب اور علم دوا سازی میں بڑی بڑی ترقیاں ہوئیں بڑے بڑے طبی فضلاء اس بات کے اعتراف میں متفق ہیں کہ عربوں کا احسان یورپ پر علم طب کے دوبارہ حاصل کرنے اور اس کی ترقیات پر بہت بھاری ہے۔ ان مشرقیوں نے حد درجہ کی محنت اور جفاکشی کے ساتھ اپنے آپ کو علم طب کے مطالعہ میں لگایا۔ اور ان سب باتوں کو حاصل کیا جو یونانیوں کو معلوم تھیں۔ اس میدان میں ان کو علم کیمیا نے اس قابل بنایا کہ وہ اپنے تمام پہلے پیش روؤں سے بہت آگے نکل گئے۔ دوا سازی کے علم میں انھوں نے بیماریوں کے علاوہ اہل کی فہرست کو بڑی بھاری وسعت دی اور بہت سی نئی معرود ادویہ کو بڑھایا۔ انھوں نے پہلے پہل شکر کو بنایا۔ اور اس طرح پر انسان کی خوراک میں ایک لذیذ جزو کا اضافہ کیا جس سے اس سے پہلے عموماً لوگ ناواقف تھے۔ کیونکہ شہد جو صرف ایک ہی معلوم شیرینی تھی۔ بہت کیاب اور بہت قیمتی چیز تھی۔ انھیں باتوں سے طبابت کا بڑا کمال پیدا ہوا۔ عربوں نے بالخصوص مرض کی علامتوں کی تشخیص کو مطالعہ میں لانے کی کوشش کی۔ اور اس میں کامیابی حاصل کی

اپنے شوق اور باریک بینی کی وجہ سے بہت سے تاریک مسائل کو انھوں نے حل کر دکھایا اور بہت سی امراض کے اثرات سے ان کی وجوہات کا پتہ لگایا اور مؤثر علاج تجویز کیئے جلدی علاج کے امراض میں وہ بالخصوص کامیاب ہوئے چھپک کے مہلک مرض کی تحقیق کا سہرا انھیں شرقی طبیبوں کے سر پہی ہے۔ خسر کی کیفیت کا پتہ لگانے میں بھی وہ سب سے اول ہیں۔ کئی قسم کے کھوڑے بالخصوص وہ جن کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ گلے کی کئی قسم کی بیماریاں عرب کے طبی ہنرمندی کی وجہ سے ہی معلوم ہوئیں۔ جیسا کہ آج طب کے طالب علم تسلیم کرتے ہیں۔ سکریمول جو ایک مشرق بھی تھا اور طبیب بھی تھا۔ چند سال ہوئے جب اُس نے اس مضمون کا مطالعہ کیا تو اس نے اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ علم طب اپنی موجودہ ترقی یافتہ صورت میں بھی پرانے عرب مصنفوں کی تحقیقاتوں سے ابھی بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جب یورپ نے تاریکی سے باہر نکلنا شروع کیا تو افریقہ ہسپانیہ اور سسلی کے طبی مدرسوں نے ان مدرسوں کو جو بنائے گئے اپنی روشنی سے منور کیا۔ لیکن کہتا ہے کہ پہلا طبی مدرسہ جو یورپ کی تاریکی میں نمودار ہوا سلرنون کا مدرسہ تھا۔ وہ شخص جس کی ذہانت نے یورپی علوم کا یہ نیام کر قائم کیا وہ ایک راہب قسطنطین نام تھا۔ اس نے اپنی عمر کے ۳۹ سال مشرق میں ایک علمی سفر پر خرچ کئے اور بغداد سے واپس آیا۔ بعد کی طبی ترقیات اسی شخص کی تصنیفات اور تعلیمات کا نتیجہ ہیں۔ نہ صرف وہ جو سلرنون کے مدرسے میں ہوئیں۔ بلکہ اُن تمام مدرسوں میں جو کھو لوک یورپ کے مختلف ممالک میں اس کی شاخوں کے طور پر قائم ہو گئے۔ فن علاج کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ بیماروں کے لئے ہسپتال اور پاگلوں کے لئے پاگل خانے قائم ہو گئے۔ ایک یہودی ربی بنیامین ٹولیدٹا کا سہنے والا بغداد کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے :-

”خلیفہ ایک دیندار اور فیاض آدمی ہے۔ اور اس نے دریا کے دوسری جانب عمارات بنائی ہیں۔ ان عمارات میں بہت سے بڑے بڑے مکانات بازار اور غریب بیماروں کے علاج کے رہائش کے مکانات ہیں۔ جو کہ وہاں علاج کرانے کے لئے آتے ہیں۔ یہاں قریباً ساٹھ طبی گودام ہیں۔ جن میں ہر قسم کی ادویہ اور دیگر ضروریات خلیفہ کے سرکاری گودام سے آتی ہیں۔ اور ہر ایک بیمار جو مدد کے لئے درخواست کرے اس کو سرکاری خرچ لکھا

جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل شفا یاب ہو جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ایک بڑی عمارت ہے جو پاگلوں کی رہائش کی جگہ کمالاتی ہے۔

سنت ۱۲ء میں ایک بڑی بھاری پاگل خانے کی بنیاد قاہرہ میں رکھی گئی اور جب تک اس پر ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ نہیں گزر گیا۔ اُس وقت تک یورپ میں اس قسم کے کسی رواج یعنی پاگل خانوں کے علیحدہ بنایا جانے کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ تب بھی یہ چیزیں ہسپانیہ سے نکلتی یورپ میں پھیلیں۔ (باقی آئندہ)

ایک پرانے انگریز بادشاہ کا توحید الہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار (مرقومہ پروفیسر ہارون مصطفیٰ بیون ایم۔ اے)

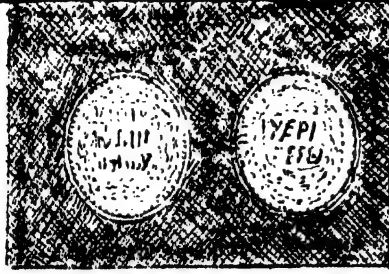
برٹش میوزیم کے متحفوں اور سکون کی شاخ میں ایک عجیب و غریب اور دلچسپ سونے کا سکہ محفوظ ہے جس کو بنے ہوئے بارہ سو تیس سال سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ اور جس پر عربی حروف میں صاف الفاظ میں یہ اقرار موجود ہے لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ۔ محمد رسول اللہ اور اس کے حاشیہ کے ارد گرد ذیل کا اقرار ہے محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدی و دین الحق لیدظہرہ علی الدین کلہ۔

جن الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اللہ نے ان کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تا کہ سارے دینوں پر غالب کرے۔ یہ سکہ آفاشاہ مرسیا نے کندہ کرایا اور اُسی نے اس کو مضروب اور مروج کیا۔ مرسیا انگلستان کے درمیانی حصہ میں ایک قدیم اینگلو سیکسن بادشاہت تھی جو دریائے کینٹ کے دونوں طرف نارمنڈی سے لے کر ویلز تک پھیلی ہوئی

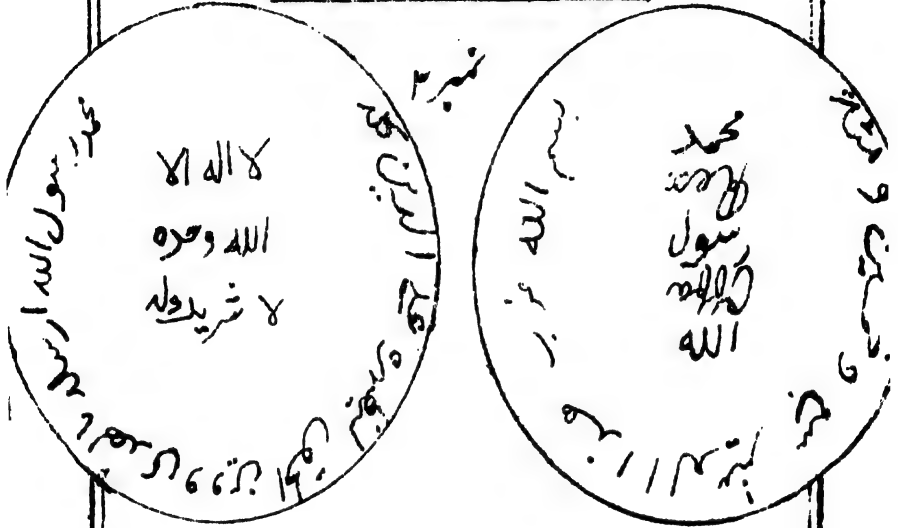
تھی۔ اور شاہ آفا کا زمانہ ۹۶۰ء سے لے کر ۹۹۰ء تک ہے۔ مرسیا کی سلطنت ابتدا میں ایک چھوٹے سے حصے پر محدود تھی اور اس لفظ کا اصلی مفہوم ایک سرحد کا ہے جس کو مخالف ہمالیوں کے ہاتھ سے بچایا جاتا تھا۔ یہ مخالفین و بلز کے باشندے یا قدیم برطانوی لوگ تھے۔ جو صدیوں تک اینگلو سیکن حملہ آور کے ساتھ اس حصہ ملک میں غلبہ کے لیے لڑتے رہے۔ کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں آہستہ آہستہ مرسیا میں ملتی چلی گئیں اور سب سے پہلے غالباً چھٹی صدی عیسوی کے آخری نصف حصے میں اس کی بنا پڑی۔ مگر یہ سلطنت پینڈا کی تخت نشینی تک ۶۲۵ء میں قائم ہوئی بہت کمزور حالت میں رہی۔ اور اس بادشاہ کے زمانہ میں اسکی حکم تدبیر اور نصف انداز حکومت کی وجہ سے دوسری سلطنتوں پر اس کو فوقیت حاصل ہو گئی بالخصوص ۶۴۵ء میں ایڈون بادشاہ پر فتح حاصل کرنے کے بعد۔ مگر ۶۵۵ء میں پینڈا کو آلون شاہ نار تھمبر یا نے شکست دے کر قتل کر دیا اور مرسیا کی سلطنت کا غلبہ ایک وقت کے لیے جاتا رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انگلستان سات سلطنتوں میں تقسیم شدہ تھا۔ یعنی مرسیا۔ کینٹ۔ ایسٹ انگلیا۔ نار تھمبر یا۔ ویسکس۔ ایکس۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے ان میں سے صرف پہلی پانچ سلطنتیں کے مغرب کرتی تھیں۔ وولف ہیرینڈا کے بھتیجے نے جو ۶۷۵ء سے لیکر ۶۸۵ء تک حکمران رہا۔ نار تھمبر یا والوں کو پیچھے دھکیلا۔ اور جنوب کی طرف دریائے ٹیمز تک اپنی سلطنت کے حدود کو پھیلایا۔ وولف ہیر اس سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا۔ جس نے بت پرستی کو چھوڑ کر عیسائی مذہب کو اختیار کیا۔ اس کے جانشینوں میں سے ایک اٹھل بالڈ نے جو ۷۲۵ء سے ۷۳۵ء تک حکمران رہا۔ مرسیا کے حدود کو اور وسعت دی۔ اور قریب قریب کے ممالک کو بڑے بڑے حصے اپنی سلطنت میں شامل کر لیے۔ لیکن مرسیا کے سب سے زبردست بادشاہ آفا ۷۹۰ء سے ۸۰۵ء تک اور سین وولف ۸۰۵ء سے ۸۲۵ء تک تھے۔ ان میں سے موخر الذکر بادشاہ کی وفات کے بعد یہ سلطنت بڑی سرعت کے ساتھ زوال پذیر ہو گئی اور ۸۲۵ء میں آگسٹ شاہ وکس کی سلطنت میں شامل ہو گئی۔

ساتھ کے صفحہ پر اس سکتہ کا اصل نوٹ اور جو عبارت اس پر کندہ ہے اسکا عکس دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس عجیب و غریب سکتہ کا ناظرین خود معائنہ کر لیں۔ اگر اصل نوٹ ولایت سے آگیا تو بعد میں شائع کر دیا جائیگا

نمبر ۱



نمبر ۲



نمبر ۱۔ پہلی تصویر میں اصل سکتہ کا فوٹو ہے۔ مگر حروف باریک ہونے کی وجہ سے ٹھیک پڑھے نہیں جاسکتے۔

نمبر ۲۔ دوسری تصویر میں حروف کو بڑے کر کے دکھایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکتے کے دونوں طرف کیا عبارت ہے۔

سامنے کی طرف درمیان میں یہ الفاظ ہیں :- لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

اور حاشیہ پر یہ الفاظ ہیں :- محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

پشت کی طرف درمیان میں یہ الفاظ ہیں :- محمد رسول اللہ محمد اللہ کا رسول ہے آفا۔ بادشاہ

اور حاشیہ پر دیل { بسم اللہ ضرب ہذا الدین بسبع وخمسين ومئة کے الفاظ ہیں۔ } اللہ کے نام سے یہ دیار مضروب ہوا۔ ایک سو ستاون و ستر

شاہ آفا جس کے دوران حکومت میں یہ دلچسپ سکہ معزوب ہو ا جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں ششہ میں مرسیہ کے تخت پر بیٹھا اور وہ پنیڈا کے باپ و با سے شروع کر کے اس سلطنت کا نواں بادشاہ تھا۔ اُس نے سلطنت کو بہت کمزور حالت میں پایا اور غالباً اس کی سلطنت کے ابتدائی سال اپنے ملک کے اندر ہی حکومت اور انتظام کرنے پر صرف ہوئے ششہ سے اس کی فتوحات کا دور شروع ہوتا ہے۔ ششہ میں اس نے شاہ کینٹ کی فوجوں کو شکست دی اور ششہ میں مغربی سکیکوں اور ویلس والوں کے خلاف کامیابی سے جنگ کی ان مؤخر الذکر لیٹروں سے حفاظت۔ کہ ایسے اس نے ایک بڑی مٹی کی دیوار بنائی جو انگلستان اور ویلز کی ساری سرحد کے اوپر پھیلی ہوئی تھی۔ فلنٹ شائر کے شمالی ساحل سے لیکر جو سمندر کی اس شاخ پر ہے جو ڈی کے نام سے مشہور ہے۔ ڈین برگ منگرمی سلوپ۔ رد نور۔ ہیر فورڈ میں سے ہوتی ہوئی گلوبٹر شائر تک پہنچتی تھی۔ جہاں اس کا آخری جنوبی حصہ دریائے وائی کے دہانے کے قریب ہے۔ اس عظیم نشان دیوار کے بعض حصص اب تک خاصے بندہ نظر آتے ہیں۔ گو اس کا بڑا حصہ زمانہ اور باد و باران اور ایسانی ہاتھوں کی غارتگریوں سے نیست و نابود ہو چکا ہے۔ اس کام کی تکمیل پر بے انداز محنت خرچ ہوئی ہوگی۔ قریباً اس کے متوازی مگر کوئی دو میل مشرق کی طرف ہسٹ کر ایک اوجھوٹی دیوار ہے جس کا نام واٹس ڈانک ہے۔ یہ بھی آفا نے ہی بنائی اور ششہ میں اس کی تکمیل کی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان دونوں بندوں کی درمیانی جگہ تجارتی اغراض کے لئے غیر جانب دار قطعہ زمین کا کام دیتی ہوگی +

آفا کے تعلقات رومن کیتھولک مرکز کے ساتھ دوستانہ تھے۔ پوپ کے دو وکیل جو مرسیا میں آئے ششہ میں بادشاہ نے ان کو ایک دربار میں شرف باریابی دیا۔ ان دو وکیلوں نے جو رپورٹ شاہ آفا کے متعلق پوپ ایڈرین اول کو بھیجی۔ اس میں شاہ آفا کی طرف سے غربا کے لئے کچھ رقم بطور سخاوت اور گرجا کی روشنی کے انتظام کے لئے دیئے جانے کا ذکر بھی ہے +

مرسیا کی سلطنت کی سکہ سازی انگلستان کی ان سات بادشاہتوں میں سب سے بڑی معلوم ہوتی ہے۔ سب سے پہلے مرسیہ کے سکے عموماً چاندی کے پائے جاتے ہیں۔ جن کا وزن عموماً آٹھ سے لیکر بیس گرین تک ہے۔ ان ابتدائی مرسیہ کے سکوں پر پنیڈا اور اتھلڈ کے نام ہیں۔ ان میں سے

اول الذکر کے بالکل رومن طرز کے ہیں۔ لیکن موخر الذکر سکوں میں رومن طرز کے علاوہ کچھ دوسری نقشہ بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعد کے بنے ہوئے ہیں۔ پنڈا کے سکوں پر جو حروف کندہ ہیں وہ رومن اور رونک حروف ہیں۔ مگر اٹھارڈ کے سکوں میں صرف رونک حروف ہیں جو بت پرست شمالی لوگوں کی الف با ہے۔ بادشاہ کا نام ہر حالت میں سکے کے دوسری طرف ہے اٹھارڈ کی وفات سے لیکر جو سنہ ۷۷۷ء میں ہوئی۔ آفا کی حکومت تک جو ۷۷۷ء میں شروع ہوئی نصف صدی سے کچھ زیادہ کا عرصہ ایسا ہے کہ اس کے اندر مریا کے سکوں کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ آفانے کوئی قدیم طرز کے سکے مضروب نہیں کیے۔ اور اس کے سکے زیادہ تر پنی بیضی کٹی کی قیمت کے ہیں۔ یہ چاندی کے سکے ہیں۔ اور اٹھارہ سے لے کر بیس گرین تک ان کا وزن ہوتا تھا۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ آفا پہلا بادشاہ تھا۔ جس نے پنی کو انگلستان میں رواج دیا۔ سکے کی یہ طرز۔ مگر اس کا نقشہ نہیں۔ شارل مین کے ڈنیر سے لیا گیا تھا۔ آفا کے ان سکوں میں جو پنی کے قسم کے ہیں۔ نقشے میں اور بناوٹ میں ایسا کاریگری کا کمال پایا جاتا ہے۔ کہ اس بارہ میں اس سے پیچھے آنے والے بادشاہوں کے سکے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نہ صرف سکوں کی طرز میں ہی تعداد میں زیادہ ہیں۔ بلکہ ان میں نقشوں کا بھی بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ مولے طور پر دو حصوں پر تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ ایک وہ جن میں بادشاہ کے اوپر کے دھڑ کی تصویر ہے اور دوسرے وہ جن میں وہ تصویر نہیں۔ یہ تصویر جن سکوں پر موجود ہے اپنے اندر اصلیت کا رنگ رکھتی ہے۔ اور بلاشبہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صحیح تصویر اوتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سکوں کے دوسری طرف جو نقشے ہیں ان میں زیبائشی نقوش اعلیٰ اور جہ کے پائے جلتے ہیں۔ اور زیادہ تر عجیب طرز کی بنی ہوئی صلیبوں یا پھولوں کے نمونے ہیں دھڑ کے اوپر کے حصے کی بنی ہوئی تصویریں اچھی بنی ہوئی ہیں۔ اور سر کی تصویر گویا ایک زندہ انسان دکھاتی ہے۔ بال عموماً سنوارے ہوئے اور ان میں شکن ڈالے ہوئے ہیں۔ مگر بعض تصویریں بے ترتیبی کی حالت میں بھی ہیں۔ سکوں پر جو عبارت کندہ ہے وہ رومن عبارت میں ہے۔ مگر کہیں پرانے رونک حروف کا بھی اثر موجود ہے۔ ٹکساؤں کے ناموں کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ سب سے بڑا مریا کا ٹکسال لندن میں ہوگا۔ مگر خود ان سکوں سے یہ

ثابت ہوتا ہے کہ ۱۸۷۷ء میں شاہ کینٹ اور اس کی افواج کو جو شکست انفورڈ کے مقام پر ہوئی اور جب کینٹ مر گیا باجگزار ہو گیا تو آفاکینٹربری کے کسٹل کو استعمال کرنا رہا +

آفاک سونے کا وہ عجیب و غریب سکے جس پر عربی حروف کندہ ہیں۔ سکوں کے طالب علموں کے درمیان بہت زیر بحث رہا ہے اور یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ دنیا کے عجیب سے عجیب چیزوں میں سے یہ ایک چیز ہے۔ بہت سے رسالے اور مضامین اس سکے اور اس کی اصلیت پر لکھے گئے ہیں۔ اور اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات لوگوں میں پائے جاتے رہے ہیں ۲۵ مئی ۱۸۷۷ء میں پیرس کے رہنے والے ایڈرین ڈی لاگ پریش نے ایک مضمون اس سکے پر لنڈن نیمس میٹک سوسائٹی کے سامنے پڑھا۔ اسی سوسائٹی کے سائنس مٹر جے۔ ڈائی۔ ایکرین نے ایک مضمون ۲۴ مارچ ۱۸۷۷ء کو پڑھا جس میں اس سکے کے مضروب ہونے پر بحث کی گئی ہے مشر ہر برٹ اے گروڈ نے ۱۸۹۹ء میں برطانیہ کلان اور آئرلینڈ کے برٹش میوزیم کے سکوں پر ایک رسالہ میں اس سکے کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن گینٹ ۱۸۷۷ء میں کتاب گولڈ کوئٹس آف انگلینڈ میں صفحہ ۱۲۱۱ میں اس سکے کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور اس کتاب کی ابتداء میں اسکی تصویر بھی دی ہے۔

اسی سکے پر برٹش نیوس میٹک سوسائٹی کے پریزیڈنٹ کارلین برٹن نے ایک مفصل اور نہایت دلچسپ مضمون لکھا تھا۔ اور حال میں ہی یعنی ۱۹۱۷ء میں ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون مٹر جے۔ ایلن ایم۔ اے نے لکھا ہے +

ان مختلف اصحاب نے جو کچھ بحث اس سکے پر کی ہے اور جس مختلف نتائج پر وہ پہنچے ہیں۔ اور ایسا ہی بعض اور لوگوں نے جن کے نام ایسے مشہور نہیں جو کچھ اس سکے کے متعلق لکھا ہے ان سب تحقیقاتوں کا نتیجہ ذیل کے چار عنوانوں کے ماتحت آتا ہے۔ یعنی ان میں سے ایک نہ ایک رائے کی تائید ان مختلف مضمون نویسوں نے کی ہے۔

اول۔ کہ شاہ آفاک مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اس نے اپنے اسلام کا اعلان سکوں پر کلمہ توحید کا اقرار کر کے کیا +

دوئم۔ کہ آفاک ان عربی الفاظ یعنی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له محمد رسول اللہ

ارسلہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہر علی الدین کلہ کے معنی معلوم نہ تھے اور نہ اس کو پتہ تھا کہ ان الفاظ کا مفہوم کیا ہے۔ اور ان کو صرف یہ خیال کر کے اُس نے سکے پر یہ نقش منقش کرا دیئے اور الفاظ اہل تہذیب یعنی شاہ آفا اپنے نام کے اظہار کے لئے بڑھا دیئے۔

سوئیٹم۔ کہ چونکہ بہت سے بیت المقدس کے زائرین ان ایام میں انگلستان سے بیت المقدس کو جایا کرتے تھے۔ اور چونکہ بیت المقدس اس وقت اس وقت مسلمانوں کے زیر حکومت تھا اس لئے شاہ آفا نے یہ سکے۔ اس غرض کے لئے مغرب کئے ہو گئے۔ کہ وہاں آسانی سے قبول کیئے جاسکیں۔ اور ان کے چلنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اور تجارتی وغیرہ اغراض میں بھی یکایک دے سکیں +

چہارم۔ کہ اس سکے کی غرض اس کو عام طور پر رواج دینا نہ تھا۔ بلکہ چونکہ آفا نے پوپ کو ۳۶۵ سوئے کی مہر سالانہ دینی کی تھیں۔ اس لئے یہ سکے صرف اسی خاص غرض کے لئے مغرب ہوئے تھا +

ایڈیٹر اشاعت اسلام۔ شاہ آفا کا سکہ واقعی دنیا کی عجیب چیزوں میں سے ایک ہے۔ اس کے متعلق جن چار نتائج پر عیسائی محقق پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شاہ آفا درحقیقت مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام کے اعلان کے لئے ہی انہوں نے یہ سکے اس طرز پر مغرب کرایا۔ اور اس پر کلمہ شہادت اور آیات قرآنی کندہ کرائیں۔ قبل اس کے کہ میں ان اعتراضات پر غور کروں جو اس نتیجہ کو ماننے سے لازم آتے ہیں باقی تین نتائج کے متعلق چند الفاظ لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ نتیجہ نمبر ۲ کا سوید ایڈرین دی لانگ پریئر ساکن بیرس ہے۔ اور اس امر کی تائید میں اس نے پانچ اور سکے جو مختلف عیسائی ممالک میں مغرب ہوئے۔ پیش کیئے ہیں۔ مگر یہ پانچ سکے ہرگز اس نتیجہ کی تائید نہیں کرتے۔ سب سے اول یہ امر غور طلب ہے کہ اگر عربی زبان کوئی مردہ زبان ہوتی جس کا نہ بولنے والا کوئی دنیا پر ہوتا اور نہ ہی اس کا لٹریچر پھیلا ہوا ہوتا تو یہ بات ممکن تھی کہ عربی کے حروف کا ایک بادشاہ اور اُس کے تمام عملے کو پتہ نہ لگتا اور یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ کسی زبان کے حروف ہیں یا محض یہل بولے ہیں۔ مگر اس زمانہ میں جس کا یہ سکے ہے۔ اسلامی حکومت اپنے پورے عروج پر تھی۔ اور چونکہ بیت المقدس کو زائرین

کثرت کے ساتھ بیت المقدس میں آتے جاتے تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات بھی تھے۔ عربی زبان نہ صرف عرب کی ہی زبان تھی۔ بلکہ جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت پہنچی وہاں عربی زبان بہت جگہ تو عام آبادی کی زبان بن گئی تھی۔ اور بعض جگہ سارے دفاتر توہین وغیرہ کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے وہاں کی علمی زبان عربی ہی بن چکی تھی۔ اس لیے یہ خیال کرنا کہ مشہور بحری میں یعنی اسلامی حکومت کو قائم ہوئے ڈیڑھ سو سال پیچھے انگلستان کا ایک بادشاہ اور اس کے سارے وزرا علماء و فضلاء اور اس کی سلطنت کے اراکین جن میں سے بہترے ہر سال بیت المقدس میں جاتے اور مسلمانوں سے میل ملاقات کرتے تھے۔ عربی زبان سے ایسے ناواقف تھے کہ وہ اس قدر بھی نہ پہچان سکتے تھے کہ یہ عربی کے حروف ہیں یا کوئی سبیل بوٹ اور بے معنی نقش ہیں۔ ایک ایسی بات ہے جس کو ایک لمحہ کے لیے بھی کوئی عقلمند نشان تسلیم نہیں کر سکتا۔ پس یہ نتیجہ بالکل بعید از قیاس ہے۔ اور ان مثالوں سے جو مشرک لائیک پر پڑنے دی ہیں اس نتیجہ کی کوئی تائید نہیں ہوتی۔ پہلی مثال یہ ہے کہ کیسٹل کے عیسائی بادشاہ الفانزرو ہشتم نے ایک سکے مضروب کیا تھا جس پر کچھ عربی عبارت تھی۔ مگر وہ عربی عبارت صاف طور پر عیسائی مذہب کی مویس ہے۔ چنانچہ ایک طرف کی عبارت خود اس مضمون نویس نے حسب ذیل بتائی ہے ۱۔ الامام السعۃ المسیحیۃ الباب الف باسم الاب والذین والمرح القدس اللہ وحده وغیرہ۔ یعنی عیسائی کلیسیا کا امام پوپ الف۔ باپ اور بیٹے اور روح القدس خدائے واحد کے نام سے۔ اور دوسری طرف کی عربی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے: ”کیتھولکوں کا امیر الفانزرو ابن ساپنچو۔ اللہ اس کی مدد اور حفاظت کرے“ اب اس سکہ کو جس پر عیسائی مذہب کا صاف اقرار موجود ہے۔ اس شہادت میں پیش کرنا کہ اس زمانہ میں بغیر معنے جاننے کے عیسائی بادشاہ عربی عبارت کو بے معنی نقش سمجھ کر نقل کر دیا کرتے تھے کس قدر بودہ پن ہے۔ کیا اس کو کوئی شخص دلیل کہہ سکتا ہے۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عربی عبارت عیسائی بادشاہ نے اپنے حسب مشاؤ کندہ کرائے۔ باقی مثالیں جو فاضل مضمون نویس نے دی ہیں وہ بھی اسی قسم کی ہیں۔ یعنی محض عربی عبارت کا سکوں پر ہونا بطور ایک دلیل کے پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ سوال عربی حروف اور عبارت کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ اسکا مفہوم کیا ہے

اگر باقی سکوں میں عربی عبارتوں کا مفہوم عیسائیت کی تائید میں ہے تو اس سے تو نتیجہ یہ نکلتا ہو کہ وہ لوگ جنہوں نے ایسے سکے مضروب کیے وہ معنی سمجھتے تھے۔ اور اپنے حسبِ نشان انہوں نے عربی عبارتیں سکوں پر منقش کرائیں۔ ان بقیہ چار سکوں میں سے دو تو وہ ہیں جو صلیبی جنگوں میں بمقام سینٹ جین دی ایکڑ مضروب کئے گئے اور ان کی غرض ہی۔ عربی بولنے والے ممالک میں ان سکوں کا چلانا تھا۔ تیسرا سکے بھی صلیبی جنگوں کے تعلق میں ہی مضروب ہوا۔ چوتھا ہسپانیہ میں ہشام ثانی کے وقت کے قریب مضروب ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ ہسپانیہ اس وقت مسلمانوں کی حکومت کے تحت تھا۔ اس لیے اگر کسی قریب کی سلطنت مسلمانوں کے زیرِ اثر ہو کر نقل کے طور پر کوئی سکے مضروب کر دیا ہو تو اس کو شاہ آفا کے سکے سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

تیسری رائے یہ ہے کہ شاہ آفا نے ان لوگوں کے لیے یہ سکے مضروب کرایا ہو جو بیت المقدس کی زیارت کے لیے انگلستان سے جاتے ہوں یہ بھی بعید از قیاس ہے۔ اور نہ اس کی کوئی مثال تاریخ میں ملتی ہے۔ اگر یہ رسم عیسائی ممالک میں ہوتی تو عام رسم ہونی چاہئے تھی۔ اور جب سرے ممالک کے لوگوں کو ایسی کوئی ضرورت پیش نہیں آئی تو شاہ آفا کی سلطنت کے جو چند آدمی جلتے ہو گئے ان کے لیے ایسی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔

چوتھی رائے بھی قابلِ قبول نہیں۔ پوپ کو بھیجنے کے لیے خاص سکے بنانا ایک بے معنی بات ہے۔ انگلستان کے اور سارے یوپ کے بادشاہ پوپ کو روپیہ بھیجتے تھے۔ شاہ آفا کو کیا فرق پڑتا پیش آئی تھی۔ کہ صرف ۳۶۵ سالانہ مہروں کے لیے ایک خاص سکے مضروب کرانا۔ اور پھر سالہا سال تک یہی سکے برابر پوپ کے خزانے میں رہے۔ مگر وہاں کسی کو یہ بھی پتہ نہ لگے کہ اس سکے پر کیا لکھا ہوا ہے۔ مانا کہ اس زمانہ میں عیسائی بہت جاہل تھے۔ مگر اس کے لیے تو ایسے علم کی ضرورت نہ تھی۔ پھر بالخصوص یہ عجیب بات ہے کہ نہ سارے انگلستان میں کسی شخص کو معلوم ہوا کہ اس سکے پر کیا لکھا ہوا ہے۔ اور نہ ہی اٹلی کے ملک میں جس کے تعلقات مشرقی ممالک کے ساتھ بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور رات دن کی لوگوں کی آمد و رفت تھی۔ اور اسلامی بادشاہوں کے ساتھ خط و کتابت بھی ہوگی۔ بلکہ یہ تو ممکن ہے کہ انگلستان جیسے دور پڑے ہوئے ملک میں عام طور پر لوگوں کو یہ پتہ نہ ہو کہ عربی عبارت کیا ہے۔ اور اس کا مفہوم کیا۔ مگر اٹلی والوں کا اس کے

سمنے سے۔ بے خبر ہونا کسی طرح قابل تسلیم نہیں اور یہ ناممکن ہے کہ باوجود علم ہونے کے پوپ ایک ایسے سکے کو تولا کرتا جائے جس پر نہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت کا اقرار ہو، بلکہ ساتھ ہی یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی موجود ہے۔ کہ اسلام آخر کار کل مذاہب پر غالب ہوگا اور سب مذاہب کو کھاجائے گا۔ عیسائیت سے اُس زمانہ میں اسلام سے بڑھ کر کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھے۔ اور عیسائیت کے ہی مرکز میں مسیح کی گدی پر بیٹھنے والے کے گھر میں یہ سکے سالہا سال پہنچتا رہے۔ جس کا مطلب یہ ہو کہ آخر عیسائیت پر اسلام غالب آئے گا۔

عرض مذکورہ بالا چار راؤں میں سے تین مؤخر الذکر رائیں کسی طرح قابل قبول نہیں۔ سب سے پہلی رائے کو لیتے ہیں۔ کہ شاہ آفا مسلمان ہو گیا ہو۔ اور اپنے اسلام کا اعلان بذریعہ اس سکے کے کیا ہو۔ میں اس میں بھی کسی قدر ترمیم کروں گا۔ سارے واقعات پر غور کر کے یہ بات بہت قرین انقیاس ہے کہ شاہ آفا کو اسلام کی تبلیغ کسی نہ کسی طرح پر ہنچی۔ اور وہ اسلام کی صداقت پر اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر یقین لایا۔ اور اسی صداقت کا اعلان اُس نے بذریعہ اس سکے کے کیا۔ گو کھلے طور پر عیسائیت کو ترک کر نیکا اعلان اس نے نہ کیا ہو۔ اور نہ ہی ان حالات کے اندر یہ ممکن ہو کہ وہ عیسائیت کے عقیدہ سے کھلی بیزاری کا اظہار کر کے پھر اس ملک کا بادشاہ بھی رہ سکے۔ بلکہ اس کی جان بھی ایسی صورت میں نہ بچ سکتی تھی۔ تاہم اس نے اپنے اندرونی خیالات کے صحیح نقشہ سے اور اسلام کی صداقت کا جو جذبہ اس کے دل میں موجزن تھا۔ اس سے دُنیا کو اور بالخصوص آنے والی نسلوں کو بخیر رکھنا نہیں چاہا۔ اور اس سکے کے ذریعہ سے اپنے حقیقی مذہب کو وہ دُنیا پر ظاہر کرے گا۔

اسی سے کسی قدر ملتا جلتا ہمارے ہی ملک کا ایک واقعہ ہے جس کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ پورہ واقعہ اسی ملک ہند کے ایک مشہور اور مسلم بزرگ کی نسبت ہے۔ باوانانک صاحب جو سکھ مذہب کے بانی تھے ان کے اصل عقیدہ کے متعلق کہ آیا وہ ہندوؤں کا عقیدہ رکھتے تھے یا مسلمانوں کا یا ان دونوں کے مین بین ان کا کوئی اور عقیدہ تھا۔ ہمیشہ اختلاف رہا جو یہاں تک کہ اُن کی وفات کے وقت بھی یہ جھگڑا اٹھا اور مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا۔ کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کی لاش اسلامی طرز پر دفن کی جائے۔ اور ہندو اسے ہندوؤں کے طریق پر جلانا

چاہتے تھے۔ سکھ مذہب کی کتابوں کے اندر جس قدر اقوال باوانانک صاحب کے پائے جاتے ہیں یا جس قدر واقعات ان کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان میں سے بعض اقوال اور واقعات کو ایسا رنگ دیا گیا ہے کہ وہ اُس کے مسلمان ہونے کے منافی معلوم ہوتے ہیں لیکن ایک ہی بات فیصلہ کر دیتی ہے۔ کہ ایسے اقوال اور واقعات کے مقابل کیوں وہ واقعات اور اقوال زیادہ قابل اعتبار ہیں۔ جن سے اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ سکھ مذہب کو بانی مذہب کی وفات کے بعد ایسے ملکی واقعات پیش آئے کہ روز بروز اسلام سے اس کا تنفر اور ہندو مذہب کی طرف میلان بڑھتا گیا۔ اور اس لیے جو کچھ باوانانک صاحب کا اصلی مذہب تھا وہ بھی اسی اثر کے نیچے آکر اصلیت کو چھوڑ گیا۔ اور ایسے اقوال اور واقعات اس میں داخل ہو گئے جو ان بعد کے تاثرات کا نتیجہ تھے۔ اگر سکھ مذہب کے بعد کی تاریخ ایسے لوگوں سے اثر قبول نہ کرتی جن کو مذہبِ اسلام کے ساتھ بغض تھا تو یہ اقوال اور واقعات اس تاریخ میں داخل نہ ہو سکتے پس خود یہ بات کہ سکھ مذہب کو بعض ملکی وجوہ سے اسلام کے ساتھ بغض پیدا ہو گیا۔ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ وہ اقوال اور واقعات جن سے اسلامی تعلیم کے خلاف کوئی امر مترشح ہوتا ہے اسی بغض کا نتیجہ ہیں اور بالمقابل ایسے مریخ اور کھلے کھلے اقوال اور تاریخی واقعات جو باوانانک صاحب کی نسبت اسلامی کے شیدا ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں چھوڑتے۔ ان کا اس وقت تک سکھ مذہب کی کتابوں میں باقی رہنا باوا صاحب کے اصل مذہب کا پتہ بتاتا ہے۔ کیونکہ جہاں اسلام کے خلاف بعض باتوں کا سکھ مذہب کی تعلیم میں راہ پا جانا بالکل قرین قیاس ہے اسلام کی تائید میں بعد میں کسی بات کے دخل ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔

مگر اصل بات جس کی طرف میں یہاں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ باوانانک صاحب کی قولی نہیں بلکہ فعلی شہادت ہے۔ جو ان کے مذہب کا ٹھیک پتہ بتاتی ہے۔ باوانانک صاحب ایک مذہبی بزرگ تھے۔ اور انھوں نے اپنی یادگار اپنے پسنے کا ایک چولہ چھوڑا ہے۔ جو اس وقت ڈیرہ بابانانک ضلع گورداسپور میں کئی سو غلافوں کے نیچے محفوظ ہے۔ اور جس میں اس قدر زمانہ میں کسی قسم کا تغیر تبدیل وقوع میں نہیں آیا۔ کیونکہ اس کے اوپر کے غلافوں نے باوا صاحب کے

پیر وٹوں کو بھی اس کی اصل حقیقت سے بے خبر رکھا۔ اس چولہ کے متعلق جو کچھ ذکر بادا صاحب کی جنم سائیکوں میں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس پر کچھ تحریر بھی ہے۔ مگر وہ تحریر کیا ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ ہاں مضمون کے رنگ میں یہ بات جنم سائیکوں میں لکھی گئی۔ کہ وہ مختلف زبانوں کے حروف میں کوئی تحریر ہے۔ اور یہ خیال کیا گیا۔ کہ جیسے بادا صاحب کا مذہب عام کے خیال میں ہندو مذہب اور اسلام کے بین بین تھا۔ اسی طرح یہ چولہ کی تحریر بھی مختلف مذاہب کی تعلیم کا کچھ حصہ ہے۔ مگر حال میں جو اس چولہ کی اصل تحریر کو دیکھا گیا جس کے متعلق پورے واقعات اور چولہ کا نقشہ مع اصل تحریر کے ایک کتاب ست بجن نام میں محفوظ کئے گئے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اس چولہ پر بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ مگر وہ سب کا سب ایک ہی زبان یعنی عربی زبان میں ہے اور سوائے مذہب اسلام کے کسی مذہب کی تعلیم کا اس پر نشان نہیں پایا جاتا۔ کہیں کاملہ شہادت ہے کہیں آیۃ الکرسی ہے۔ کہیں اسمائے الہی ہیں۔ کہیں دیگر آیات قرآنی ہیں اب اس فعلی شہادت نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ بادا نانک صاحب کا اصلی مذہب وہی ہے۔ جو چولہ پر ہے۔

جس قسم کی شہادت ایک مذہبی بزرگ کے متبرک لباس سے ملتی ہے اسی قسم کی فعلی شہادت اپنے اندرونی خیالات کے اظہار کے لیے شاہ آفانے اس سکے پر چھوڑی ہے اور واقعی بادشاہ کے متعلق شہادت سکے ہی سب سے بڑے کراڈا کر سکتا تھا۔ اس کی تائید میں اگر اور شہادتیں نہ ملیں یا وہ محو کردی گئی ہوں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ایک عیسائی ملک میں صدائے اسلامی کی شہادت کا محفوظ رہنا قریباً قریباً محال تھا۔ ورنہ ممکن ہے کہ شاہ آفانے اور کچھ شہاد بھی اپنے اسلامی عقیدہ کی چھوڑی ہو۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ شاہ آفا کا علاقہ اقرار اسلام اور نزک سیمیت ایک سخت مشکل کام تھا۔ مگر اس کے دل میں کیا خیالات موجزن تھے۔ اس سکے نے بتا دیا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ کہ ایک طرف بادا صاحب کے چولہ کو اسلام کی صداقت کی شہادت ادا کرنے کو محفوظ رکھا اور دوسری طرف شاہ آفا کے سکے کی یادگار کو بھی دنیا سے نہیں مٹایا۔ گو کل دنیا میں یہ سکے اب ایک ہی باقی رہ گیا ہے۔ جو کہ برٹش میوزیم میں ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی اسلامی بادشاہ کے دینار کی یہ نقل ہو۔ مگر اس

اسلامی بادشاہ کے نام کی بجائے آفا کے اپنا نام دینا اور کلمہ شہادت اور رسالت نبوی کے اقرار کو باقی رکھنا یہ صاف بتانا ہے۔ کہ شاہ آفا نے ارادہ کیا کیا۔ اور پھر اس سک پر اس ایت کا موجود ہونا جو سارے ادیان پر آخر اسلام کے غلبہ کا اظہار کرتی ہے۔ شاید اپنے اندر ایک پیشگوئی بھی رکھتا ہو اور کیا عجب ہے کہ اسلام کی صداقت کا سارے یورپ میں سے پہلے انگریزی قوم میں ہی اب آخر مانا جانا اس پیش گوئی کو پورا کرنے والا ہو۔ یورپ کے مختلف ممالک کے تعلقات کسی نہ کسی رنگ میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ مگر جو تحریک قبولیت اسلام کی انگریزی قوم میں شروع ہوئی ہے۔ وہ ابھی تک یورپ کی کسی دوسری قوم میں شروع نہیں ہوئی۔ پس یہ سک بہر حال اپنے اندر ایک شہادت رکھتا ہے۔ کہ نہایت قدیم زمانہ میں بھی ایک انگریز بادشاہ کے دل پر اسلام کی صداقت کا اثر ہوا۔ اور وہ اثر اس قدر قوی تھا۔ کہ اُس نے نہیں چاہا کہ اس کے خیالات اس کے ساتھ ہی مرجائیں۔ بلکہ ایک سک کے رنگ میں اپنے عقیدہ کو چھوڑ کر اُس نے اپنی قوم کے سامنے شہادت حقہ ادا کر دی۔ ہاں یہ کہا جائے گا۔ کہ ان سکوں پر صلیب کی شکل بھی ہے۔ مگر وہ درحقیقت صلیب نہیں۔ بلکہ جیسا کہ اس فن کے ماہرین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ سکے کو چار حصوں میں اس غرض کے لیے تقسیم کیا ہے کہ تا وقت ضرورت اس کا نصف اور چوتھائی بھی کام دینے سکے۔ ابتدائی زمانے میں سکوں کی بہتات نہ تھی۔ اور وہ اس قدر پتلے ہوتے تھے۔ کہ آسانی سے جہاں نشان ہو وہاں سے توڑے جا سکتے تھے۔ باقی رہی یہ بات کہ شاہ آفا پوپ کو ۳۶۵ مہریں سالانہ دیا کرتا تھا۔ یہ بھی اُسکے دل سے مسلمان ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ اس مراسلہ سے صاف پایا جاتا ہے۔ جس میں یہ رقم دیا جانے کا ذکر ہے۔ یہ مہریں محض صدقات کے طور پر دی جاتی تھیں۔ اور اسلام صدقات کا دنیا کی کسی خاص مذہب تک محدود نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی بنیادی عام ہے۔ اور کلیسیا میں روشنی پر اس روپے کا خرچ ہونا بھی کسی طرح شاہ آفا کے اسلامی عقیدہ کو منافی نہیں ہے۔ ممکن ہے آئندہ زمانہ میں کوئی مزید شہادت اسی کی موید پیدا ہو جائے۔

انبیاء بنی اسرائیل پر آنحضرت کی فضیلت

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض -

اس آیت میں درحقیقت اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب رسولوں پر فضیلت کی طرف کیا اس کر سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا اور اگے حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے۔ اور یہ دونوں رسول بنی اسرائیلی سلسلہ میں ایک نمایاں امتیاز رکھتے ہیں یعنی حضرت داؤد علیہ السلام اس سلسلہ کی ظاہری شاخ و تنہا کے لحاظ سے کہ اس شانِ شوکت کا اظہار آپ ہی کے ذریعہ سے ہوا جب بنی اسرائیل ایک عظیم الشان سلطنت کے مالک بن گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکی روحانی شوکت کے لحاظ سے۔ کیونکہ موسوی سلسلہ اپنے روحانی کمال کو آپ کے ذریعہ سے ہی پہنچا۔ اور وہ اخلاقی اور روحانی تعلیم جو حضرت مسیح کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کو دی گئی وہ سب انبیاء کے سابقہ کی تعلیم پر فوقیت لی گئی۔ اس طرح ہر جہاں ان دونوں رسولوں کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے اس سے بھی لطیف تر اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی طرف ہے۔ جو اصل مقصود ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے یہ عظیم الشان نبی جنھوں نے موسوی سلسلہ کو ظاہری اور روحانی ہر دو پہلوؤں میں کمال تک پہنچایا بنی دونوں نے سب بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے گیت پیش کیے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت داؤد کے کلام میں اور حضرت مسیح کے کلام میں آپکی آمد کو خود خدا کی آمد کہا گیا ہے۔ گویا وہ خود اپنے کمال ظاہری باطنی کے جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال ظاہری باطنی کو ایسے بلند مرتبہ پر پایا کہ آپ کی ہر شان و غمیں انکو خدا کی شان نظر آئی۔ اور اس طرح پر اس آیت کے اندر ایک لطیف اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی طرف ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات آپ کی اس فضیلت پر شاہد ہیں اور خود قرآن کریم کو جو فضیلت دیگر کتب پر حاصل ہے۔ کہ وہ سب صد اقتیں کامل طور پر اس کے اندر جمع کر دی گئی ہیں جو متفرق طور پر پہلی کتابوں میں تھیں۔ بلکہ ایسی تمام صد اقتیں جنکی ضرورت قیامت تک ہوگی وہی فضیلت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر ہے۔ آپ کا کافۃ للناس مبعوث ہونا۔ آپ کا رحمۃ للعالمین کا خطاب پانا۔ آپ کی امت کا خیر امتہ اخرجت للناس قرآن دینے جانا۔ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر شاہد ہیں *

آخرت اشتہارات

رسالہ اشاعت اسلام کا دائرہ اشاعت ایک سال کے قلیل عرصہ کے اندر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو ہزار سے متجاوز کر گیا ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ بڑی عجلت سے اس کا دائرہ اشاعت دس ہزار ہو جاوے گا۔ شہرین کے لیے اپنے اشتہار و رج کرانے کا اس سے بڑھ کر نادر موقع اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

مینچر سالانہ

انداز صفحہ	ایک بار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
چوتھائی	۴	۱۲	۲۴	۹۶
نصف	۸	۲۴	۴۸	۱۹۲
پورا	۱۶	۴۸	۹۶	۳۸۴

نوٹ :- باقی امور خط و کتابت سے طے ہو سکتے ہیں۔

ست سلاجیت مومیائی

مُقوی اعضا ہے۔ معدہ و دیگر اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ بدن میں چربی پیدا کرتا ہے۔ انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت مفرد واثی دماغی کام کرنے والوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ کام کے بعد تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکیرہ البدن کہا جائے تو مبالغہ نہیں۔ بہت دھلکت کے پہاڑوں سے سلاجیت منگو کر ست طیار کیا جاتا ہے۔ درود کر زکام۔ ریش کھانسی کو رفع کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کے لیے تو حکمی علاج ہے۔ ہر موسم میں مرد زن۔ ضعیف بچہ بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی تولد جو قریباً تین ماہ کے لیے کافی ہے (دعہ) نوٹ :- قیمت واپس اگر خالص نہ ہو۔ ترکیب استعمال صبحہ اشام دو روہ کے ساتھ ایک فی یا ڈیڑھ رتی۔ الممشقہ کارخانہ ست سلاجیت۔ احمد۔ بلڈ ٹنس۔ نو لکھا لیا ہو

پیام امید

ترقی کی منزل میں ہمارے قافلہ کی بانگ جرس۔ نہیں نہیں مردوں کو زندہ جاوید بنانے والی صورِ مِرافیل کی بازگشت۔ دردِ لا دوا کی دوا مایوسانِ حیات کا آبِ بقا۔ اور مردہِ دلوں کا مسیحا۔ ہماری قومی زندگی دلی کی جان۔ اور ترقی کی روحِ روان۔ قومی اور ملکی اتحاد کا بانی۔ لکھنوی زبان اور اعلیٰ لٹریچر میں لائٹانی۔ یعنی ماہوارِ علمی ادبی اخلاقی تہذیبی رسالہ جو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی بڑی آن بان اور آب و تاب سے شہرت کی ہواؤں پر بلند ہوتا ہوا ترقی کے شہیروں کی جنبش سے ایک سرِ بلا نغمہ سنانا ہوا۔ اٹھو اٹھو اور آگے بڑھو کے ترغیمِ خیرِ زمزمہ سے سونے چاندی کے پھول برساتا ہوا نیکل رہا ہے۔ اور جس کا مخاطب ہمارے ملک کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ ہے۔ کیا آپ ہی نے آج تک اُس کی جھلک نہیں دیکھی! اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ہماری قوم ایک زندہ قوم بن کر ترقی کی معراج حاصل کرے تو امید کا پیام سنئے۔ اور اس کی صدا ہر کان میں پہنچانے کی راہ تلاش کیجئے *

نمونہ کا پرچہ مفت ملتا ہے۔ دفتر ”پیام امید“ ایٹھ یوپی سے آج ہی منگا لیے۔ دیکھئے دیر نہ کیجئے۔ ”گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں“
قیمت سالانہ تین روپے (سے) ششماہی ڈیڑھ روپیہ (عمر) مع محصولِ ڈاک

المش
ہاتفِ غیب کا پرائیویٹ سکرٹری

چھ مشہور ادویہ کا کس

حزین کے لیے ڈاکٹر ایس کے برمن کی تجرب دو اٹھ گزشتہ ۳۱ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس لیے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرنے والے اصحاب کے لیے جو اشتہاری ادویات سے متفرق ہو گئے ہوں یہ یقین دلانے اور آزمائش کے لیے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور ادویات اور تجربت ادویات کے (نمونہ کا کس) بنائے جس میں اس قدر کافی ہر ایک ادویہ ہیں کہ آزمائش پورے طور سے ہو سکتی ہے۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت گائیکس کے کس میں بند رہتی ہیں۔ جنکے ساتھ ان کے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کے ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر یا دکان کے لیے یہ انمول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں +

دواؤں کے نام

- دھم کی دوا۔ دھم کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے +
- کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لیے طاقت بڑھانے کی دوا +
- مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ +
- عرق کا فور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا +
- جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھالینے سے صبح کو خلاصا جات ہوتی ہے +
- عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا +
- پوری حالت کی ذہرت باقیمت طلب کر کے دیکھیے۔ ادویات ہر جگہ دوکان داروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ورنہ کاغذانہ سے طلب کیجیے +

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

پری جمال

پری جمال کہتے ہیں جو کوہ ہے صفت میری حسن کی شان بڑھانے کا ذریعہ میں ہوں
معزز حضرات ادب کے قدیم خاندانی اطباء کے سیکنڈ ہس کے خاص خاص معجزہ اور حسن
خوبصورتی پیدا کرنا کا سامان دو شہود اور تیل خاص خود پر طیار کرانے جاتے ہیں (دوا خانہ کی نہر مت مفت ملتی ہے) +

پری جمال صابون

گورے و خوبصورت ہونے کی بے نظیر ایجاد ہے۔ تازہ تازہ پھولوں
اور طبی ادویات سے طیار کرنا جاتا ہے۔ جلد کی تمام چھپائیاں مٹانے
وہ دھبے دور کر دیتا ہے۔ جلد کو خنک کی مانند نرم کر دیتا ہے۔
قیمت فی کس مع صابونانی ایک روپیہ ... (عمر)
روغن پری بہار گیسو و راز
تازہ تازہ پھولوں کی بہار اور ستانہ خوشبو میں لاجواب ہے۔ بالوں
کو دلہا اور شیریں کھنکھن کر دیتا ہے۔ سبکی بھینی بھینی خوشبو خوشبو
مہر ہو جاتا ہے۔ فی شیشی ۱۰ تولہ قیمت ایک روپیہ (عمر)

حب جو اہر مہرہ

قلب معدے و جگر و دل و دماغ کو قوت پہنچاتی ہیں کمزوری کو
بہت جلد و کرتی ہیں۔ فی شیشی ۱۰ گولیاں قیمت ... (عمر)
دوائی صنیق
ہر قسم کی کھانسی دیکھنے والے انتہا مفید ہے اور ضعف و کمزوری
اکیر ہے۔ فی شیشی ۱۰ تولہ قیمت ایک روپیہ ... (عمر)

حب بوا سیر

خونی و بادی بوا سیر کا موجب علاج۔ سوں کو درد کرتی ہیں مچل
ریاح اس۔ فی ڈبیر ۱۰ گولیاں قیمت ایک روپیہ (عمر)

حکیم محمد یعقوب خان مالک دوا خانہ فورتن دھلی بازار فراس خانہ

پری جمال

یہ شہنشاہی بات نہیں بلکہ پند و ہدایت روزانہ نمائندگی قابل
یاد امریکہ جاپان کی دستکاریاں سکھانے کے ہم ذمہ دار ہیں
ایر و غیرہ کے بالکل مفت کام سکھا جاتا ہے۔ جو لوگ یہاں نہیں آسکتے
وہ صرف آٹھ آنے میں سارا سچا سچا سکھوا کر بذریعہ غیر دستکاریاں سکھیں
جو لوگ آٹھ آنے بھی نہیں کر سکتے وہ غیر دستکاریاں کی تصدیق لکھوا کر
مینجہ تجارتی پیٹم خانہ شہر میرٹھ

پری جمال
نیکی ڈراما پس
تمام جلدی بیماریوں کیلئے بے باور بے ہودہ دوائی ہو۔ اسکے بیرونی
استعمال کو بکند چھوڑا چھوڑا چھوڑا۔ وادھیل سے باکیسی تیز دوا
والے آٹھ کارخم۔ بدھ بھیراں گر کڑھ ناسو سناش دانتوں سے خون
مٹوں کپکپ جانا۔ دانتوں کو بخورہ لکھنا وغیرہ وغیرہ غیر منگ کسی
کام کا اور کسی بھی پورانہ زخم کیوں نہ ہو جس سے کل دنیا کے ڈاکٹر یا تو
ہو چکے ہوں۔ علاج ہفتوں یا مہینوں نہیں کرنا پڑتا۔ ہمارا دوا
کہ صرف ایک دفعہ لگانے سے ہی زخم نصف کے تریب شریطہ
درست ہو جاویگا پرچہ ترکیب ہمراہ ارسال خدمت ہوگا۔
قیمت فی کس ایک روپیہ (عمر) محصول ڈاک ہم نمونہ ہم
اس کے متعلق ہمارے پاس متعدد شریطہ لکھتے ہیں۔
نی ڈراما اینڈ کو۔ وزیر آباد

امرت دھارا

جلدی امراض کے واسطے خالص امرت دھارا کی جگہ ہم نے امرت دھارا داخل کر کے صابن تیار کر لیا ہے۔ جس کے استعمال سے نہ صرف جلدی امراض وارچنبل۔ پھوڑا۔ پٹھنسی۔ خارش۔ پتی وغیرہ دور ہوتی ہیں بلکہ چہرہ پر لمبے سے چہرے کے کیل۔ جھائیاں وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ چہرے ملائم اور خوبصورت بناتا ہے۔ اور بچوں کو نلکے ہنسانے سے ان کو جلدی امراض نہیں ہوتی ہیں۔ نیز ڈس انٹائنٹ سب سے مریضوں کو دیکھنے کے بعد اس سے ہاتھ صاف کرنے سے جرمز فوراً ہلاک ہوتے ہیں۔ اور بیماری کا خطرہ نہیں رہتا۔ کوئی دوائیہ صابن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ جتنی امرت دھارا اس میں ڈالی جاتی ہے اس کے مقابلہ میں قیمت ہم نے بہت ہی کم رکھی ہے۔ یعنی ۴۴ ار فی جس ۳ ٹیکہ۔ فی ٹیکہ ۵

المشاکر مینجر کارخانہ امرت دھارا لاہور

امرت دھارا کی میٹھی ٹیکہ

جن طرح سے ولایت سے پیہ سنٹ کی ٹیکہ آتی ہیں ویسی ہی ٹیکہ امرت دھارا داخل کر کے ہم نے طیار کروائی ہیں۔ جن کو ٹیکہ میں رکھ کر چوتھے پہنچے سے امرت دھارا کا فائدہ ہوتا ہے۔ نیز وراثت مضبوط ہوتے ہیں۔ دانتوں میں کیڑا نہیں لگتا۔ سخذ کی بدبودور ہوتی ہے۔ لہم۔ کھر کھر کی کھانسی وغیرہ نہیں ہوتی ہے۔ بچے بھی ان کو کھا کر امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔

قیمت شوٹیکہ صرف ۴

ملنے کا پتہ مینجر کارخانہ امرت دھارا۔ لاہور

عزیز الخطب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے تصنیف فرمودہ خطبہ جو مروج عام میں بنائے ہوئے تھے اس کے ساتھ تمام مکالمات درج ہیں جن کو ابوالفتح مولانا مولوی شیخ عاشق حسین صاحب سیماب صدیقی الوانی اکبر آبادی نے ترجمہ منظم سے آراستہ کیا ہے۔

پہلے خطبہ خوانی کا رواج عہد نبوی کریم سے آج تک برسرِ جلال آتا ہے۔ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے مضمائیں خطب میں ضروری ترمیمیں بھی ہوئیں جنہوں نے مناسب اثرات سامعین پر ڈالے۔ خطبہ عوامانہ بان عربی میں درج ہیں۔ عربی سامعین میں بیکہ ہی فہم اس زبان کے دقائق و حقائق سمائی و مطالب سمجھنے سے قادر ہو سکے۔ اس لیے ضرورت نے پھر تجدیدی اور خطبوں کا ترجمہ اردو میں ہونے لگا۔ ترجمہ نو ہونے لگا مگر ترجمہ نو خوانی کا رواج نہ ہوا۔ اور جو ضرورت درپیش تھی وہ باقی رہ گئی۔ سچ ہی تو ہے اگر ایک خطیب بجائے عربی کے اردو میں بھی نہیں کرتا چلا جائے تو لوگ اسے بجائے خطبہ کے فقط کہیں گے۔ حالانکہ خطبہ ایک حاجت موعظت ہی کا نام ہے۔ تاہم سیدھی سادھی زبان عبارت بھی کیسی۔ عربی و لفظی ترجمہ فراش سامع سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے نشر ترجمہ کی شلیب نے نہ پڑھا اور نہ اس کا ملک میں رواج ہوا۔ اور بندہ نے یہ تجویز سوچی کہ اگر خطبہ مروجہ کا ترجمہ نظم ہو جائے تو وہ عام پسند مروج ہو گا۔ اور ضرورتوں کا پورا کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے۔ ادھر یہ تجویز دہن میں آئی۔ اور ہر ناٹید غلبی نے اتحاد اسباب کے لیے احساس تبدیل کو حرکت دے دی۔ خوش خطہ کا عندیہ نہایت سہولت و صفائی کے ساتھ لکھنؤ میں طبع ہو گیا ہے۔ قیمت عرف بملاحظہ۔

جلد ۱۲ + مقدمات و اسرار

کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب نمبر ۳۹۵ موجی بازار

متصل مسجد ابراہیم بنگلہ و لشکر کے آنا چاہئیں

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی کے وجود و باوجود علمی و مذہبی دنیا بخوبی واقف ہے۔ آپ نے حال ہی میں قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لندن میں زیر طبع ہے۔ اردو خوان سبکات بالخصوص مسلمان احباب کو مبارک ہو کہ آپ نے قرآن کریم کے تفسیری نوٹوں کو اردو میں بھی شائع کرنا شروع کر دیا ہے جس کے دو حصہ شائع ہو چکے ہیں۔ پہلے حصہ میں صرف پارہ اول کے نوٹ ہیں۔ اور دوسرے میں جو نکات القرآن کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ سورہ بقرہ ختم کر دی گئی ہے۔

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ - حصہ اول (۶) نکات القرآن - حصہ دوم (۶)

نوٹ :- حصہ سوم خدا تعالیٰ کے فضل سے زیر طبع ہے۔

المشاعر

مبجہ رسالہ اشاعت اسلام عزیز منسل - احمدیہ بلڈنگس - ٹولکھا لاهور

تصنیفات حضرت اچھا کمال الدین صاحب دہلی

(۱) براہین زیرہ حصہ اول المعروف بہ - قرآن ایک خاتم اور عالمگیر الہام - اردو - قیمت دس آنے (۱۰)

(۲) ام الالسنہ یعنی عربی میں کل زبانوں کی ماں ہے - اردو - قیمت بارہ آنے (۱۲)

(۳) اسوہ حسنہ الموسوم بہ "زقن اور کابل نبی" اردو - قیمت صرف چار آنے (۴)

(۴) احادیث نبوی کا اقتباس انگریزی قیمت (۲)

مسلم پر پیر انگریزی قیمت چار آنے (۴)

صحیفہ آصفیہ تبلیغ بنام جنسور نظام حیدر آبادکن اردو قیمت دو آنے (۲)

بگال کی دجوائی انگریزی واروونی کتاب قیمت (۱)

مسلم مشنری کے دلائلی لکچروں کا سلسلہ اردو قیمت

(۱) اور ۳ عدد انگریزی قیمت (۳)

مسلم افی چیوڈورڈ گورنمنٹ انگریزی - کرشن اوتار اردو - فی کتاب قیمت ایک آنہ (۱)

اسلامک ریویو و مسلم انڈیا کی جلدیں ۱۹۱۳-۱۹۱۴

انگریزی قیمت جلد ۱۳ء (۲) جلد ۱۴ء (۲) جلد ۱۵ء (۲)

رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ اسلامک ریویو کے سابقہ پرچے جولائی ۱۹۱۵ء لغایت دسمبر ۱۹۱۷ء

قیمت ایک روپیہ (۵)

دیگر مختلف تصنیفات

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ پارہ اول مرتبہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - اردو (۱۲)

نکات القرآن حصہ دوم (۱۶)

عصمت انبیاء (۸)

عسلی (۴)

دائرہ ادبیہ گنگوٹ اسلام مصنفہ جناب لارڈ ہیلڈ صاحب بالقابہ انگریزی قیمت (۱۲)

التوحید جس میں لا الہ الا اللہ کی مختصر تفسیر مصنفہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم - ایس (۱۲)

طریق فلاح جس میں بت پرستی کی بنیاد اور اس کو بچنے کی آسان راہ مصنفہ سید صاحب ایل ایم - ایس (۱۲)

Miracle of Mahd

مصنفہ شیخ حسین رضا قدوائی بیرسٹر - انگریزی (۱۲)

اسلامک اینڈ سولیزم (۴)

پیغام صلح انگریزی واروونی رسالہ قیمت - (۱)

النسوة فی الاسلام - نسوة کی اصل غرض و غایت مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم - اے قیمت ایک روپیہ (۵)

حدوث مادہ (۴)

جلد اول ۱۹۱۵ء رسالہ اشاعت اسلام قیمت تین روپے (۳)

مینجر اشاعت اسلام - عزیز منزل - احمدیہ بلڈ منگس - نو لکھا - لاہور

نوٹ: (۱) نظر کریم ان کتب کو اپنی حلقہ اثر میں اور غیر مسلم احباب میں خصوصاً تقسیم فرما کر ثواب میں حاصل کریں۔

فوفٹ :- احباب ان ہر کتب کے آڈر ارسال فرمائیے میں عجلت فرمائیں۔ وگرنہ بعد ازاں مایوسی ہوگی۔

مرواریدِ ثلاثہ

یہ ہر سہ کتب مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ہیں۔ جو تین خاص مضمون پر نایاب اور بے مثل کتابیں ہیں جو تفصیل ذیل درج ہیں :-

(۱) براہینِ نیرہ حصہ اول (معروف بہ زندہ و کامل الہام) - قیمت (۱۰) اس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے۔ جس میں تہذیب تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیبِ تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے۔

(۲) ام المالہ (معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان) - قیمت بارہ آنے (۱۲) یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے۔ اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اپنی نوع کی پہلی کتاب اردو انٹرنیٹری لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں۔ اور ابتداء میں سب ملکوں کے آباد اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے +

(۳) اسوہ حسنہ (معروف بہ زندہ و کامل بنی) - قیمت صرف چار آنے (۴) اس میں آنحضرت صلم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ محمد صلم خاتم النبیین ہیں اور اگر کوئی کامل بنی ہو سکتا ہے۔ تو آپ کی ذات پاک ہی ہے +

نوٹ :- محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا +



پتہ :
نیچر اشاعت اسلام آباد - ریل - احمدیہ بلڈنگس - نو لکھا - لاہور

۳۱۲

جسٹ وائس

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ
اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا
زیر ادارت

خواجہ کمال الدین (بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی) و مولوی صدر الدین (بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

جلد ۲۱ | بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء | نمبر ۱۵

فہرست مضامین
ماخوذ از اسلامک ریویو مسلم انڈیا ماہ اپریل

۱۹۱۶ء
۱۔ شنداد ۲۹۳-۳۰۱
۲۔ اسلامی شہادت ۱۹۸-۲۰۱
۳۔ غیر معقول عقیدہ ۲۰۲
۴۔ دس چند خصوصیات اسلامی ۲۰۲-۲۰۵
۵۔ ایک اعلیٰ خانہ کی زندگی کا بول چال ۲۰۵
۶۔ ۱۲۱ ملازمین میں اشاعت اسلام کا کام ۲۰۵
۷۔ ۲۱-۲۲ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۱۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۱۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۱۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۱۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۱۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۱۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۱۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۱۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۱۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۱۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۲۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۲۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۲۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۲۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۲۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۲۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۲۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۲۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۲۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۲۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۳۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۳۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۳۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۳۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۳۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۳۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۳۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۳۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۳۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۳۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۴۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۴۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۴۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۴۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۴۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۴۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۴۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۴۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۴۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۴۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۵۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۵۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۵۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۵۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۵۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۵۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۵۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۵۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۵۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۵۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۶۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۶۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۶۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۶۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۶۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۶۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۶۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۶۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۶۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۶۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۷۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۷۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۷۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۷۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۷۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۷۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۷۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۷۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۷۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۷۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۸۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۸۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۸۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۸۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۸۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۸۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۸۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۸۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۸۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۸۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۹۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۹۱۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۹۲۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۹۳۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۹۴۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۹۵۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۹۶۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۹۷۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۹۸۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸
۹۹۔ حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۱۰۰۔ زاب حبیبی کی کتاب ۲۳۸

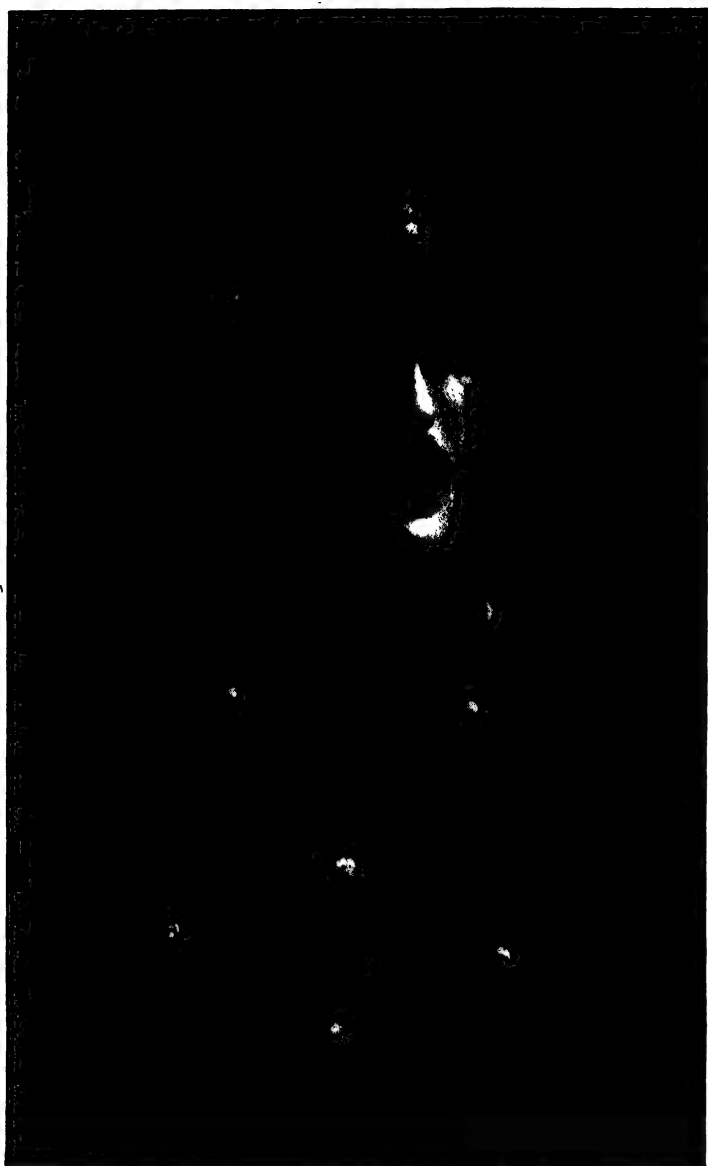
قیمت تین روپے

اشاعت اسلام بک ڈپو

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم شری	دیگر مختلف تصنیفات
۱) براہین نیرہ حصہ اول المعروف بہ قرآن ایک خاتم اور عالمگیر الہام ہے۔ اردو قیمت دس آنے (۱۱)	قرآن کریم کے تفسیری نوٹ پارہ اول مرتبہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ کے۔ اردو۔ قیمت فیجلد ... (۶۷)
۲) ام الالسنہ یعنی عربی مبین کل زبانوں کی ان ہے۔ اردو قیمت دس آنے (۱۰)	نکات القرآن حصہ دوم ایضاً ... (۶۸)
۳) اسوہ حسنہ۔ الموسوم بہ زندہ اور کامل نبی۔ اردو قیمت چار آنے (۱۲)	عصمت انبیاء (۸) غلامی ... (۶۹)
۴) امادیت نبوی کا اقتباس انگریزی قیمت (۲)	دیرین اویکنگ ٹو اسلام مصنفہ جناب (لاڈیڈلے صاحب) بالقبائے انگریزی۔ قیمت فیجلد بارہ آنے ... (۱۲)
۵) مسلم پریشر انگریزی قیمت چار آنے (۱۲)	التوحید جس میں لا الہ الا اللہ کی مختصر تفسیر مصنفہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ... (۱۱)
۶) تحفہ تصنیف بیچ نام بحضور جمہ آباد دکن اردو قیمت (۲)	طریق فلاح جس میں بت برستی کی بنیاد اور اس سے بچنے کی آسان راہ مصنفہ جناب صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ... (۱۱)
۷) بنگال کی دلجوئی انگریزی و اردو فی کتاب قیمت (۱)	Miracle of mohd مصنفہ شریحین صاحب قدوائی بیربر ٹاٹ۔ لا۔ انگریزی (۱۱)
۸) مسلم مشنری کے ولایتی لکچرور کا سلسلہ اردو قیمت (۱)	اسلام اینڈ سوشلزم ... (۱۱)
۹) اور تین عدد انگریزی لیکچر قیمت تیس آنے (۳)	پیغام صلح انگریزی و اردو فی رسالہ قیمت ... (۱۱)
۱۰) مسلم اٹی جیوڈ ٹور ڈیوگورنٹ انگریزی۔ کرشن اوتارہ اردو۔ فی کتاب قیمت ایک آنہ (۱)	النبوت فی الاسلام۔ نبوت کی اصل غرض و غایت مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ کے قیمت ... (۱۱)
۱۱) اسلام ریویو و مسلم انڈیا کی جلدیں ۱۹۱۲-۱۹۱۳	حدوث مادہ۔ ... (۱۱)
۱۲) انگریزی قیمت فیجلد ۱۹۱۳ (۸) جلد ۱۹۱۴ (۸)	مکمل جلد اول ۱۹۱۵ رسالہ اشاعت اسلام قیمت (۵)

پیشتر خواجہ عبدالغنی۔ عزیز منزل۔ احمدیہ بلڈنگس۔ نو لکھا۔ لاہور

نوٹ۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ناظرین کرام ان کتب کو اپنے حلقہ اثر میں اور غیر مسلم احباب میں تقسیم فرما کر ثواب دارین حاصل کریں +



Yours faithfully
M. H. Muhammad Saifuddin Khan

MUHAMMAD NASRULLAH

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَرُ

وَلَا يَحْصِيهَا الْعِلْمُ

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لندن
جلد (۳) — بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء — نمبر (۵)

نذرات

اس رسالہ کے ساتھ جن مفرد انگریزوں کی تصویر شائع ہوتی ہے جو انگریزی فوج میں کپتان کے عہدہ پر ہیں ان کا نام نامی البرٹ آرم سٹراٹگ میکالین ہے جن کے اسلام لانے کا اعلان گذشتہ سال میں ہو چکا ہے ان کا اسلامی نام محمد نصر اللہ رکھا گیا ہے۔ ان کا اپنا دستخطی اعلان اسلامک ریویو کے پریل نمبر کے ساتھ شائع ہوا ہے جو بالفاظ ذیل ہے :

میں البرٹ آرم سٹراٹگ میکالین ولد یازدہنی انگریز نڈر میکالین اس اعلان کے ذریعہ سے برعشا و محبت خود اپنے ایمان اور سچے دل سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے نئے مذہب اسلام اختیار کرتا ہوں۔ اور کہ میں صرف ایک اللہ کی پرستش کروں گا۔ اور کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ محمد صلعم اللہ کے رسول اور اس کے بندہ ہیں اور کہ میں سب انبیاء و ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام و غیرہم کی کیاں عزت کرتا ہوں اور کہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایک مسلم کی زندگی بسر کروں گا ۔

لا اله الا الله محمد رسول الله

دستخط : میکالین کتاہ سکاٹ اور آبرٹ سٹراٹگ

۱۹۱۶ سال

یوراکرنے والی ہے کہ سعید الفطرت لوگ کسی قوم کے بھی ہوں بہت جلد اس کی پاک تعلیم سے متاثر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ادبی واقعہ آج انگلستان میں ہوا ہے۔ برصغیر لوگ اس جنوں نے اسلام کا اعلان نہیں کیا۔ مگر اسلام کی صداقت ان کو اپنا گرویدہ بنا چکی ہے۔

مگر کس قدر انوس کا مقام ہے کہ مسلمان تبلیغ اسلام کے فرض کی طرف سے بالکل غافل ہو رہے ہیں۔ یہ غفلت ایک مدت سے طاری ہے۔ انداز میں یہ شاید یہ خیال بھی مسلمانوں کے دلوں سے اٹھ گیا ہے کہ اسلام کے اندر کسی طاقت اور کیسا جذبہ ہے۔ قرآن سے بیکارہ انداز آشنا ہو کر اسلام کی خوبیوں کا دل میں کیا خیال باقی رہ سکتا ہے۔ مگر اس وقت تو خدا تعالیٰ نے وہ باب بھی پیدا کر دیے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی خوبیوں اور اسلام کی قوت جذب کا اعلیٰ ثبوت دیدیا ہے۔ حدود و گھانا یہ کہ کوئی شخص اسلام کے منور چہرے سے پردہ اٹھانے کیلئے تیار ہونا چاہیے۔ اس پر خدا ہونے والے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ حقیقی جہاد تھا۔ اسی کا نام اللہ تعالیٰ نے جہاد کی رو رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن کے حقائق سے دنیا کو آگاہ کرنے کے متعلق ہی فرمایا جہاد ہم یہ جہاد اکبیر۔ اسی جہاد میں مسلمانوں کی زندگی تھی۔ کہ وہ اپنی تبلیغی کوششوں کو بڑھاتے چلے جاتے۔ مگر انوس ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اسباب سے بھی لاپرواہ ہیں۔

خدا تعالیٰ نے تو شافقت اسلام کا حق ہر ایک مسلمان کے دل میں فرض کے رنگ میں بھی دکھایا تھا۔ حلاوت اس سے جو جہاد کی ترغیب بار بار دلاتی جس کے حقیقی مقصود اعلائے کلمۃ اللہ ہی ہے۔ نماز کا حکم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اسلام کے ایسے ضروری اصول ہیں کہ قرآن کریم میں ان کا ذکر توحید الہی کے افراد کے ساتھ کیا ہے۔ گویا ایک مسلمان کی علی زندگی ان دو کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ اجتماع اسلام میں مسلمانوں کے سب بڑے بڑے کام اس زکوٰۃ سے نکلتے تھے لیکن جب مسلمانوں کی حالت گرتی شروع ہوتی تو سب سے پہلا انقلاب یہ بھی نظر آتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف سے مسلمان غافل ہونے لگے۔ اور آہستہ آہستہ یہاں تک لوہٹ پہنچی کہ اب شاید بہت مسلمان کچھ معلوم بھی نہیں کہ کیسی ضروری چیز ہے زکوٰۃ جو اس فرض کو ادا کرتے ہی ہیں وہ اپنی جگہ

جس طرح چاہتے ہیں اور جیسی قدر چاہتے ہیں، اندر اپنے دل میں ہی فرض کر لیتے ہیں کہ فلاں رقم جو ہم نے فلاں مسکین کو دی وہ زکوٰۃ کا ہی حصہ ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے زکوٰۃ کے کٹے مختلف مصارف قرار دیے ہیں اور یہ ضروری ہے کہ ان سب مصارف میں کچھ نہ کچھ حصہ زکوٰۃ کا جائے۔ پھر ہر بڑے بڑے کہ زکوٰۃ کے مختلف مصارف میں ایک مصرف والے عالمین علیہا السلام ہے۔ یعنی زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کی تنخواہیں بھی ادا کی جانی چاہئیں جو زکوٰۃ کو جمع کرنے پر مقرر نہ ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا شمار یہی تھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ جمع ہو اور وہاں سے مناسب طریق پر خرچ ہو نہ کہ ہر شخص بجائے خود جس طرح چاہے زکوٰۃ کو صرف کر دے۔ زکوٰۃ کا فریضہ کس قدر اہم فریضہ میں سے ہے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی خلافت کے شروع میں ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی۔ جنہوں نے زکوٰۃ کا روپیہ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور قرآن کریم میں زکوٰۃ کے نہ دینے والوں کے متعلق بڑے سخت وعید آئے ہیں۔ جو شخص اس دُنیا کے چند چیزوں سے محبت کرے خدا کے حکم کو ناپاتا ہے۔ وہ پیسے بھی اُس کے لیے برکت کا موجب نہیں ہوتے۔

منجملہ دیگر مصارف زکوٰۃ کے دو مصرف یہ بھی ہیں ایک الم للفقہ قلوبہم۔ دوسرا فی سبیل اللہ اول الذکر مصرف سے یہ مراد ہے کہ جب لوگوں کو تبلیغ اسلام کی جائے تو ایک گروہ ان میں ایسا پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اسلام کی باتوں کو مستحباب سمجھے۔ اور کھنڈنا چاہتا ہے۔ لہٰذا ایسے موقع پیدا کرنے چاہئیں کہ وہ سن سکیں۔ اور دوسرے مصرف سے مراد صاف اشاعت و تبلیغ اسلام کے اخراجات ہیں یعنی کہ مجاہد یعنی وہ شخص جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ اس کو خواہ وہ صاحب نصاب ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی ضروریات پر نہیں بلکہ دین کی ضروریات پر خرچ کرتا ہے۔ یہ دو مصرف زکوٰۃ کے ایسے ہیں کہ اس وقت و ملک میں کے ذریعے سے یہ ہر دو اغراض پوری ہو رہی ہیں۔ اس لیے ہم اپنے ناظرین کو یہ توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ گنوائیں یہ وقت ہے کہ ہر ایک تبلیغ اسلام کے لیے دل میں دو رکھنے والا مسلمان اپنے حلقہ اثر میں بیچریک کرے کہ زکوٰۃ کا روپیہ یا کم سے کم اس کا ایک محقول حصہ دو ملک میں کی اطلاع کے لیے دیا جائے۔ اور مستورات میں بھی یہ تحریک کی جائے کیونکہ مستورات کے پاس

کچھ کچھ مال ایسا ضرور ہوتا ہے جو زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا ہے۔

اسلام کے شیدائے اٹھواں اور اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لیے کرمیت باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو اس امر کی طرف پورے زور سے متوجہ کرو کہ وہ اس کام میں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر برکات سے مالا مال کیا ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے سینکڑوں دلوں میں اسلام کا نور پیدا کر دیا ہے۔ اہل ہندو میں اسلام کے ساتھ محبت اور ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ اعانت کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ زکوٰۃ کا روپیہ انھوں نے بہر حال نکالنا ہے۔ کیوں نہ اُس کو اعلیٰ سے اعلیٰ معنی یعنی اشاعت اسلام پر لگایا جائے۔ مسلمانوں میں دینے والے ہیں۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ جو لوگ اس کام سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں وہ اپنے اپنے حلقہ اجاب میں تحریک کر کے اس تجویز کو پورے طور پر کامیاب کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہندوستان کے مسلمانوں کی زکوٰۃ کا مجموعہ اسی حصہ بھی اشاعت اسلام پر صرف ہونے لگے تو بیسیوں مشن اسی کے سر پر قائم ہو سکتے ہیں۔

ایک سلامی یادگار

عنوان بالا کے تحت لارڈ ہیڈلے نے ایک تجویز لندن میں ایک مسجد قائم کیے جانے کے لیے ولایت کے اخبارات میں شائع کی ہے۔ اور اس تجویز کو گورنمنٹ کے سامنے بھی پیش کیا ہے۔ اس میں شہر نہیں کو گورنمنٹ نے ہمیشہ ان جانوروں کی یاد گاریں کسی نہ کسی رنگ میں قائم کی ہیں۔ جنھوں نے اپنی جانوں کو گورنمنٹ کے لیے قربان کر دیا ہے۔ اور اس لیے اپنی نوعیت میں یہ کوئی نرالا مطالبہ نہیں۔ ہلٹی لارڈ ہیڈلے کے دل میں جو اسلام کی خواہش ہے اُس کا اظہار ان کی اس تجویز سے ضرور ہوتا ہے۔ وہ مسلمان سائینس کی دنیا دار کی

کی یادگار کو کسی بے فائدہ عمارت کی صورت میں دیکھنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ایک ایسے
 رنگ میں اسے قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جو اسلام کی حقیقی یادگار دکھلا سکتی ہے۔ اور
 جس کا علامہ مسلمانوں کو ایک عظیم الشان فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس عظیم الشان
 سلطنت کے دار الخلافہ میں جو قریباً دس کروڑ مسلمانوں پر حکمران ہے۔ ایک
 مسجد یا اسلامی معبد کی تجویز تو درحقیقت یادگار کے خیال سے علاحدہ کر کے
 بھی ایک ایسی تجویز ہے کہ جس کی مدبران ملک کو ضرور قدر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جس
 صورت میں اس وقت لندن اس وسیع سلطنت کا ایک عظیم الشان مرجع بنا
 ہوا ہے تو اس کے اندر اس کی رعایا کے مختلف مذاہب کے معبد درحقیقت اس
 سلطنت کی عظمت و شوکت کی دلیل ہو گئے اور یہی وجہ ہے کہ لارڈ ہاٹس نے
 سچی اسلامی وسیع الجہالی سے مسجد کی تجویز کے ساتھ ایک ہی ہندوؤں اور سکھوں
 کے معبد کی تجویز بھی پیش کی ہے۔ اسلام تو درحقیقت سارے مذاہب کے معبدوں
 کی یکساں قدر کرتا ہے۔ اور سب سے پہلے جو مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کی اجازت
 دی گئی تو اس لیے نہیں کہ وہ صرف مساجد کی حفاظت میں کھڑے ہو جائیں۔ اور
 ان کو ہندوؤں سے بچائیں بلکہ اس لیے کہ ہر ایک مذہب کے معبدوں کی حفاظت
 کریں۔ چنانچہ یہ آیت قرآنی جو اسلام کی اس وسعت خیالی اور بلند نظری پر شاہد ہے
 کہ کس طرح وہ سب مذاہب کو یکساں آزاد دیکھنا چاہتا ہے۔ اور کس طرح سب معبدوں
 کو باقی رکھنا مسلمان کا حقیقی فرض بتاتا ہے۔ حسب ذیل ہے۔ **وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ الدِّينَ
 بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمَ صَوَامِعُ وَبِح وِصَلَاتٍ وَمَسَاجِدَ يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمَ اللَّهِ**
كثِيرًا۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ سے روک نہ دیتا تو راہبروں کی
 کوششوں اور گرجے اور معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام نہایت لیا جاتا ہے ہندو
 کر دیئے جاتے۔ یہاں روکنے والے مسلمان ہیں۔ جن کو اس سے قبل کی آیت میں جنگ
 کی اجازت دی جاتی ہے۔ **جِئَاكَ اِذْ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنفُسِهِمْ فُلُوْا فِيْ السَّبِيْلِ**
عَلٰى نَفْسِهِمْ تقدیر سے ظاہر ہے اور گرجاؤں اور معبدوں اور مساجد کے اندر اللہ کے

دنپے اسلام کے دشمن ہیں۔ پس مسلمانوں کو گویا ان سب معبودوں کی حفاظت کئے لیئے
 کھڑا کیا گیا۔ اور یہ اسلام کی نمایاں خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت ہے کہ دوسرے
 کسی مذہب نے اس قدر وسعت خیالی کا ثبوت نہیں دیا۔ گو قرآن بار بار یہی فرماتا ہے
 کہ سچا دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور اسلام کے سواے جو شخص مذہب اختیار
 کرے گا وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔ مگر ایسا سب معبودوں کی حفاظت کرنا ایک
 مسلمان کا فرض قرار دیتا ہے۔ چنانچہ نہ صرف یہ تعلیم لفظوں میں ہی قرآن کے اندر موجود ہو
 بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی دکھا دیا کہ ایک مسلمان سب مذاہب کے
 معبودوں کا محافظ ہے۔ چنانچہ جو معاہدہ آپ نے عرب کے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔
 اُس میں ایک یہ فقرہ بھی ہے: "علاوہ بریں یہ میرے پیروؤں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ عیسائیوں
 کے گرجاؤں کی مرمت کریں۔ اور یہ مرمت کا خرچ ان کے ذمہ بطور قرضہ نہیں ہوگا۔ بلکہ
 محض خدا کی رضا کے لیئے اور اس معاہدہ کو پورا کرنے کے لیئے جو رسول اللہ نے اُن کیساتھ
 کیا ہے۔" اس سے بڑھ کر فراخ دلی کا ثبوت دُنیا میں اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا کا کوئی مذہب
 پیشوا ہے۔ جس نے دوسرے مذاہب کے معبودوں کی مرمت کو اپنے پیروؤں کا فرض قرار
 دیا ہو۔ غرض لارڈ ہسٹلے صاحب کی یہ تجویز اس قابل ہے کہ امید ہے نہ صرف مسلمان
 بلکہ ہندو اور سکھ بھی اس کی پورے زور سے تائید کریں گے۔ اور اس طرح پر یہ ایک
 نہیں بلکہ تین یادگاریں برٹش گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی کی آزادی پر ہمیشہ کے لیئے
 گواہ رہیں گی +

ذیل میں لارڈ موصوف کا اصل مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جو انھوں نے اخبار ڈیلی
 گریفک کے نام بھیجا ہے۔ اور اخبار مذکور میں شائع ہوا ہے۔ ڈیلی گریفک کے علاوہ یہ
 مضمون اور بھی ولایت کے اخبارات میں کثرت سے شائع ہوا ہے +
 بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار ڈیلی گریفک۔

جناں چند ہفتے ہوئے کہ میں نے محکمہ جنگ اور انڈیا آفس میں ایک تجویز پیش کی تھی۔ کہ
 ہمارے ہندوستانی عیسائیوں کی بہادری اور وفاداری کی قدر دانی کے اظہار کے لئے ایک مسجد

غیر معقول عقیدے

(از لارڈ ہیڈ سلیس۔)

ایک چٹھی میں جو حال ہی میں میں نے اپنے ایک دوست کو لکھی تھی جو کلیائے انگلستان کا ایک حمیدیار ہے۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ مذہب اسلام میں اس قسم کی مذہبی روکیں اور تعصب جو غیر عقلیت سے پیدا ہوں نہیں پائی جاتی ہیں۔ جیسے ہم دوسرے مذاہب میں پاتے ہیں، جو اب میں انھوں نے مسجود سے یہ دریافت کیا ہے کہ تعصب سے اور غیر معقول تعلیم سے میرا کیا مطلب ہے اور یہ بھی دریافت کیا ہے کہ کیا اسلام اپنی تعلیم میں اسی قسم کی مذہبی قیود علیہ نہیں کرتا اور اسی طرح اپنی تعلیم نہیں منواتا جس طرح دوسرے مذاہب میں چٹھی کے جواب میں محبت کے رنگ میں لکھی گئی ہے۔ میں نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ غیر معقول تعلیم سے میرا کیا منشاء ہے۔

عیسائی مذہب مجھے یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر سب باتوں کو جاننے والا سب پر رحم کرنے والا ہے اور سب پر رحم کرے اور سب کا بچہ محبت اور پاکیزگی میں غیر محدود ہے مجھے یہ بھی تعلیم دیکھائی ہے کہ اُس نے ساری چیزیں آسمان اور زمین کی پیدا کیں۔ اور کہ اُس نے انسان کو جو اس کے تمام عجائب کاموں میں سے عجیب تر ہے اپنی شکل پر بنا دیا۔ یہ کچھ اسلام کے مطابق ہے۔

مگر اس سے آگے چل کر عیسائیت مجھے یہ بتاتی ہے کہ خدا کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ اور اس نسل زانی کی کمزوریوں کو ناپسند کرنے کی وجہ سے جن کمزوریوں سے وہ بوجہ خالق ہونے کے پورے طور سے واقف تھا۔ اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ نسل انسانی چارے غصہ کو دور کرنے کے لئے اس اکلوتے بیٹے کو مروا ڈالے۔ حالانکہ وہ بیٹا خود خدا اور روح القدس بھی تھا۔ اب اس فعل کے نیچے وہی پرانے مشرکانہ خیالات موجود ہیں۔ کہ کس طرح ایک غضبناک خدا یا دیوتا کی مہربانی قربانی کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ ساری تعلیم اسلام کے مطابق نہیں۔

مسلمان یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سادے مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور اس میں شکیلیت
 دکھاتے ہیں تو اپنے آپ کو اس کا کامل فرما کر دیتے ہیں۔ اور خوشی سے ان کا لیب اور ہاتھوں
 کو قبول کرتے ہیں جو ان کی بہتری کے لیے ہوتی ہیں۔ اور اپنے ہمسائیوں یعنی غارے بنی نوع کے
 حقوق ادا کرتے ہیں نجات پائیں گے۔ درحقیقت انہی احکام الہی کی فراہم داری میں ہی نجات
 ہے اور ہم کفارہ کی ضرورت اس لیے نہیں سمجھتے کہ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ جب کبھی کسی مافرانی پر
 اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی مانگی جائے اور توبہ کی جائے تو وہ فوراً ہر کسی تو سدا کے اس گناہ
 کو معاف کر دیتا ہے۔ یحییٰ بن کزمانے سے میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ خدا نے کریم اتنا بڑا اور عظیم
 ہو کر کینے کے چھوٹے چھوٹے خیالات سے ایسا بڑا ہے کہ وہ ہم سب کو ایک شفیق باپ کی محبت میں
 نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم اس کے ہاتھ سے بنے ہوئے ہیں۔ اور جس طرح ہم اس سے
 آئے ہیں اسی کی طرف لوٹ جانے والے بھی ہیں۔ اس قسم کے خیالات کہ وہ اپنا عقیدہ ہمارے اُسکے
 منکر کردہ رستہ سے دھڑا دھڑا ہو جانے پر اپنے بیٹے پر نکالے۔ اور اس طرح اصلاح کرے۔ قوت
 بھی جبکہ میں ایک چھوٹا بچہ تھا مجھے اس تند مزاج لڑکے کا قصہ یاد دلاتے تھے جو اپنی سب سے عمدہ
 کو اس لیے ٹکڑے ٹکڑے کر دے کہ لڑکھائی کا برا وہ جو اس کے اٹھ رہا ہوا تھا وہ اس کی ایک لٹ میں
 سے نکالنے لگا تھا۔ جب میری تمام امیدیں ایک ایسے عقیدہ کو قبول کرنے کے لیے منقطع ہو گئیں
 جس پر انکھیں بند کر کے ایمان لانا پڑتا تھا۔ اور جو مجھے یقین ہو گیا کہ ایک تلہ کی کسے زلزلے
 میں صرف چند خلع اغراض اور مطالب کو سامنے رکھ کر بنایا گیا تھا۔ اور خدا نے داخدا پر میرا
 ایمان ہو گیا تو میری پہلی دفعہ یہ محسوس کیا کہ میرا قدم مضبوط زمین پر ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کی جو ہمیں پیارے ہیں آئندہ نجات اور خوشحالی سب بڑا امر ہے
 جس پر ہم کو غور کرنا چاہیے۔ عیسائیت کا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی شخص جو اس بات پر ایمان نہیں
 لاتا اور رسوم مذہبی کے اثر اور تثلیث کو قبول نہیں کرتا وہ نجات نہیں پاسکتا۔ اسلام کوئی اس
 قسم کا غیر معقول اور عادات کے متعلق نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بنایا۔ اسی کے ہم ہیں اور
 اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر۔ دل پیچھے حضرت موسیٰ علیہ
 اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ایمان لانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ مگر جانتے کا انحصار صرف

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اس کی تعلیم پر بھی ایسی ہی سیاست خیاں ہیں اسلامی تعلیم کا سبب کیا ہے کہ اس نے تعالیٰ کی کامل
 محنت اور اس کی عقل کا بچہ کر کے کمال فرمایا اور اس کے جن میں انسان پر مثال ہے کہ بنی نوع
 انسان کے ساتھ کمال اور صحت کی امداد ہی ہو۔ یقیناً اپنے سبب کو غیر معقول نہیں کہا جاسکتا۔
 یہ سوال ہے کہ کیا ہم اس کے ساتھ اس کے عظیمہ اسلام میں داخل ہونے کا قرار کیا۔ تو میرے
 بعض رفیقوں نے جو اس کے لئے خط و طے لکھے ہیں میں مجھے یقین دلا دیا گیا کہ اگر میں مسیح کی خدمت میں پہنچوں
 وہ بلا تردد تین تجارتیں پس پائے گا کہ جو اس میں سے اس طرح توبہ دلائی کہ میری رائے میں مسیح کی
 خدمت کا سوال اسلام میں ہے۔ جیسا کہ وہ دوسرے سوال کہ کیا مسیح نے خدا کے پیغام لوگوں کو پہنچا ہے
 ہم یہ مانی کہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ایک کسبی تھا اور اس نے پیغام برسا لیتا دیا
 تھا۔ یہ سچا ہے جس کے نتیجے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی آئی جس نے اپنے پیغام پر سطح
 دنیا کو پہنچا ہے۔ اس عقیدہ کے سوال اور پھر کرتے ہوئے میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ خدا جو ہر شے
 پر کرنے والا ہے جسے ہمیشہ کے ہمیشہ کی ہر شے اس لئے دے کہ ہر ایک خاص مذہبی فرقہ مثلاً حیت
 کے لئے عقیدہ ہے کہ کوئی عقل نہیں کہہ سکا کہ ہر بات آسمانی ہے سمجھ میں آجاتی ہے کہ ہر حال بد
 کے لئے وہ سمجھے ہر آدمی کو ہر آدمی کے لئے سچے سچے سہارا ہے کہ کیا خود ہر ایک قسم کی کجی اس نصب
 جمہور کے لئے کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی ہر بات نہیں پاتے۔ یقیناً میں یا ان لوگوں کے لئے
 ایسا ہے کہ ہر ایک کی تعلیم کو ہر آدمی کے لئے نہیں کر سکتے۔ ان سب باتوں پر غور کیا ہے۔
 اسلام اور عیسائیت دونوں ان باتوں سے دوکتے اور ان کو براتے ہیں۔ مگر یہاں کہ فرق
 پڑتا ہے۔ اسلام ان لوگوں کے لئے نجات کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ حوائد تقابلے کئے اور بندوں
 کے حقوق کو ادا کرنے والے ہیں۔ خواہ ان کے خیالات دوسرے امور کے متعلق کچھ بھی ہوں۔
 مگر عیسائیت دوسرے سے کہتی ہے کہ نجات کا انحصار نیک کاموں پر نہیں بلکہ نجات ناممکن ہے
 جب تک کہ یہ نہ مانا جائے کہ مسیح خدا تھا۔ اللہ کہ وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اور کہ بقیہ
 اور عتباتے ربانی وغیرہ کی رسوم ضروریات میں سے ہیں۔ اور خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں اور
 یہ فرقہ مذہب اسلام کے سادہ اور معقول اور برحق تعلیم اور عیسائیت کے غیر معقول عقائد
 پر مبنی ہے۔

خدا کے قادر کے کان تک ہاوی التجا پہنچ سکتی ہے۔ مرتے ہوئے انسان کو حد درجہ کی رحمت الہی کی ضرورت ہے۔ جن کے بغیر وہ اس دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ گناہگار کو گناہ سے پاک ہونے کی ضرورت ہے۔ اور یہ دونوں باتیں کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے میسر آ سکتی ہیں جس کے متعلق کم بیش یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ بہشت کے دروازہ کی کنجیاں اُس کے ہاتھ میں ہیں۔ میرے نزدیک یہ تمام غیر معقول باتیں ہیں جو انسان نے خود بنائی ہیں اور غیر ضروری ہیں۔ اسلامی اعتقاد کسی ایسے دریا واسطہ کو نہیں چاہتا۔ کیونکہ ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ خدا کے ہونے کی وجہ سے ہم ہر وقت دن اور رات کے ہر لمحہ میں اُس کے ہاتھوں میں ہیں۔

اس قسم کے اعتقادات میرے نزدیک ذرا وسیع پیمانے پر اس قسم کی دھمکیاں ہیں جیسی پرانے زمانہ میں نیک نیت والدین جھوٹے طور پر بچوں کو دیا کرتے تھے تاکہ وہ ڈر کر فرائض و عبادت اختیار کریں۔ پادری نود اعتقاد لوگوں پر اپنا قبضہ اس طرح جملے رکھتا ہے کہ وہ ان کو ایک فرضی ان کی دھمکیوں سے ڈلاتا ہے کہ گویا ایک غضب آلود خدا ہر وقت اس کو چھپٹ بیٹھے کے لیے تیار ہے۔ پینٹم لود خدا گویا ایک ایسا دیوتا ہے جس کے سامنے ایک قربانی چڑھانی چا چکی ہے۔ مگر اس پر وہ مطمئن نہیں اور مزید قربانی چاہتا ہے۔ گویا علاوہ اس قربانی کے جو ہو چکی عقل اور دل کی قربانی بھی کرنی ضروری ہے۔ اس صیب جنگ کے سارے مظالم اور خوفناک منظروں کے باوجود میں خدا کے انکسار اور رحم پر ایمان رکھتا ہوں۔ لیکن اگر میرا یہ اعتقاد ہو کہ خدا محض ایک رے کے معاملہ میں یا خلافت نور قلب ایک بات کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو ہمیشہ کے جہنم میں ڈالے گا تو میں اس کے رحم اور محبت پر ایمان نہیں رکھ سکتا۔ میں اپنے بچوں کو بہت کتنا ہوں "تم جانتے ہو کہ میرے خیالات کیا ہیں اور میں نے اپنی قابلیت کے مطابق سب باتوں کی تشریح تمہارے سامنے کر دی ہے۔ اب اس کے بعد اگر تم یہ ایمان رکھنا چاہو کہ کنواری مریم خدا کی ماں ہے۔ یا کہ مسیح خدا ہے تو میری محبت میں جو تمہارے ساتھ ہے کمی نہیں ہوگی۔ مگر مجھے اس بات کا محسوس ضرور ہو گا۔"

چند خصوصیات اسلامی

اسلامی کہاوتیں

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم کی زندگی کے بعض اہم ترین اور ضروری اصول چھوٹے چھوٹے فقروں کے لباس میں ہر ایک مسلمان کے سامنے آٹھوں پر رہتے ہیں خواہ وہ جواندہ ہو یا ناخاندہ عرب ہو یا ایرانی یا افغان یا ہندوستانی یا چینی یا ترک یا مصری یا شیشائی ہو یا یورپ افریقہ یا کسی اور ملک کا رہنے والا ہو سچ اسلام میں داخل ہوا یا نسل بعد نسل مسلمان چلا آیا ہو چونکہ یہ اصول چھوٹے چھوٹے جملوں کے رنگ میں ہیں اس لیے ان کا نام اگر اسلامی کہاوتیں رکھا جائے تو غیر موزون نہیں ہے۔ ان جملوں میں نہ صرف بعض زیریں اصول زندگی ہی پوشیدہ ہیں جو انسان کو ہر حال میں کام دینے والے ہیں۔ بلکہ یہ جملے یہ اسلامی کہاوتیں اسی وجہ سے کہ اسلامی دنیا میں شہرت رکھتے ہیں اور ہر ایک مسلمان گھلنے میں یکساں علم الکتاب اور اسلام کی اولین پرکھیاں پائے جاتے ہیں۔ درحقیقت اسلامی محبت و اتحاد کی اسی قدیمانیتیں ہیں اس لیے بخیل اخوت کی سی قد کر دیاں ہیں جس کے اندر ماری دنیا کے مسلمان چکڑے ہوئے ہیں اور جو مشرق کے ایک مسلمان کے دل کو مغرب کے مسلمان کے دل سے ملاتے ہیں یہ جملے تمام ملکی اور زمین کی حد بندیوں سے بالاتر قوم اور ذات کی فہور سے آزاد۔ رنگ اور زبان کے اختلاف سے غیر متاثر ہیں اور وہ ایک مسلمان کی سچی داشت ہیں۔ خواہ وہ ایک پر رونق شہر میں، بچم کے اندھ ہو یا ایک لکھی جنگل میں ہو۔ درحقیقت ان کا دائرہ ایسا ہی وسیع ہے جیسے کہ خود دنیا کا مسلم کی زندگی کے ان زریں ہدایت ناموں کو ہیں ان الفاظ سے شروع کرتا ہوں۔ جی سے قرآن کریم کی ابتدا ہے۔ اور جو وہ پہلا جملہ ہے جو ہر ایک ملک میں ہر ایک قوم میں ہر ایک گھلنے میں ہر ایک مسلم جتنے کو سب سے پہلے سکھایا جاتا ہے اور جن الفاظ کو ہر ایک مسلمان ہر کام اور ہر شخص اہم کاموں کی ابتدا میں دہراتا ہے۔ دنیا میں شاید کوئی مسلمان نہ ہوگا جو ان الفاظ کی

جس سے تپ من لوگوں کو ان جہالتوں اور غلطیوں کا بہرہ حال نکلیں۔ ہی ٹرپ اور ہی مشکلات کو انفسہ قرآن کریم
 سورہ الضحیٰ میں ایک ہی لفظ میں کھینچ دیا ہے کیونکہ کوئی سامان کے پاس تھا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے راہ
 کھلا دی۔ پیال خیال سے مراد صرف اس قدر ہے کہ آپ کو اپنی کوشش سے۔ اپنی محنت اپنی کوشش سے کوئی
 راہ نہ مل سکتی تھی۔ اور آپ چیراں تھے کہ کیا ہو گا اور کس طرح ذیل سے تاریکی کا تسطاطہ کر لوگ جن کو نون پر
 کہ ناگہان خدا کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور وہی روشنی ان تاریکیوں کے اندر آپ کی ہادی راہ ہوئی خدا
 کا فرشتہ ناموس اگرچہ ہمیشہ خدا کے پیغام کے برگزیدہ بندوں کو ہنسیا دیتا رہا کہ وہ انسانوں کو تاریکیوں کو باہر
 نکالے۔ آپ پر ظاہر ہوا اور سب پہلا پیغام ہی لایا کہ پڑھو۔ کیا پڑھیں اور کس طرح پڑھیں کیونکہ پڑھنا تو آپ جانتے نہ
 تھے۔ اس لیے آپ نے جواب میں یہی فرمایا مانا بالقلیٰ میں تو پڑھتے نہیں جانتا۔ فرشتے نے پھر وہی لفظ دہرایا
 اور یہی جواب آپ نے دیا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ اسی بات کا اعادہ ہوا۔ کیونکہ جو شخص پڑھنا
 نہیں جانتا تھا وہ کس طرح پڑھنے پر قادر ہو۔ اس لیے ناموس کی کہنے پر تھی مرتبہ کہا اقراء باسم
 ربک الذی خلق اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ ان الفاظ میں کیا بجلی کی طاقت
 تھی۔ ہاں بجلی کی طاقت بھی اس کے مقابل بیچ ہے۔ کہ رب کے نام سے پڑھنے کا حکم پاتے ہی
 وہ سب تاریکی دور ہو گئی وہ سب حیرت اور طبیعت کی کشمکش جاتی رہی۔ ایک لمحہ کے لیے یہ
 خیالی دل میں آیا کہ کیا کل عالم کی اصلاح کے عظیم الشان کام کو میں سر پر اٹھا سکتا ہوں مگر باسم
 ربک نے ساری مشکلات کو حل کر دیا اور سارے بوجھوں۔ کہ پہاڑ کو اڑا دیا۔ اور ادھر حکم
 ملا اور آپ اصلاح خلق کے کام میں لگ گئے۔ وہ عظیم الشان کام جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لیے اپنی کوشش سے کرنا ایسا ناممکن تھا کہ کبھی اُس کے کرنے کا وہم بھی کسی کو نہ ہو سکتا تھا۔
 وہ خدا کی مدد سے ایسا سہل ہو گیا کہ اب کوئی مشکل آپ کی راہ میں باقی نہ رہی۔ ہاں اس خدا کے
 نام کی مدد سے ہی جو ناممکن تھا ممکن ہو گیا۔

یہ ہے ان الفاظ کی ابتداء اور ان حالات میں۔ ہاں اس بسم اللہ میں جس کے ساتھ قرآن کریم
 شروع ہوتا ہے۔ ایک سلام کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ وہ عظیم الشان کام جو فی الحقیقت ناممکن نظر آتا
 تھا۔ اُس کو خدا کے نام سے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت نے ایسا آسان کر دیا تو ایک سلام
 کی زندگی میں وہ کوئی مشکل ہے جو ایسے خدا کے نام کی مدد سے دور نہیں ہو سکتی۔ ہاں ہمیں

یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو کام اس کی اپنی کوشش سے نہیں ہو سکتا وہ بسم اللہ سے ہو سکتا ہے اور اسی لیے اسے تاکید ہے کہ وہ ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کرے۔ وہ بات جو انسان کو منزل مقصود تک پہنچاتی ہے وہ جو اس سے بڑے بڑے جو ائمہ دی کے کام کر سکتی ہے وہ کیا ہے کامیابی کا یقین۔ یہ یقین کہ کوئی روک اس کے راہ میں ایسی نہیں جو دور نہ ہو سکے۔ اسی سے انسان کے اندر وہ عزم پیدا ہوتا ہے جس کے سامنے مشکلات کے پہاڑ دھنسی ہوئی رومی کی طرح اڑ جاتے ہیں فن تکون الجبال كاللعن المنفوش اسی یقین کو پیدا کرنے کے لیے اسے بسم اللہ سکھائی گئی ہے۔ اور اسے بتایا گیا ہے کہ وہ کسی کام کو ناممکن نہ سمجھے بلکہ خواہ اس کی اپنی کوشش کسی کام کے مقابل میں کسی بھی کمزور نظر آئے۔ اس کو اپنی کمزوری پر نہیں بلکہ اس ذات پاک کی طاقت پر بھروسہ کرنا چاہیے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ اس طرح پر بسم اللہ گویا انسانی زندگی کی ساری مشکلات کی کھچی ہے جس کے سامنے مشکلات کے تالے ٹوٹے چلے جاتے ہیں یہاں انسان کا دل اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہے۔ مگر خدا کی مدد کا بھروسہ اس کی ساری کمزوریوں کو دور کر کے اس کے دل کو پہاڑ کی طرح مضبوط بنا دیتا کہ بہت باتیں ہیں جو انسان کے نزدیک ناممکن ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک ناممکن نہیں۔ پس بسم اللہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انسان کے قلب کی کیا حالت ساری مخلوق کی خالق کے سامنے ہوتی چاہیے۔ اپنی عاجزی کا پورا اعتراف اور خدا کی مدد کا کامل بھروسہ۔ پہلا اعتراف انسان کے قلب کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ دوسری جگہ سے امداد حاصل کرے۔ دوسرا یقین انسان کے لیے وہ سرخوشی ہے جو اس کی ساری کمزوریوں کو دور کر دے گا۔ اور یوں توحید الہی کا عملی سبق ہر مسلمان کو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ملتا ہے اور یہ وہ بات ہے جو ساری کتب مقدسہ کی اوراق گردانی کے بعد بھی انسان کو کہیں نہیں مل سکتی ۔

ایک اور بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ صفات الہی کی جو تصویر بسم اللہ میں کھینچی گئی ہے وہ کیسی ہے۔ یہاں تین نام ذات باری کے آئے ہیں۔ اللہ۔ رحمن۔ رحیم۔ اور چونکہ ایک مسلمان اپنے ہر کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس لیے یہ تین نام گویا وہ اپنے الہی ہیں جو شب و روز ایک مسلمان کے سامنے رہتے ہیں۔ اور انہی صفات الہی میں وہ شب و

پناہ دے دیتا ہے۔ ان میں سے لفظ اللہ ذات باری کا ذاتی نام ہونے کے علاوہ توحید
 الہی کا ایک نشان ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عربی زبان میں سوائے خدائے واحد کے اور کسی پر نہیں
 دیا گیا۔ پھر اسم اللہ جامع جیسے صفات حسنہ باری تعالیٰ ہے۔ وہ ملائم ذات باری جو ہمیں
 پس پا جاتا ہے۔ الرحمن ہے جس کے معنی ہیں صفت رحم کو کمال کے ساتھ رکھنے والا۔ وہ جو ہر کام
 کا فرد ہو، ہر یکساں ہے۔ یعنی اس کی صفت رحمانیت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان کے استحقاق پیدا
 کرنے سے پہلے وہ اپنا رحم اس پر کرتا ہے اور اس لیے یہ رحم اسکا ساری مخلوق کے لیے عام ہے۔
 پھر اسم رحیم ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ جس کی صفت رحم بار بار کام کرتی رہتی ہے۔ صفت رحمت
 کا تعلق انسان کے افعال کے ساتھ ہے۔ یعنی جو شخص اپنے آپ کو اس قابل بناتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 اس پر رحم کرے وہ صفت رحیمیت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ گویا صفت رحمانیت کا رحم ایک غلام
 قانون کے رنگ میں ہے اور صفت رحیمیت کا رحم ایک نعل کے نتیجہ کے رنگ میں۔ وہ رحمان ہی
 کہ اُس نے انسان کے پیدا ہونے سے پہلے وہ سارے سامان پیدا کیے جن سے انسان فائدہ اٹھاتا
 ہے اور وہ رحم ہے کہ جو انسان اس کے قوانین اور سامانوں کو اپنے کام میں لاتا ہے وہ اُن سے فائدہ
 اٹھاتا ہے پس یہ تینوں اسم یعنی اللہ۔ رحمان۔ رحیم ذات باری تعالیٰ کے کمال، اسکی محبت
 اور اسکی رحمت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جو شخص ایسی ذات پر غور کرے اس میں کمال اور
 طلب کرتا ہے۔ وہ یقیناً محروم نہیں کیا جاتا۔

بسم اللہ اس بات کا فیصلہ بھی کرتی ہے کہ ایک مسلمان اپنے خدا کو کیا سمجھتا ہے۔ کیونکہ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم درحقیقت قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ در خلاصہ ہے۔ اس لیے جن صفات الہی کا
 بیان اظہار ہے۔ وہ خدائے اسلام کی صفات کا اصل نقشہ دکھاتی ہیں۔ اب بسم اللہ میں اسم اللہ
 کمال پر اسم رحمان محبت غیر متناہی پر۔ اسم رحیم غلبہ رحم پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس سے ہم سمجھ
 سکتے ہیں کہ اسلام اس خدا کو پیش کرتا ہے جس کی ذات میں کمال۔ اور جس کی صفات میں محبت اور
 رحم کا غلبہ ہے۔ اور ان صفات الہی کو ہر وقت نظر کے سامنے رکھنے سے ایک مسلمان بھی انہی
 صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا پس نہ صرف بسم اللہ اس بات کا فیصلہ کرتی ہے
 کہ خدائے اسلام کی صفات غالب محبت اور رحم ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی سکھاتی ہے۔ کہ اس

انسان کو جو ہر حال ایک محبت اور رحم والے خدا کی مدد طلب کرتا ہے۔ خود بھی محبت اور رحم کی صفات اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے۔

بعض مشرکین نے کہا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم عربوں کو طائف کے شاعر امیہ نے سکھائی تھی۔ یہ یقیناً غلط ہے۔ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کفار عرب بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے سے انکار کرتے ہیں اور اس کی بجائے اپنی پرانی طرز میں باسما اللہ کہتے ہیں کیونکہ سبیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے سے انکار کیا۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک قوم کے اجداد کرنے کے لئے بطور تبرک کوئی جملہ استعمال کیا جاتا ہو گا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی بسم اللہ کسی قوم میں مرقع تھی۔ اسلام کا کمال اس میں نہیں کہ پہلوں کی خوبیوں کا انکار کرے۔ بلکہ پہلوں میں بھی خوبیوں کا ہونا تسلیم کر کے ان سے بڑھ کر خوبی کی بات پیش کرتا ہے۔ بسم اللہ کی جو صورت آج کو ہم نے سکھائی۔ اور جن جن صفات الہی کا اس کے اندر بطور ضلیمہ نقشہ کھینچا وہی اسلام کے اعتبار سے ہیں۔

ایک اعلیٰ خاندان لیدی کا قبول اسلام

اسلام ایسا مذہب ہے جس کی اشاعت کرنے والے وہی سب سے جو الفقہ فخری کا فرقہ نکالتے تھے۔ اسلام نہ کسی شاہ گوتم بدھ کا مہون ہے نہ کانسٹنٹائن کا۔ بلکہ تیغ شاہ ہے۔ کہ اُس نے تو شہنشاہوں اور ان کی سلطنتوں کو خاک کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ جب کبھی کسی اصول کی بات آتی پڑی۔ آج نادر روس اور اس کی کل سلطنت مسلمان ہوتی۔ اگر مسلمان علماء نے اصول سے نہ ہٹنے میں سختی نہ کی ہوتی۔ اسلام نہ صرف اپنے پورے نشیون پر تازان رہا ہے۔ بلکہ اُس نے جمہورانہ اصول ایسے رائج کیے ہیں۔ کہ بڑے بڑے متکبرین و مغرورین غریبوں اور گداؤں سے خوش بدوش ہونے ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ اسلام کے

انکے منہ کوں ہو گئے ہیں۔ بڑے بڑے کشورِ متانِ اسلام کے زیرِ بارِ اہلِ اسلام
 آئے ہیں۔ یہ اسلام کی ایک خاص شان ہے۔ کہ وہ اپنے بے نظیر اصولوں کے
 باعثِ فیضِ بینِ نمودار رہا۔ اور ہے۔ یہ بادشاہوں کی تلواریں کا وہ محتسبِ سب
 دولت مندوں کی دولت کا۔ اسلام کے لئے دل سے بے تاب ہونے والے
 اب بھی زیادہ تر غریب ہی ہوتے ہیں۔ ہمارے ہندوستان ہی میں سوائے
 اس مثالِ خاتونِ جنبہِ مکرمہ محترمہ سلطانِ جہان بیگم والیہ بھوپال کے اور کون
 رئیس ہے۔ جن کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اسلام کسی خاص جماعت کا
 نہیں۔ بلکہ دنیا کا مذہب ہے۔ اور دنیا میں زیادہ تعداد بادشاہوں...
 اور رئیسوں کی نہیں بلکہ مسکینوں و بدویشوں اور ماوشوں کی۔ لیکن اسلام ہرگز صرف غریبوں
 کا مذہب نہیں۔ اسلام امیرِ غریب بادشاہِ فقیر سب کا مذہب ہے۔ اسلام سے غریب امیر
 ہو جاتا ہے۔ اسلام سے بادشاہِ شہنشاہ بن جاتا ہے۔ اسلام کی مساوات ہرگز بادشاہ کی پستی ہی
 نہیں چھینتی۔ بلکہ اس کی بادشاہی میں اضافہ کرتی ہے۔ اور اسے پائیدار اور خوشحالی بناتی
 ہے۔ رئیسوں کی ریاست کی شانِ اسلام سے دو بالا ہوتی ہے۔ اس لئے مبارک ہیں وہ
 رئیسِ انگلستان کے جو اسلام قبول کریں +

ڈاکٹرِ اہلِ امورِ سروردی صاحب کے وقت میں لارڈ اسٹینلے نے اسلام قبول کیا تھا۔
 خواجہ کمال الدین صاحب کے وقت میں لارڈ ہیڈلے نے اب ہمارے مولوی صدیق الدین
 کے دور میں آئرن ہیل منر گھڑنے جو صاحبزادی لارڈ سڈبری ڈربی کی ہے۔
 الحمد للہ اسلام قبول کیا۔ اس بزرگِ خاتون کا نام حمیدہ بیگم رکھا گیا ہے۔ الحمد للہ
 الحمد للہ ان کا ایک صاحبزادہ لفٹنٹ بری گفٹ جس کا اسلامی نام محمد اسد اللہ ہے۔
 پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہے۔ اور انھوں نے اطلاع دی ہے کہ دوسرا بیٹا بھی مسلمان ہے
 اعلان بھی انشاء اللہ کر دیگا + میں آج نہیں دس سال سے لکھتا رہا ہوں کہ یہاں
 اسلام کی اشاعت کچھ زیادہ و شولہ نہیں۔ اگر معقول تنظیم عمل ہو۔ اور اس وقت
 ملک کے لئے معقول سرمایہ کا انتظام ہو جائے۔ جب تک یہاں خود ہی مشن جاری

کرنے کا چسکا نو مسلموں میں پیدا ہو جاوے۔ یہاں جس بات کی ضرورت ہے وہ مختار ہے۔ لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ ایک مذہب اسلام ہی ہے جو انسان کی عقل کے مطابق ہے جو انسان کے قلب کو تسکین دے سکتا ہے مشکل یہ ہے کہ کیا تو یہاں اسلام سے واقفیت ہی نہیں۔ ادا اگر ہے تو وہ واقفیت متعصب پادریوں کی پیدا کی ہوئی ہے اور اس کا یہ حال ہے کہ اسلام کے نام سے ہیبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلام وحشیوں کا مذہب سمجھا جاتا رہا۔ اگر یہاں اسلام کا اشتہار کافی ہو سکے تو تثلیث پرستی بُت جلد یہاں سے مفقود ہو سکتی ہے۔ عیسائی یہاں صرف جاہل اور وہ بھی عورتیں ہی ہیں۔ بڑھے لکھوں میں دھرمیت کا نور ہے۔ اسلام میں خدا نے دھرمیت اور توہم دونوں کے زیر کرنے کی قوت رکھتی ہے۔ اسلام کی اشاعت یہاں آسان ہے۔ اگر کافی روپیہ صرف کیا جاوے۔ اسلئے کہ حرف آشنا بیان کی خلقت ہے۔ آزادی بھی ہے۔ تحریر اور تقریر دونوں ذریعہ سے اشاعت اسلام ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے روپیہ کی بُت ضرورت ہے اور اس کی ابھی کمی اور بُت ہی کمی ہے۔ (بھی یہ توقع رکھنا کہ یہاں کے مشن کے کام کے لئے روپیہ یہاں سے خود ہی مہیا ہوگا۔ سخت غلطی ہوگی۔ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں اُن پر اسلام کے مشن کا بار ڈالنا ہماری جمعیت کے بھی خلاف ہے اور اس کی بھی کوئی وجہ نہیں۔ کہ جو مسلمان ہو وہ یہ جہر مانہ بھی دے کہ اسلام کے مشن کا کفیل ہو۔

ہمارے یہاں کے اہل مقدرت لوگوں میں کتنے وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی مشن میں مدد دی ہے۔ اس میں بھی ایک والہ بھوپال کو مستثنیٰ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اُس خاتون کو تو خدا نے واقعی شہداء اسلام بنایا ہے۔ کوئی صدا اسلام کے لئے بلند ہو اور وہ لیتیک کہنے کو موجود۔ اگر عام طور پر یہی حال ہوتا تو آج ہمارے مشن کی حالت ہی اور ہوتی۔ روپیہ کی کمی ہی کی وجہ ہے۔ کہ مشن ایک دیہات میں پڑی ہے۔ چاہئے یہ تھا۔ کہ مرکز لنڈن خاص میں ہوتا اور اسکے شعبہ ہر رُے بڑے شہر اور قصبہ میں شعبوں کا انتظام تو خیر چاہے کچھ دیر کو ہی جو

گر بہت ضروری ہے۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے لندن میں صدر مقام بنایا جاوے۔ یہاں دو کنگ میں لوگوں کا آنا جانا مشکل۔ پھر یہ ایک معمولی دیہات مشن کا پتہ ہی لوگوں کو نہیں چلتا۔ اور چلتا بھی ہے تو یہاں کوئی کیسے جلد آ سکتا ہے۔ جب ہماری نماز یہاں عید کے دن شان سے ہوئی *Genema* سنا کے ذریعہ سے تمام انگلستان میں ایسا اشتہار ہو گیا۔ کہ ہم لاکھوں روپیہ صرف کرتے۔ تب بھی ویسا نہ ہو سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اُس اشتہار سے زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے اگر لندن میں ہمارا مرکز ہوتا تو اُس اشتہار کی وجہ سے جوق جوق لوگ ہمارے یہاں روزانہ آتے رہتے۔ مجھے تو لندن کے مکان کی اس قدر بیتابی ہے۔ کہ اگر مرکزی اسلامیہ سوسائٹی کے پاس سرمایہ ہوتا تو میں فی الحال اسی کی طرف سے مکان لے لیتا۔

یہ سوسائٹی جب پہلے اسلامک سوسائٹی کے نام سے منسوب تھی۔ تب بھی اُس کے اثر سے متعدد لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اسلام سے تعصب تو ہزاروں کا اُس نے رفع کر دیا تھا۔ بلکہ اُس کے جلسوں میں تو وہ لوگ بھی شریک ہوتے تھے جو کسی مشن کے جلسہ میں ہرگز نہ شریک ہوتے۔ اور اس طرح اُن کا اسلام سے جمل رفع نہ ہو سکتا۔

انشاء اللہ وقت آوے گا کہ یہاں کی مشن ہندوستان کی مالی مدد سے مستثنیٰ ہو جاوے گا۔ مگر ابھی تو وہ وقت نہیں۔ ابھی تو اگر ہندوستان کے مسلمان جلد جلد ایسی خوشخبریاں سُننا چاہتے ہیں۔ کہ فلاں لارڈ یا فلاں بیرون مسلمان ہوئے تو اُن کو چاہیئے کہ وہ لندن میں مرکز کا انتظام کریں۔ جو کام وہ کنگ میں ہو رہا ہے وہ بے شک جاری رکھنا چاہیئے۔ جو مسجد یہاں آباد ہو چکی ہے اُسے برابر آباد رکھنا چاہیئے۔ لیکن لندن میں مرکز ضروری ہے۔ لندن کی مسجد تو جب بنے بنے۔ اُس کے لئے تو بہت بڑے سرمایہ کے جمع ہو جانے کا اقطاع ہو رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ غلط پالیسی ہے۔ لیکن اب اس کی بحث چھیڑنے

کا موقع نہیں۔ فی الحال یہ ہونا چاہیئے۔ کہ لندن میں کسی اچھے مقام پر
 دو ایٹھائی سو پونڈ سال کے کرایہ پر مکان بے لیا جاوے۔ اور وہ مشن کے کام
 کا مرکز بنا دیا جاوے۔ مسجد نہیں تو لندن کے ایک مکان میں سے ایک ہال
 کی افان کی آواز بلند ہونی چاہیئے۔ تب ہی ہم اُن سربراہان اور وہ مسلمانوں سے
 بھی خوب کام لے سکیں گے جو مسلمان ہوئے ہیں۔ اور لکچر اور سوشل ملہ
 ہو سکیں گے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ ہم یہاں کی خلقت سے اسلام کی دعوت
 کر دیں۔ باقی کام اُس کی اپنی ذمہ داری کرے گی۔

مشیر حسین قدوائی

بقلم بلال نور احمد ۱۳۴۴ھ

برائین نیرہ

مصنف حضرت خواجہ (حجۃ اولیٰ) کمال الدین صاحب

(معروف بہ زندہ و کامل المام)۔ قیمت (۱۰۰)

اتس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ قرآن ایک خاتم اور مطلق الہامی کتاب ہے
 جس میں تہذیب و تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف
 نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب
 و مذاہب کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے۔

منیجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ احمد ٹیلڈنگس بولکھا لاہور

دو کنگ مشن کے ترقی خواہ ضرور ان سطور کو پڑھیں
 بلادِ غریبہ میں شاعتِ اسلام کا طریقہ

کی طرح چل سکتا ہے؟

اس مشن کی آمد و خرچ ۱۹۱۵ء

جس ہمیت کو آج ہمارا مسلم مشن کیا یہاں اور کیا انجمنستان پہنچ چکا ہے۔ وہ محتاجِ بجا
 جمین سب کو کامیابی فوق العادہ ملتی ہے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی فضل و کرم سے ہمیں عطا کی ہے۔
 اس کے ہم سخن اہل اُس کے حصول کے لیے ہماری کوششیں کتنی بے دریغ لگا کر فی سببِ ہر
 مقابل اپنے تبلیغی کوششوں کے فرائض گذشتہ دو تین صدیوں میں بھی ایسے نادر نہیں دکھائے
 جو خدا تعالیٰ نے گذشتہ دو تین سال میں ہمیں عطا کر رکھے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے غریبہ
 اسباب بھی ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ جنہوں نے وہاں کے غریب و فکر کرنے والے اور غریب و
 رکھنے والے اصحاب کو اسلام کے قریب کر دیا ہے۔ یہ لوگ مذہبِ حق کے جو وہ مرد و عورت
 ہو کر مختلف رنگوں میں ان صداقتوں کو تسلیم کرتے جاتے ہیں کہ جن کی حقیقت مجموعی کامیابی
 ہے۔ یہ وہ امور ہیں جو برہمیری نگاہ سے تدریجاً ابتداء میں پڑتی ہیں۔ اور وہی وہ مطالبہ اور یا
 ترقی پسند حالات کے منہ سے نکلتے ہیں جو دنیا کے چاروں گوشوں میں پورے پورے یہ نو مسلم
 طلبِ حقوق، یہ پیروِ آزام، یہ مسیحی، یہ عیسائی اور یہ مسلمان و غیر مذہبی
 تفریقیں جو اس وقت جگہ مذہب و مذهب میں پوری جلتی ہیں یہاں سے عداوت پائی جاتی
 ہے۔ ان میں کس قدر عداوت ہے۔ یہ عداوت اسلام کی ہی مختلف شعبے مختلف رنگوں میں
 ہیں۔ انہیں شائع پرچہ میں سال ۱۹۱۵ء میں لکھا۔ اور انہیں انور کو سامنے رکھ کر یہ تبلیغ کا

پہرے کو ممبر شیعہ میں بیان لاہور پہنچا۔ اور اپنی پہلی تقریر میں ان امور کا ذکر کر کے میں نے اپنا یقین ظاہر کیا تھا کہ اگر ہم اپنی تبلیغی کوششوں کو عقل مند ہی اور استقلال کے ساتھ یورپ میں جاری رکھیں تو اسلام مغرب میں بہت اگلی ترقی کو جلائے گا۔ پھر ان امور کا اعادہ میں نے شروع سال ۱۹۱۷ء میں پچھلے اور موبکات متحدہ کے مختلف شہروں میں کیا۔ جن لوگوں نے میری باتوں کو سنا وہ خود تصدیق کر لیں گے کہ میرے بیان کے بعد جو اس ایک سال میں نتائج مرتب ہوئے انھوں نے میرے بیان کی کس قدر تصدیق کی۔ میرے یہاں پہنچنے پر پچاس اصحاب حلقہ بکوش اسلام ہو چکے تھے۔ لیکن آج ایک صدی ساہسے زائد اس وقت بہ حضرت صلعم کے قدحوں میں آچکے ہیں۔ یہ نو مسلم کس پایہ کے اور کس علم و فضل سے آراستہ ہیں ان کے ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ رسالہ ہذا میں جو ماہواری رپورٹ چھپتی ہے وہ ان امور کا آئینہ ہے۔ میں صرف اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ نو مسلم اخوان میں بعض ایسے فاضل اور اہل قلم ہیں کہ جن پر کسی قوم یا سوسائٹی کو ناز ہو سکتا ہے۔ طبقہ امراء میں سے لارڈ سید اور اسی طبقے کی دو معزز خاتونیں طبقہ فضلا میں سے۔ پروفیسر ریجلی، پارکسن ایف جی۔ لیس، پروفیسر مصطفیٰ جون، لی ادون، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی، پروفیسر راین، ڈیہنٹ ڈاکٹر آف لطریج، پروفیسر نور الدین شیخ وغیرہ یہ لوگ وہ ہیں جو یورپ میں شہرت کے مالک ہیں۔ ان کے علاوہ اہل قلم میں سے سترھ صادق ڈڈلے رائٹ فوجی افسران میں بعض کپتان اور لفٹننٹ وغیرہ وغیرہ ہیں اس تعداد پر چننا ناگزیر نہیں جس قدر اس تبدیلی و انقلاب کے لیے ہم سجدات شکر ادا کرتے ہیں جو آج یورپ میں اسلام وہ اسلام نہیں جو پہلے تھا۔ آج اسلام ایک جتنا جاگتا۔ زئیر معقول حکیمانہ اور مدلل مذہب تسلیم ہو چکا ہے۔ وہ مذہب جسے نادانوں یا متعصبوں نے دنیا کے لیے لعنت سمجھا۔ وہ قریب ہے کہ کل مخلوق الہیہ کے لیے رحمت سمجھا جاوے۔

اگرچہ جو ترقی تعداد نو مسلمین میں ہوئی وہ بھی کافی سے زیادہ اطمینان بخش ہے۔ لیکن دراصل اس تعداد کو کسی گنا تعداد تک پہنچا دینا اور تھوڑے عرصہ میں ہزاروں تک کی تعداد دیکھ لینا کوئی مشکل امر نہیں بشرطیکہ ہم کافی طور پر اسلام کی اشاعت کر سکیں۔ مغربی دنیا اس وقت اپنے مذہبی عقائد سے بیزار ہو کر ایک صحیح مذہب کی تلاش کر رہی ہے۔ جس کے پاس صحیح ادیان مذہب ہو آج نصرت و تہندی اس کی شامل حال ہو سکتی ہے۔ میں اس بات پر ایک معقولی ایمان رکھتا ہوں

کہ جو مذہب میں نے قرآن کریم میں دیکھا اور آنحضرت صلعم سے ہم نے سیکھا ہے۔ وہی مذہب ہے جو مغربی دنیا کا مذہب ہوگا۔ ہاں یہ سب کچھ ہماری کوشش پر منحصر ہے +

میں نے یہ مختلف مواقع پر بیان کیا ہے کہ اشاعت مذہب کا بہترین طریق مغربی دنیا میں اسلامی لٹریچر کو پھیلانا۔ اور اُس کے ساتھ ایک مرکز قائم کر کے نو مسلمین یا مستفسرین و متوجہین کو اسلامی زندگی دیکھنے کا موقعہ دینا۔ اور اس کے ساتھ موقع بموقع تقریر و لکچروں سے بھی تہذیب کو کرنا اس امر کے لیے ہم نے اسلامی ریویو شائع کیا۔ اور یہ کوشش کی کہ جہاں تک ہمارے ذرائع اجازت دیں ہم اسے یورپ اور امریکہ میں مفت تقسیم کریں۔ یورپ میں ایسے ذرائع آسانی سے مہیا ہو جاتے ہیں کہ ہم اپنے لٹریچر کو ہزاروں تک کی تعداد میں اُن لوگوں کے پاس پہنچا سکتے ہیں جو واقعی مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم یہ سرمایہ کہاں سے لاویں؟ کاش مسلمان اپنے مقابل غیر مسلموں کی تبلیغی کوششوں پر توجہ کریں۔ کیا دو ڈہائی ہزار رسالہ محنت تقسیم کر دینا اُس لٹریچر کے مقابل کسی شمار و قطار میں ہے جو پادری لوگ ایک سمندر کی طرح دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ کیا اگر اس قدر قلیل مقدار یہ نتائج مرتب کر سکتی ہے تو پھر اگر ہمارا رسالہ مثلاً دس ہزار تک ماہوار مفت تقسیم ہو تو پھر کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ یہی ایک غرض تھی جو مجھے پاکستان سے ہندوستان لائی۔ اللہ تعالیٰ کے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اس قابل کر دیا تھا کہ میں تم کے اگے اپنی محنت کے نتائج پیش کروں اور اُن کی خدمت میں عرض کروں کہ وہ اس کا حصہ میں میرے ساتھ شریک ہوں۔ میں اگرچہ دو ڈھائی سال کی محنت شاقہ کے بعد ولایت سے واپس نومبر ۱۹۱۵ء میں ہندوستان آیا اور میں اس بات کا محتاج تھا کہ میں کچھ آرام کروں۔ لیکن وہ اخراجات ماہواری جو دو ہزار ماہوار کے قریب ۱۹۱۵ء کے شروع میں ہی پہنچ گئے تھے۔ انھوں نے مجھے گھر بھی آرام لینے نہ دیا۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکا میں پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھر اور جس شہر میں جتنے دن رہا۔ قریب قریب ہر روز لوگوں کو خطاب کرتا رہا۔ جس سے میری صحت پر بھی بُرا اثر ہوا لیکن میں نے اُس کی پرواہ نہ کی۔ اب چونکہ دو گنگا من کی روز افزوں کارروائیاں چاہتی ہیں کہ میں بھرت جلد واپس چلا جاؤں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو چند ہفتوں کے اندر اندر میں دو گنگا من پہنچ جاؤں گا۔ اسلئے

میر نے پسند کیا کہ میں اپنی قوم کو دو رنگ کے حالات سے کسی قدر اطلاع دے دے جاؤں اور اس
امداد سے بھی اطلاع دوں جو مجھے سال ۱۹۱۵ء میں میری تحریک پر ملی۔

میں اپنے مسلم بھائیوں کا جس قدر شکریہ ادا کروں تقویراً ہے۔ میں جہاں گیا جس جگہ گیا میری وہ
عزیزت و تکریم کی گئی کہ جس کا میں ذاتی طور پر مستحق نہ تھا۔ دراصل اس کے گزرے زمانہ میں بھی
مسلمانوں کو اسلام سے اذیت محبت ہے وہ دل سے اشاعتِ اسلام کے گرویدہ و عاشق ہیں۔
انھوں نے مجھ میں ایک خادمِ اسلام اور عاشقِ اسلام کا نونہ دیکھا اسلئے انھوں نے مجھ سے
ہر ایک قیمتی کام کا نیک سلوک کیا۔ خصوصاً وہ نیک سلوک جو مجھ سے سلم و ایان ریاستہائے ہندوستان
نے کیا وہ میرے لئے خاص تشکر و امتنان کا موجب ہے۔ اعلیٰ حضرت صغیر نظام و عالی حضرت
آقا محمد علی بھوپال۔ عالی حضرت شیخہ احمد ننگ دل۔ ان بندگانِ عالی کا مجھے شاہی مہمان کے
طور پر اپنی قمر و میں رکھنا۔ اور ہر وہ سلوک مری رکھنا جو ایک شاہی مہمان سے ان کے ہاں
ہوا کرتا ہے۔ یہ تو ان کے شاہی اخلاق کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ لیکن مختلف محل و مواقع پر
مجھے ان کا خاص خاص اشفاق کریمانہ کا مورد بنانا۔ یہ اس محبت کو ظاہر کرتا ہے جو عالی مرتبت
سے عالمِ رتبِ مسلمان کا دل ایک خادمِ اسلام کے لئے اپنے پہلو میں محسوس کرتا ہے۔

میں یہ یقین کرتا ہوں کہ اگر رنگ کے ایام نہ ہوتے تو میرا یہ سفر بہت ہی بہترین ساج مرتب کرتا
میرا حال جو کچھ ہوا وہ حالات موجودہ کے ماتحت میری امیدوں سے زیادہ ہوا۔ اس موقع پر
میں گورنمنٹ عالیہ کا بھی تیرہ دن سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس پر آشوب زمانہ میں میرا کل شمالی
ہندوستان میں سفر کرنا اور ہر ایک امن و آسائش کا حاصل کرنا۔ جن اغراض کے لئے میں نے یہ
سفر کیا ان اغراض کے اظہار کے لئے ایک لیکچر کو بے روک ٹوک کرنا۔ بلکہ بعض مواقع پر خود
اعلیٰ سے اعلیٰ مقامی افسروں کا میری امداد کرنا اور مجھے ہر طرح اپنی عنایات سے مہزون مست
تھہرانا یہ اس درپادلی کا ثبوت دیتا ہے جو اس گورنمنٹ عالیہ کا خاصہ ہے۔ اور جس کے لئے ہر ایک
شخص کو اس گورنمنٹ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

میں اس موقع پر اس سال کی آمد و صرح سے اپنے معاونین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ یہ امر
کی وجہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے مشن کے ترقی کی ذات تین قسم کی ہیں۔ اول اسلام کی دیو اور

ایسا ہی دوسرا اسلامی لٹریچر مفت تقسیم کرنا۔ دوم۔ ہر اتوار کے دن شمولیت و عطف کے لیے جس قدر مسلمانوں کا دوکنگ میں باہر سے آنا اور ایسا ہی نو مسلم سائنیں دوکنگ کو اپنے ہاں دوپہر کے کھانے اور سپرہر کی چائے پر مہمان کرنا اور ایسا ہی جس قدر نو مسلموں کو اسلام سیکھنے کے لیے باہر سے ہمارے اہل انبیاء متفہمین کا ہمارے ہاں ٹھہرنا اور ان کا تعمد بطور مہمان اسلامی طریق پر کرنا۔ سوم۔ اعترافات متفرقات جس میں لندن یا دوسرے مقام پر علاوہ جمعہ کے عطف و لکچر کے لیے جانا اور مسجد و دوکنگ کے متعلقہ اخراجات۔ بڑی جباری مدات خرچ کی پہلی دوہیں یعنی مفت تقسیم رسالہ اسلام ریویو اور نٹا خانہ۔ انہیں دو مدات کو ملے مخصوص سامنے رکھ کر معاونین مشن سے امداد کی درخواست کی گئی ہے حصول امداد کو سہل ترین بنانے کے لیے یمنے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اسلامک ریویو کی خریداری بہت بڑھادی جاوے۔ جس قدر اس کے خریدار زیادہ بڑھیں گے اسی قدر اس کے منافع کا کثیر حصہ اس کا خریدار پر خرچ ہوگا۔ اسی غرض سے یمنے اسلامک ریویو کا ترجمہ اردو میں شائع کرنا شروع کیا اور اس کی قیمت سے رسالہ نمکدزی ہے۔ تاکہ اس کے منافع کا زیادہ حصہ بھی اس مشن پر خرچ ہو۔

اسی طرح مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو کی یہی دو صورتیں میرے سامنے رہی ہیں ایک نو عام طور پر برادران اسلام کو مفت تقسیم رسالہ کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ یہ رسالہ خرید کر وہیں مفت تقسیم کرنے کی اجازت دیں۔ یہ اپیل بھی خالی نہیں گئی۔ اور آگے چل کر معلوم ہوگا کہ ایک کافی رقم اس کی تقسیم کے لیے ہم نے وصول کی۔

آب میں ذیل میں آمد و خرچ کا ایک نقشہ بھی دیدیتا ہوں۔ آمد کی طرف جس قدر رقم بطور امداد اس سال وصول ہوئیں ان سب کی ایک فہرست بھی یمنے رجسٹر آمد سے بنوا کر اس تحریر کے ساتھ شامل کر دی ہے ممکن ہے کہ قارئین کرام میں سے کسی کے لیے تحریریں امداد کا موجب ہو ساتھ ہی اعلیٰ صاحبان بھی دیکھ سکتے ہیں کہ جس قدر امداد انھوں نے کی وہ ان کی منشاء کے مطابق ہی خرچ بھی ہوئی ہو یہ نقشہ اور فہرست منسلک یمنے دفتر لاہور سے رجسٹرڈ آمد و خرچ سے بنوایا ہے۔ چند امدادیں ایسے خریدار بھی درج کر دیے ہیں جنھوں نے قیمت دے کر رسالہ مفت تقسیم کرایا یا خالص خریدار رسالہ جات یمنے انکو قرار دیا۔ جنھوں نے رسالہ اپنی ذات کے لیے لیا۔

نقشہ آمد و خرچ

آمد	خرچ
قیمت از خرید ایران اسلامک ریویو پائی - آندہ روپے ۱۰۰-۱۰-۱۰	اسلامک ریویو و رسالہ اشاعت اسلام پائی - آندہ روپے ۴۰۰-۱۵-۴۰
دوسالہ اشاعت اسلام	چہرے خرچ یہاں ہوا.....
چندہ اندری از حبیبہ آباد.....	۴۳۰-۱۰-۱۰
چندہ امدادی در ہندوستان.....	۶۴۶-۴-۰۰
قیمت کتب ام الالسنہ وغیرہ.....	۱۵۱-۶-۰۰
چندہ از صاحب معلومہ بجائے گاش روپیہ.....	۲۶۱-۱۵-۰۰
ماہوار بابت مفت تقسیم اسلامک ریویو.....	۳۰۶-۰۰-۰۰
از اخیر مئی ۱۹۱۵ء لغایت دسمبر ۱۹۱۵ء.....	۶۳-۲-۰۰
چندہ از جائے معلومہ بغرض تقسیم.....	۹۶۲-۱۱-۱۰
اسلامک ریویو.....	۲۰۰-۴-۰۰
وطیفہ خواجہ کمال الدین از جائے.....	۳۸۲-۲-۰۰
معلومہ بابت اشارہ ماہ از جولائی.....	۱۲۹۰۶-۳-۰۰
۱۹۱۵ء لغایت دسمبر ۱۹۱۵ء.....	۱۵۳۲۶-۱۲-۰۰
رضعتانہ از حضور نظام.....	۳۲۳۵-۱۵-۰۰
سفر خرچ از انجمن اے مختلفہ.....	۲۵۴-۰۰-۰۰
میزان کل ۳۲۸۰۸-۵-۰۰	میزان کل ۳۲۸۰۸-۵-۰۰

۱۔ ابتداء ۱۹۱۲ء میں میرے ایک عزیز دوست نے مجھے تیس پونڈ بطور امداد مشن اس شرط پر ولایت بھیجے تھے کہ لگو وکنگ مشن میں کبھی آئندہ گنجائش ہو تو یہ رقم ان کو واپس کر دیا جائے گا۔
 ۲۔ میں ناظر ان کو بھیجا گیا ۴۲ محصول اک اور لالہ ابو میں آج تک ان کو مانسہ بھیجا گیا
 ۳۔ اس میں دیا چار روپیہ کی کمی پیشی ہے۔ معطی صاحب کو بغرض تصحیح لکھا گیا۔ خواجہ کمال الدین

سادہ زرد۔ ایک ایجنٹ بغرض تبلیغ و اشاعت اغراض میں جو گزشتہ اکتوبر سے رکھا گیا اور میں خود۔ اتنے بڑے کام پر اس قدر قلیل عملہ اور پھر اس عمدہ پر بھی صرف ساٹھ پانصد روپیہ ماہوار کا خرچ۔ یہ آج کل کے حالات کے باعث اختیار نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں مدعملہ پر جو بیٹے خرچ دکھلایا ہے اس میں وہ رقم ماہواری بھی شامل ہے۔ جو میں اپنے ذاتی خرچ کے لیے لیتا ہوں لیکن اس کا بوجھ میں نے کسی قسم کے ذمہ داری پر یا زائد ادا دوش پر نہیں ڈالا۔ میں نے اپنی ذات کا خرچ بحیثیت ایڈیٹر اسلامک ریویو صرف اسلامک ریویو پر کتب حساب میں ڈلوایا ہے۔ ایسا ہی کچھ رقم بطور اداجو عمل میں سے ایک خالص بچے خادم مشن کو دینے بطور قرض حسنہ دی ہے۔ وہ بھی بیٹے اسلامک ریویو کی آمد میں سے دی ہے اور اس کا خرچ بھی اسلامک ریویو پر ڈالا ہے اسلئے کہ ان ہر دو رسالوں کے نفع نقصان کو میری ذات سے تعلق ہے۔ باقی اخراجات جو عملہ لاہور کے ہیں یا سفر خرچ یا اخراجات متفرقہ ہیں اون کا بیٹہ اردو رسالہ پر بیٹہ اسلامک ریویو پر اور بیٹہ دیگر اغراض پر ڈال دیا ہے۔ اور جو عملہ ولایت یا واپس قرض حسنہ کی رقم ہیں ان کو اسلامک ریویو اور دیگر اغراض پر نصف ڈال دیا ہے۔

یہ امور محض آمد و خرچ کو حساب کتاب کے باضابطہ شکل میں رکھنے کے لیے کیے گئے ہیں۔ والا جو عمل ہوا ہے وہ تو یہ ہے کہ جو کچھ منافع ہر دو رسالجات کا ہوا یا جو رقم مجھے ذاتی طور پر بطور وظیفہ یا رخصت نانہ بعض محسنوں سے ملی وہ سب کی سب بیٹے آمد مشن میں ڈال دی ہے۔ میں آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ایسا ہی کرنے کی توفیق دے۔

مسلم بھائیوں سے میری آخری اپیل

میں اب چند ہفتوں میں یہاں سے رخصت ہو کر ولایت جا بیٹھوں گا۔ دوران قیام ہندوستان میں میں نے ہر ایک قسم کا آرام چھوڑ کر مسلمان بھائیوں کو اس کار خیر کی اہمیت اور ضرورت سے آگاہ کیا۔ یہ مشن ایک حقیقت اور طاقت ہے۔ کوئی وہمی یا قیاسی امر نہیں۔ یہ مشن فطری حالات سے نکل کر واقعات اور عمل کا جامہ پہن چکا ہے۔ اس کے مفید اور یقینی طور پر کامیاب

ہو نہیں اب شہ نہیں دھا۔ اس امر سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا اور رسول کے احکام کے ماتحت ہمارے کل قومی کام ایک طرف اور یہ کام ایک طرف ہے۔ ہماری کل کی کل تحریکات پر اس مشن کو فوقیت ہے۔ چر کیا وجہ ہے کہ اسلامی خیرات و زکوٰۃ کے مصرف پر کل دیگر خیراتی کاموں پر اسے ترجیح نہ دیں۔ نقشہ آمد سے ظاہر ہوتا ہے کہ چودہ ہزار کے قریب روپیہ محض بطور ڈونیشن مسلمانان ہند سے اس سال آیا اور اُس سے جس قدر بھاری کام ہوا۔ وہ ظاہر ہے کیا مسئلہ ہیں جو تین تین ہزار کا خرچ ہے اور جس کے مقابل کسی ہزار و سالہ اردو و انگریزی بطور خریداری لوگوں کے گھروں میں بھی پہنچ چکا ہے۔ اس کے مقابل یہ کامیابی جو اس سال ہمیں ہوئی وہ کچھ کم ہوئی ہے کہیں میں اس کی نظیر دنیا بھر کی مذہبی تبلیغی کوششوں میں نظر نہیں آتی

لیکن اب تو میں ہندوستان سے چاہوں اور ممکن ہے کہ میری غیر حاضری بہت جلد کوئی ایسا قائم مقام میرا نہ پیدا ہو سکے جو شہر بشہر چکر کر مسلم مبائیوں کو اُن کے فرض کی طرف متوجہ کرے۔ تو پھر کیا بوسم جہانی بنے فرض کی طرف متوجہ نہ ہونگے۔

مسلمانان ہند اور یہ غفلت کو تھپوڑ دو۔ اس وقت کو ضمیمہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ کے کام تو ہرگز نہیں گئے لیکن مبارک وہ ہے جو اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹا دے۔ ہمارے مال جس دینت اور احتیاط سے منبج ہوئے ہیں وہ اس نقشہ سے مہرط بہر ہو چکے ہیں اور جس اثنا اور محبت سے کام کرنے والے لوگ تم کو مل گئے ہیں وہ بھی اس محط الرجال میں شاذ و نادر کا معاملہ ہے خدا تعالیٰ ہی اس امر کا شاہد ہے کہ مجھے ایام و کالت کے مقابل دو گنا کام روزانہ کرنا پڑتا ہے اور جو کچھ میں نے بطور وجہ کفایت لیا وہ میری آمدنی و کالت سے جو سالہ ۱۹۱۶ء میں مٹی کر دیا نہیں ہو نہیں سکتا۔ لیکن یہ کسی پر اسان ہیں۔ جہاں علی اللہ کا خوش کن مقولہ ہی ہمارے بیٹے راحت جان ہے۔ لیکن ہمارا اثنا کہیں کام آد بگا۔ اگر ہمارے پاس اور سامان نہ ہوں۔ اتھار ا کچھ ایسا کام کرو کہ یہ انگریزی سالہ دس ہزار تک مفت تقسیم ہو جاوے۔ اگر دس ہزار رسالہ تقسیم کرنے کے سامان کر دو۔ تو پھر اس کے منافع سے ہی دیگر اخراجات و کنگ عمل تکمیل گئے۔

یہ شروع سال ۱۹۱۶ء میں آپ کو ملنا ٹیپ کیا اور اردو رسالہ بھی اس کے شائع کیا کہ اسلے

منافع سے دو گنگ مشن چلے گا اگر یہ رسالہ دس ہزار خریداجا سکے تو میرے نزدیک موجودہ اخراجات کے لحاظ سے پچھرا خراجات دو گنگ مشن کے بکل جاتے ہیں +

اگرچہ یہ رسالہ میرا ہی شائع کردہ ہے۔ لیکن میری ہی غرض ہے کہ اس کے منافع سے اشاعت کے کام کو مدد کافی ملے۔ جیسے کہ گزشتہ سال کیا گیا۔ اس وقت اردو رسالہ کی تعداد اشاعت و دہ ہزار کے قریب ہے۔ اس اشاعت پر جو منافع ہوتا ہے وہ قطعاً مشن کے لئے کافی نہیں۔

اسی طرح انگریزی رسالہ کی اشاعت ابھی ڈیڑھ ہزار کے قریب ہے۔ یہ بھی بہت تھوڑی ہے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر مسلمان بھائی صرف پانچ ہزار تک انگریزی اور دس ہزار تک اردو رسالے

کو خرید لیں تو میں کسے اور امداد کا سر دست اُن سے مطالبہ نہیں کرتا۔ اور اگر مجھے خدا تو فیق دے تو میں اس کے منافع کو اسی کام پر خرچ کروں گا۔ ہاں جب تک یہ صورت نہ ہو

ان بزرگوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جنہوں نے دریا دلی سے گزشتہ سال اپنے مالوں سے مجھے مدد دی وہ اب بھی دیں۔ یہ مال وہ بالفاظِ قرآن کریم ایک تجارت پر لگاتے ہیں جس کا

منافع جو آخرت کو بالفاظِ ربی ملتا ہے وہ تو ضرور ملے گا۔ لیکن اس کا منافع تو دمِ نقد مل رہا ہے + خدا را غور کرو۔ یہ قوم امداد تو زیادہ تر مئی ۱۹۱۷ء سے پہلے مجھے وصول ہوئی تھیں۔ آج

اس پر ایک سال گزر گیا۔ فہرستِ ظاہر ہو گا کہ مئی ۱۹۱۷ء تک یادہ حصہ امداد کا اپنے دیا۔ آج مئی ۱۹۱۸ء ہے اب تین سال جو اس سال میں نتائجِ قرب ہونے وہ منافع کیا کچھ کم ہے۔ مسلمان بھائیوں خدا

کے اُس فضل کو دیکھو کہ جس غرض کے لیے جو کچھ تھوڑا بہت دیا وہ غرض پوری ہو گئی۔ پھر اس کے شکے ہیں کیا آپ کو مناسب نہیں کہ اور بہت کرو۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ مبارک مہینہ

زکوٰۃ و خیرات کا ہے +

تمہاری زکوٰۃ کا بہترین مصرف

دو گنگ مشن ہے۔ جاؤ قرآن کریم کو کھولو وہ بھی تمہیں ہی کہتا ہے۔ ہمارے مشن کی امداد کا ایک سہل طریق یہ ہے کہ تم ہمیں انگریزی رسالہ کی مفت تقسیم کے لیے امداد دو۔ اپنی طرف سے معتقد

رسالہ مفت تقسیم کرو۔ ایسا ہی انگلستان کی امداد کا فکر کرو۔ ہاں ایک آسان طریق امداد کا یہ ہے کہ خود رسالہ اردو یا انگریزی خریدو اور دوستوں میں اس کی خریداری بڑاؤ۔ گزشتہ سال میں

ہیں اردو رسالہ بہت سزاؤں چھپوانا پڑا۔ خیال تھا کہ خریداری بہت بڑھے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔
مختلن ماہ کے رسالجات زائد پڑے موجود ہیں۔ سو مینے یہ پسند کیا ہے کہ تمام گزشتہ رسالجات
کے آگے یہ ایبل ذمہ کر کے بطور نمونہ مسلم احباب کی خدمت میں بھیجوں۔ وہ اس سالہ کو بھیجیں
مختلف احباب کے پاس ۱۹۱۵ء کے مختلف مہینوں کے رسالے پہنچیں گے وہ اس کو شروع
سے ایشینک دیکھیں اور پڑھیں اور پھر اندازہ کریں کہ کیا ایسا قیمتی رسالہ محض اگر لٹریچر کے
طور پر ہی خریدا جاوے۔ تو چنداں گراں نہیں۔ چہ جائیکہ اس کا منافع ایک ہماری مش
کو چلا رہا ہے۔ اسی طرح جن دوستوں نے بہ سبب حالات خانہ۔ انگریزی رسالہ نریہ ناچھو
دیا ہے وہ اردو رسالہ ہی خرید کر عند اللہ ماجور ہوں۔

موجودہ خریداران کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو ہر دو رسالجات
کی اشاعت بڑھانے میں کوشش یلینغ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں +

فہرست زر عطیہ و امداد و کنگ مسلم مشن انگلستان ۱۹۱۵ء

۸	معرفت اسٹریٹ اللہ صاحب قیمت کتب	۸	سید محمد اشرف صاحب کوہاٹ
۹	خان فیض الدین خان صاحب حیدر آباد	۹	خان صاحب خوشدل خان صاحب کوہاٹ
۱۰	مردا اعلام سرور صاحب پشاور	۱۰	بابو معراج دین صاحب نائب تحصیلدار
۱۱	عظیم امیر علی صاحب پٹنہ	۱۱	عادل محمد اکبر خان صاحب ڈپٹی کمشنر
۱۲	جناب حامد اللہ خان صاحب کوہاٹ	۱۲	جناب محمد غدار خان صاحب
۱۳	سردار عبدالرحمن صاحب	۱۳	جناب فقیر ابوالحسن صاحب
۱۴	مقام حسین صاحب ٹیلیگراف کلرک	۱۴	ملک خدا بخش صاحب
۱۵	خان صاحب عبدالحمید خان صاحب سبج کوہاٹ	۱۵	قاری بنادر خیر محمد خان صاحب
۱۶	خان بہادر حق نواز خان صاحب	۱۶	شیخ عبدالعزیز صاحب سب انسپکٹر
۱۷	خان صاحب محمد جمیل خان صاحب	۱۷	امام بخش صاحب
۱۸	میاں مطیع الدین صاحب	۱۸	سردار محمد رفیع اللہ خان صاحب
۱۹	خان بہادر مولوی احمد دین صاحب	۱۹	محمد عبداللہ خان صاحب سٹریٹر
۲۰	مولوی محمد عالم صاحب سیکنڈ ماسٹر	۲۰	دوسرے محمد خان صاحب
۲۱	سردار احمد خان صاحب	۲۱	سکندر خان صاحب سب انسپکٹر

مکتبہ خدام محمد خان صاحب یوسل کشتربوں	سردار بہادر جناب محمد رمضان خان صاحب
آلو پیر بخش صاحب	آلو پیر بخش
شیخ اللہ بخش صاحب	علامہ رسول صاحب معرفت فقیہ اللہ صاحب
مولوی عبداللہادی صاحب	جناب سید فضل الرحمن صاحب وکیل بابت شہداء
محمد شمیم خان صاحب	مفتی محمد اسماعیل صاحب کابنور
امیر خان صاحب	حافظ ہدایت حسین صاحب
محمد رفیع خان صاحب امیری	عام چندہ ریز گاری جو جلسہ کابنور میں ہوا
شیخ قلیو الدین صاحب	چند و مولیٰ شدہ معرفت جناب فضل الرحمن صاحب
حاجی شیخ محمد بخش صاحب	جناب حسن بخش صاحب راولپنڈی
قاسمی عبدالغفور خان صاحب	شیخ خدا بخش صاحب بنوں
مفتی عبدالعزیز صاحب لطافی	خان صاحب سعد الدین نان صاحب پشاور
خان محمد خان صاحب	حافظ عبدالحکیم صاحب تاجر کابنور
قیص اللہ شاہ صاحب	مولوی شرف الدین صاحب
خان محمد یار خان صاحب	محمد حنیف صاحب
قاضی محمد حسن صاحب	عبدالکریم صاحب
علی محمد صاحب	نقد ریز گاری کابنور
جناب بابو محمد عبداللہ صاحب	جناب احمد حسین صاحب
سکین تمیل صاحب	یکم پیر محمد صاحبان خاندان سر مشیر حسین صاحب
مرزا سلطان خان صاحب	جناب ایڈیٹر صاحب الذکر کاصو
تاج محمد خان صاحب	معرفت جناب لطف اللہ خان صاحب بنوں
فیض محمد صاحب ستری	لا معلوم الاسم
شیر خان دتترشی گل محمد و امیر محمد صاحبان	جناب محمد اسلم صاحب مردان
معاذ اللہ خان صاحب رئیس	صفدر علی صاحب علیگڑہ قیمت کتب
ممتاز خان صاحب	جلال الدین صاحب سیالکوٹ
ملک محمد دوران خان صاحب	جناب محمد جان صاحب
مفتی محمد چند معرفت جناب دوست علی شاہ	شام دین صاحب کوسو

جناب دار الشیخ صاحب تمت کتب ۱۲	جناب ابو مولائش صاحب پوسٹ اسٹریٹس ۵
جناب یوسف خان صاحب ۱۴	منشی مہربخش صاحب ۵
جناب مرزا امام علی بیگ صاحب ۱۵	غلام حسین صاحب ٹیلر اسٹریٹ ۵
انجی عبداللہ خان صاحب قیمت کتب ۱۴	محمد رمضان خان صاحب ۵
عبدالوحید صاحب اجیر ۶	عبداللہ خان صاحب ۵
سناپ سید معز الدین صاحب ۱۵	سینج لاث صاحب ۵
صاحبزادہ جناب عبدالقیوم صاحب پشاور ۱۵	منشی بخش صاحب ٹیلر اسٹریٹ ۵
جناب سید امیر حسن صاحب بارس ۱۵	غیر ذوالدین صاحب ۵
جناب مرزا فیاض الدین صاحب ۱۵	علی بخش صاحب ۵
مرزا شمس الدین صاحب ۱۵	نور محمد صاحب ۵
رفیع الدین صاحب ۱۵	زمان شاہ صاحب ۵
شاہ میر عالم صاحب ۱۵	مولائش صاحب ۵
عبدالواحد صاحب دیکل ۱۵	نور مصطفیٰ صاحب ۱۴
ضیاء الدین صاحب الیکٹریسیٹ آفس ۱۵	زمان علی صاحب ۱۵
رقوم ذیل معرفت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ۱۵	نقصو صاحب ۱۵
جناب موہنی ظفر حسین صاحب ۱۵	جمال الدین صاحب ۱۵
عالمگیر خان صاحب ۱۵	اللہ دتا صاحب ۱۵
سید مومن صاحب ۱۵	غلام غوث صاحب ۱۵
خان روش دین خان صاحب ۱۵	فضل الہی صاحب ۱۵
محمد حیات خان صاحب ۱۵	غلام محمد صاحب ۱۵
منشی امیر حسین صاحب ۱۵	گل ستار خان صاحب ۱۵
منشی عبدالواحد صاحب ۱۵	محبوب اللہ خان صاحب ۱۵
منشی نصیر الدین صاحب ۱۵	نور محمد صاحب ۱۵
دادہ ولی محمد خان صاحب ۱۵	محمد الدین صاحب ۱۵
خان بانی گل خان صاحب ۱۵	مہر عبدالعزیز صاحب ۱۵
تفصیل رقم از چھارنی ہند ۱۵	رمضان خان صاحب بھرہ ۱۵

جناب شیر علی خان صاحب	۱	جناب مظفر امام صاحب مصنف غازی پور	۱۰
محمد شاہنشاہ صاحب	۲	سب رہبر صاحب بطور دعوت	۱۱
قاضی اسماء اللہ صاحب	۳	مرزا نظیر الدین صاحب	۱۲
کریم بخش صاحب	۴	ولی الدین صاحب خدا بخش بائگی پور	۱۳
بابو خدا بخش صاحب	۵	عاجی عبدالرحمن صاحب	۱۴
فضل احمد صاحب	۶	سید علی صاحب	۱۵
بابو کالے خان صاحب	۷	مدنی علی صاحب	۱۶
بابو اللہ بخش صاحب	۸	لامعلوم الاسم	۱۷
بابو اللہ دتا صاحب	۹	چندہ معرفت جناب خواجہ محمد سہیل صاحب دیکل بائگی پور	۱۸
مثنی جلال الدین صاحب	۱۰	جناب خواجہ محمد سہیل صاحب دیکل بائگی پور	۱۹
شیخ خدا بخش صاحب	۱۱	مشر مظفر الحق صاحب بیرسر	۲۰
حبیب بخش صاحب	۱۲	غلام نظام الدین صاحب	۲۱
مفتی معرفت جناب خدا بخش صاحب	۱۳	ابو انجیہ صاحب	۲۲
جناب غلام محی الدین صاحب سرگودہ	۱۴	شیخ رحیم بخش صاحب	۲۳
فضل قادر صاحب لائل پور	۱۵	ڈاکٹر عبدالغفور صاحب	۲۴
انوار الحق صاحب	۱۶	جوان بخت صاحب	۲۵
مسلم دین صاحب	۱۷	عبد اللہ صاحب	۲۶
ازخان جناب شیخ محمد حسین صاحب غازی پور	۱۸	ذکی الدین صاحب بجنور	۲۷
جناب فضل حسین صاحب زینتدار	۱۹	یوسف شاہ صاحب میجر سرینگر قیمت کتب	۲۸
مولوی محمد ظہور صاحب غازی پور	۲۰	غلام محمد صاحب	۲۹
شیخ نور الدین صاحب	۲۱	محمد قاسم صاحب الد آباد	۳۰
چوہدری بدر الدین صاحب آگرہ	۲۲	محمد اسحاق صاحب	۳۱
مولوی کریم اللہ صاحب دیکل بی بی	۲۳	فرید الدین صاحب	۳۲
ابن باری غازی پور	۲۴	قیمت بابت کتب	۳۳
بی بی اسے احمد صاحب	۲۵	محمد مظاہر حسین صاحب گلزار باغ پٹنہ	۳۴
ایم احمد صاحب	۲۶	نیا زائدہ صاحب	۳۵
عاجی بشیر خاں صاحب غازی پور	۲۷	قیمت کتب	۳۶

جناب شیر علی خان صاحب غازی پور ۱
محمد شاہنشاہ صاحب ۲
قاضی اسماء اللہ صاحب ۳
کریم بخش صاحب ۴
بابو خدا بخش صاحب ۵
فضل احمد صاحب ۶
بابو کالے خان صاحب ۷
بابو اللہ بخش صاحب ۸
بابو اللہ دتا صاحب ۹
مثنی جلال الدین صاحب ۱۰
شیخ خدا بخش صاحب ۱۱
حبیب بخش صاحب ۱۲
مفتی معرفت جناب خدا بخش صاحب ۱۳
جناب غلام محی الدین صاحب سرگودہ ۱۴
فضل قادر صاحب لائل پور ۱۵
انوار الحق صاحب ۱۶
مسلم دین صاحب ۱۷
ازخان جناب شیخ محمد حسین صاحب غازی پور ۱۸
جناب فضل حسین صاحب زینتدار ۱۹
مولوی محمد ظہور صاحب غازی پور ۲۰
شیخ نور الدین صاحب ۲۱
چوہدری بدر الدین صاحب آگرہ ۲۲
مولوی کریم اللہ صاحب دیکل بی بی ۲۳
ابن باری غازی پور ۲۴
بی بی اسے احمد صاحب ۲۵
ایم احمد صاحب ۲۶
عاجی بشیر خاں صاحب غازی پور ۲۷

جنتاب صندری علی صاحب سراج الحق صاحب ۲۰	قیمت کتب ۵۰
۲۱ شیخ محمد کمال صاحب قیمت کتب ۵۰	جنتاب احمد خان صاحب نسوری ۵۰
۲۲ سید فضل علی صاحب چیمبرہ ۵۰	۲۳ نواب سرفراز حسین خان صاحب باگی پورہ ۵۰
۲۴ امام الدین صاحب عیسیٰ خیل ۵۰	۲۴ عبدالعزیز صاحب ۵۰
۲۵ امام حسین صاحب معرفت امام زین العابدین ۵۰	۲۵ سید صالح حسین صاحب چیمبرہ ۵۰
۲۶ صدیق احمد صاحب کیرٹری محمد غلام دین کھنڈو ۵۰	۲۶ نامہ صدیق صاحب گورکھ پورہ ۵۰
۲۷ غلام حسین صاحب کیرٹری کھنڈو ۵۰	۲۷ غلام رسول صاحب ۵۰
۲۸ معرفت مرزا حیدر گیک صاحب دیکل خونیہ سار ۵۰	۲۸ محمد رحیم بخش صاحب احمدی ۵۰
۲۹ جنتاب خان بادیہ مقبول عالم صاحب بتا رس ۵۰	۲۹ سید ولایت علی شاہ صاحب سبز پوش ۵۰
۳۰ احسن الدین صاحب ۵۰	۳۰ مکیم برہم صاحب ایڈیٹر مشرق ۵۰
۳۱ معلوم الامم معرفت نواب شادیو جنگ بادیہ عالم ۵۰	۳۱ قاضی بخش حسین صاحب منصف بلیا ۵۰
۳۲ اسماء معلوم ۵۰	۳۲ محمد عمر خان صاحب محتار بستی ۵۰
۳۳ جنتاب مقصود علی صاحب گیش پورہ ۵۰	۳۳ مولوی شمس الحسن صاحب ۵۰
۳۴ عطاء الرحمن صاحب ۵۰	۳۴ مشرانو علی صاحب پیر ستر ۵۰
۳۵ حکیم عبد الرشید صاحب لکھنؤ ۵۰	۳۵ سید مجتبیٰ حسین صاحب دیکل ۵۰
۳۶ صادق حسین صاحب ۵۰	۳۶ مولوی سید الفتح صاحب محتار ۵۰
۳۷ فضل احمد صاحب ۵۰	۳۷ مشر محمد نسیم صاحب دیکل لکھنؤ ۵۰
۳۸ محمد معین الدین صاحب لکھنؤ قیمت کتب ۵۰	۳۸ سید وزیر حسین صاحب ۵۰
۳۹ محمد قمر الدین صاحب پٹنہ ۵۰	۳۹ مرزا حسین اللہ صاحب پیر ستر لکھنؤ ۵۰
۴۰ محمد انقی صاحب ۵۰	۴۰ فرزند علی صاحب دیکل لکھنؤ ۵۰
۴۱ محمد امیر صاحب ۵۰	۴۱ نواب علی حسن خان صاحب بھوپال ۵۰
۴۲ محمد عبداللہ صاحب ۵۰	۴۲ سادق عبدالرزاق صاحب لکھنؤ ۵۰
۴۳ محمد ابراہیم صاحب ۵۰	۴۳ جنتاب معرفت جنتاب ممتاز حسین صاحب پیر ستر ۵۰
۴۴ محمد اقبال صاحب ۵۰	۴۴ جوبلدہ بادیہ دینی قیصری بانی لکھنؤ ۵۰
۴۵ شیخ فضل الرحمن صاحب ۵۰	۴۵ عبداللہ رقوم بالا بر موقوفہ ۵۰
۴۶ غلام نبی صاحب ۵۰	۴۶ مولوی محمد جعفر صاحب چیمبرہ ۵۰
۴۷ نواب بیگ صاحب دیکل خونیہ ۵۰	۴۷ امام بخش صاحب اڈنوں ۵۰
۴۸ محمد بخش صاحب دیکل خونیہ ۵۰	

۴۸ مشر ممتاز حسین صاحب پیر ستر لکھنؤ ۵۰
 ۴۹ جنتاب مولوی جمال الدین صاحب ۵۰

جناب عبد المجید صاحب کانپور	۸	جناب امیر حسن صاحب پٹنہ	۸
ایم عبدالکرم صاحب پٹنہ	۱۱	مولوی محمد یعقوب صاحب	۱۱
محمد فاضل علی صاحب لکھنؤ	۱۲	خواجہ بشیر الدین صاحب	۱۲
مسٹر سیگو	۱۳
نصرت علی صاحب لکھنؤ	۱۴	جناب حبیب اللہ صاحب کلکتہ	۱۳
عبدالرؤف صاحب	۱۵	جناب محمد شفیع صاحب قانونگو بذریعہ محمد زکریا صاحب	۱۴
احسان اللہ صاحب پٹنہ	۱۶	مسٹر تاج الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر	۱۵
شمس الدین صاحب جوینور	۱۷	جناب محمد امجد صاحب وکیل کیمبل پور	۱۶
دلی محمد صاحب بنارس	۱۸	جناب عبد المجید صاحب پشاور	۱۷
محمد خالق صاحب فیض آباد	۱۹	جناب سید احمد حسین صاحب گیا	۱۸
رجیم بخش صاحب	۲۰	پناب خواجہ بشیر الدین صاحب	۱۹
شیخ امیر الدین صاحب	۲۱	معلوم الاسم قیمت کمال از حیدر آباد	۲۰
محمد شفیع صاحب	۲۲	جناب محمد صغیر صاحب	۲۱
محمد زکریا صاحب مہاراج گنج	۲۳	جناب محمد منظور الہی صاحب لاہور احمدیہ بڈنگس	۲۲
نظام الدین صاحب جوینور	۲۴	بابت ام الائمہ	۲۳
عثمان احمد صاحب	۲۵	جناب سیف الرحمن صاحب پشاور	۲۴
محمد حفیظ اللہ صاحب بنارس	۲۶	جناب الف دین صاحب وکیل کیمبل پور	۲۵
محمد دستگیر صاحب میسور	۲۷	نعت صفدر جنگ صاحب امرتسر	۲۶
عزیز الدین صاحب مدراس	۲۸	محمد اسماعیل صاحب	۲۷
بابو عبدالرحمن صاحب ادوتی	۲۹	جناب مولوی عزیز بخش صاحب	۲۸
محمد حسین صاحب مدراس	۳۰	عبدالرحیم صاحب پشاور	۲۹
محمد نصیر اللہ صاحب	۳۱	محمد بکین صاحب مظفر گڑھ	۳۰
شمس الدین صاحب بنارس	۳۲	محمد احمد صاحب کانپور	۳۱
ایم ایم ڈاکٹر خان صاحب ڈاکہ	۳۳	محمد حامد اللہ صاحب دہلی	۳۲
محمد ریشاہ صاحب مدراس	۳۴	فضل الرحمن صاحب کانپور	۳۳
جناب ایم حفیظ اللہ صاحب کلکتہ	۳۵	امتیاز علی صاحب فیض آباد	۳۴

جناب سید بشیر الدین صاحب جزی میں جو نیل کتب
 شیخ عزیز الدین صاحب راجہ دہلی
 خواجہ احمد صاحب
 حاجی عبدالغفور صاحب
 فضل خان صاحب ناظم
 حافظ محمد سحاق صاحب
 محمد حیات صاحب
 ملک جناب محمد اعظم صاحب
 عبدالاکرم صاحب پور
 عبدالاحد صاحب غلہ
 غلام اکبر صاحب
 شیخ صاحب نور
 عبدالخلیل صاحب
 غلام محمد صاحب
 محمد محسن صاحب حیدر آباد
 شکر اللہ صاحب فیض آباد
 محمد حسین صاحب علی گڑھ
 یکت اللہ صاحب ملوہ
 سلیمان بیگ صاحب
 عبداللہ خان صاحب سرگودھ
 محمد شفیع صاحب فیض آباد
 امیر احمد صاحب
 مولوی مومن حسین صاحب حیدر آباد
 روشن من اللہ صاحب
 نادر یار شاہ صاحب
 حبیب اللہ صاحب

جناب عبداللہ صاحب
 حمید غلام مصطفیٰ صاحب علی گڑھ
 جناب محمد رفیق صاحب مدینہ
 جناب مدیح الزمان صاحب غازی پور
 محمد زین الدین صاحب
 ایڈیٹر صاحب الفاروق
 محمد امین صاحب فیض آباد
 ڈاکٹر شامت صاحب کتب
 شیخ احمد صاحب پٹنہ
 ملک بابت کتب
 غلام حسین صاحب شہر شاہ
 بیگم صاحبہ صفد علی صاحبہ
 شیر محمد صاحب موگا
 آنریری سیکرٹری احمد نگر
 بی و سنگھ میٹھ
 قیمت کتب مختلفہ
 قیمت کتب معرفت ماسٹر فیضان اللہ صاحب
 جناب عبدالقادر صاحب دھلی
 جناب غلام جعفر خان صاحب
 خلیفہ محمد صادق صاحب رانی پور
 محمد صادق صاحب
 فخر محمد صاحب سلطان پور
 محمد وکیل صاحب
 امیر حسین صاحب گیارہ
 چندہ حکیم اعلیٰ خان صاحب کی وساطت سے
 قبول ہوئے فتنل دہلی میں درج ہے :-

صاحب عبدالقادر صاحب مسور	صاحب محمد رافت اللہ صاحب گورکھپور
عبدالمجید صاحب بنگال قیمت شریف	محمد خیریت صاحب قیمت کتب
شاہ محمد صاحب	دایسی رقم
میر حسن صاحب ٹکور	صاحب سید عبدالعزیز صاحب بنگلور
بشیر احمد الدین صاحب احمد علی گڑھ	فضل الرحمن صاحب
ایم جان صاحب - پٹنہ	ذریعہ محمد صاحب - کوئٹہ
محمد یعقوب صاحب مراد آباد	سید خراج اراجن جوینور
عبد المجید صاحب بدودنگ	انجمن رتاکٹہ
تاج الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر ڈھول	میران مارو

یہ فہرست اس امداد کی ہے جو اسلام سے دور کھیل والے اصحاب نے اس مشن کیلئے جو امداد حیدر آباد کے نیکو دل اصحاب نے کی وہ ان کے معنی پر درج ہے ہر دو ملائیں کثرت سے وہ رقم میں جو خالص خدمت انشاعت ریویو کے لینے بچھ موصول ہوئیں۔ یہ بے نزدیک نسبت اور یہ بچھ درمیان ہوتیں امداد کی بدولت کی ہیں۔ جیسے کہ جسٹس امد سے اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن اس سال میں دیکھو اخراجات جو کنگ بڑھتے دیکھ کر ہر ایک قسم کی امداد کو ایک جگہ فرستنا مندرجہ میں جمع کر دیا ہے۔ اور بقیہ کو قیمت خریداری رسالجات میں رکھا ہے بلکہ امداد میں سے بعض کتب کی قیمت ڈیڑھ صدر پر پیسے قریب اور صرف اس قدر رسالجات اردو انگریزی کی قیمت مٹا کر کے جو بعض معنی صاحبان کی خدمت میں جانے ہیں۔ اور جو چھ سات صد روپہ ہوگی باقی کل کی کل امداد میں کھلا دی ہے اور جو چھ وہ ہزار سے اوپر ہوتی ہے۔ ہاں میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ اگر رسالجات کی آمد و خرچ کا حساب الگ الگ کیا جاوے۔ اور منافع نکالا جاوے تو چہرہ آسانی سے نظر آسکتا ہو کہ کیا دیا یا پختہ کر کے درمیان رقم اس مشن کو انگریزی اردو رسالہ کے فنڈ سے ملی ہے۔ اور اس امر کے لیے میں خدا تعالیٰ کا ہوں لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایسا کیسے کی توفیق دی اور میں نہایت بخیر و صلاح سے جناب باری میں دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی مجھے ایسا کیسے کی توفیق دے کہ میں نیکو رسالجات کے منافع کو اس کام پر لگا دیا کروں اور خدا وہ دن بھی مجھے پزل دے کہ میں ان رسالجات کی ایڈیٹری کا بھی معاد منہ لوں اور ان کی کل کی کل امداد اس مشن کو نہ کر میں آمین

فہرست زراعت اور از جہد رآباد و کن

بہ سکہ انگریزی	بہ سکہ عالی
عالمیناب نواب سالار جنگ بہادر	از نظام کلکتہ بار اول
عالمیناب ہمارا جہد سرزنش پر شاد بہادر	چنانچہ سرسید محمود صاحب
عالمیناب نواب فیاض الدولہ صاحب بہادر	چنانچہ مسز نواب عماد الملک بہادر
عالمیناب مشرعیہ گری صاحب	انجمن خواتین اسلام بلوہ جہد رآباد
عالمیناب ممتاز یار الدولہ بہادر	عالمیناب نواب بشیر جنگ بہادر
عالمیناب مسز الما لطیفی صاحبہ	معرفت جناب ڈاکٹر فقیہ الدین صاحب
نیاں صلاح الدین صاحب عزیز نواب	جناب ہاشم معز الدین صاحب
حاکم الدولہ صاحب بہادر مرحوم	عالمیناب نواب بہرام الدولہ بہادر
جناب میر عظیم اللہ شاہ صاحب	الاعلوم الاسلام صاحب برائش پرنسپل
جناب کشتان فرحت علی صاحب	سیٹھ محمد موسیٰ صاحب سکندر آباد
جناب عنایت علی صاحب	جناب مولوی عبدالعلی صاحب وکیل بابت فوت
جناب مسز نصیر الدین تیموری صاحبہ	جناب غازی الدین احمد صاحب
جناب سید معظم علی صاحب	جناب شجاع الدین جید جی صاحب
جناب مولوی حمید الدین صاحب	از نظام کلکتہ بار دوم
جناب محمد اکرام حسین صاحب	نواب میر محمد علی صاحب بہادر
جناب مولوی غازی الدین صاحب	نواب میر الدولہ صاحب بہادر
عالمیناب مشرعیہ صاحبہ	مولوی غلام محمد صاحب
نواب عزیز جنگ بہادر	نواب میر فرید علی صاحب
میرزا اللہ ظفر صاحب	جناب محمد عبد المجار صاحب
نظام کلکتہ بار سوم	نواب سجاد جنگ صاحب
تفصیل سکہ عالی جو دفتر کلکتہ سے آئی وہ جہد	میزان
مولوی عبدالباقر صاحب	پانی ۱۹۰۱ء
نواب عزیز یار جنگ بہادر	پانی ۱۹۰۲ء

اس کی تفصیل دفتر کلکتہ سے دریا نصیحت کی گئی ہے
جو آنے پر درجہ رسالہ کی جاوے گی +

کتاب مذکور سے اور چند بھی نسخہ میں وصوا	۱۰	نائب مرزا افران علی صاحب	۱۰
ہو، جو اس حساب ۱۹۱۶ء میں شامل نہیں کیا لیکن	۱۱	مولوی میر احمد علی صاحب	۱۱
اس کی تفصیل بیان دی جاتی ہے۔	۱۲	مولوی حامد حسین صاحب	۱۲
بار چارم بہادر دہری ۱۹۱۶ء پر سکے انگریزی مارکہ	۱۳	ڈاکٹر عبدالحی صاحب	۱۳
بہ تفصیل ذیل:- مولوی سید زین العابدین صاحب	۱۴	مولوی غلام محمد صاحب تعلّق دار	۱۴
صاحب بلگرامی	۱۵	مولوی قاسم الدین صاحب	۱۵
مولوی بر فیض الرحمن صاحب بلگرامی	۱۶	مولوی غلام محی الدین صاحب	۱۶
مولوی سید محمد حسن صاحب	۱۷	پروایب سردار یار جنگ بہادر	۱۷
مولوی ابو محمد صاحب	۱۸	نواب نظیر جنگ بہادر	۱۸
مولوی حواجہ شجاعت اللہ صاحب	۱۹	مولوی غلام قادر صاحب گرامی	۱۹
بحث اربار سوم میزان	۲۰	مولوی سید احمد صاحب محاسب صدر	۲۰
جو پر سکے انگریزی	۲۱	میزان لعل مارہہ پر سکے انگریزی سارہ	۲۱
منی آرڈر	۲۲	بہ تفصیل ذیل:- منی آرڈر سارہ	۲۲
فیس منی آرڈر	۲۳	فیس منی آرڈر	۲۳
بہ قبضہ کلکب	۲۴	بہ قبضہ کلکب	۲۴

رقم حیدر آباد میں سے صرف اربع رسالجات اردوہ انگریزی کی قیمت بہ بعض عطا کنندگان امداد کے نام پہنچے ہیں اور اس فہرست میں بعض اصحاب کی تو قیمت رسالہ ہی ہے۔ منہا کر کے باقی کل رقم تحفہ بالابلان بہ امداد حیدر آباد لکھلا دی ہے۔ عالیجناب ماراجہ سرکرشن صاحب بہادر نے علاوہ مالی امداد میں کئے ایک بیش بہا خلعت میری ذات کے لیے بھی عطا کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزا خیر دے اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی طو سے علاوہ ان اشفاق کرمانہ و مراحم حسروانہ کے جو انھوں نے میرے قیام حیدر آباد میں مجھے پر مبذول فرمائی، انھوں نے ایک ہزار روپیہ کھلا بطور رخصت مجھے عنایت فرمایا۔ آپ نے خاص محل شاہی میں اپنے حضور میرا لیکر کرایا۔ اور لیکھوسن کر اچھا رچو شہودی میں دو صد روپیہ کھلا رہا ہوا۔ ہی کا منصب میرے لیے منظور فرمایا۔ جو تبلیغ لکچر ہے جاری ہوئے اور اس کا عملدرآمد ۱۹۱۶ء میں ہوا۔ اس موقع پر میں حضور صاحب بزرگان حیدر آباد کا خاص طور پر شکر گزار ہوں۔ مجھے وہاں کے اصحاب میں ایک خاص زندگی ایک خاص محبت اسلام ایک خاص خلوص قومی و عزم نظر آیا۔ میں نے وہاں کی بعض خواتین کو اور علاقوں کے فرقہ و کار سے بہتر پایا۔ ہر ایک و منبع شریف نے میری ساتھ جو سلوک کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی ان کو دے۔ آمین تم آمین۔

کوئی طریق مراعات بزرگانِ حیدر آباد نے میرے ساتھ نہیں چھوڑا امداد کی رو سے بھی کافی گریہ
مسلم برادران ہند کے مقابل صرف ایک بلدہ حیدر آباد کے مسلمانوں نے نہایت دیرپا دلی
سے اس مسلم مشن کی امداد کی۔ اگر ایک اس بلدہ کے بزرگ اس طرف توجہ کر لیں تو دو گنا
مشن بہت حد تک مالی مشکلات سے بچ جاتا ہے۔

مجھے اخیر میں علی الخصوص مسز سر جینی ٹاڈوکا اس لئے شکر یہ ادا کرنا ہے۔ کہ آپ نے
ایک غیر مسلم کی حیثیت میں میرے ساتھ ایک مسلم کا سلوک کیا۔ میرا کوئی ہی یکپہلو ہو گا
میں میں آپ موجود نہ تھیں۔ میرے مشن سے آپ کو از حد دلچسپی ہے۔ آپ نے اسکی مالی
امداد کا بھی بوجھ احسن انتظام کیا۔ یہ آپ کی ہی تجویز تھی کہ ایک تھی لیٹر میں بذریعہ
ٹیکٹ کے میرا لیکچر ہوا جو از حد کامیاب ہوا۔ اس کی آمد جمع ہونے کے بعد ۱۹۱۶ء میں
بذریعہ نواب ضدیو جنگ بہادر مجھے ملی جو ۱۹۱۶ء کے حساب میں درج کی گئی +

حضرت مسیح کا مذہب کیا تھا۔

قد جدید میں بعض ایسی عبارتیں ہیں جن سے حضرت مسیح علیہ السلام کا مذہب صاف طور سے
ظاہر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر میں یوحنا بابٹ کا وادیش کر تا ہوں۔ جہاں اس مقدس معلم
کے سخت اضطراب اور گریہ اندیشہ کا ذکر ہے جو آپ کو ایسے خطرناک دکھ اور مصیبت کے وارو
ہونے پر لاحق ہوا۔ جناب مسیحؑ کو اپنی سلامتی کے اندیشہ سے اپنی مشن کے صحیح مفہوم کا فکر سبھ
کلم نہ تھا۔ چنانچہ دیگر انبیاء کی طرح آپ نے بھی دین کی بنیاد کو تمام چیزوں پر مقدم رکھا جب موت
آپ کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ اس وقت آپ کے دل و دماغ میں کس چیز کا غلبہ
تھا۔ ہاں اسی دین حقہ کا جس کی اشاعت کے واسطے آپ مامور کیے گئے تھے۔ وہ تعزلاً باسداقت
ہے جسے آپ نے اپنی گرفتاری کے وقت اعلان فرمایا۔ اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ دوسرے
انجیل کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیج دیا ہے جانیں۔ ملاحظہ ہو یوحنا

کی انجیل باب ۳ آیت ۲

یہی ایک سچی تعلیم تھی اور یہی جناب مسیح علیہ السلام کا دین تھا۔ یہ آپ کو یقین تھا اور اسی کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ کہ ہمیشہ کی زندگی خدا تعالیٰ کے سچے تصور کا نام ہے اور اسی سے اعمال صالح کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ”و احد ہے خدا کے علم“ کو ہمیشہ کی زندگی سے مطابقت دی ہے۔ کیونکہ اول الذکر موخر الذکر کے لیے لازمی ہے۔ الغرض مسئلہ توحید یا رب تعالیٰ پر آپ نے سخت روز دیا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی یعنی اس اور آئندہ کی راحت و آرام کی زندگی بطرح کی ایک آرزو ہوتی ہے۔ اور اس وقت جب جناب مسیح نے یہ سمجھا کہ اب میرا وقت قریب آ گیا تو آپ نے اپنے لوگوں کو واضح طور سے بتلادیا کہ سطح ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے صاف اور متن الفاظ میں بتلایا کہ اکیلے سچے خدا پر ایمان رکھنا چاہیے۔

اسی باب کی ستر سطروں آیت میں مذکور ہے ”انھیں اپنی سچائی سے پاک کر تیرا کلام سچائی ہے۔“ پھر چھ بیسویں آیت میں اس طرح آیا ہے ”اور میں تیرا نام اُن پر ظاہر کیا۔ اور ظاہر کر دینگا“ تاکہ وہ پیار جس سے تو نے مجھے پیار کیا ہے ان میں ہو اور میں اُن میں ہوں چھٹی آیت میں بھی لکھا ہے کہ ”میں تیرے نام کو اُن آدمیوں پر ظاہر کیا ہے“ متی اور لوقا نے بھی اسی تعلیم کو جناب مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس سوال پر کہ ”اے استاد شرع میں بڑا حکم کون ہے“ مندرجہ ذیل اہم جواب دیا گیا ہے۔

”یہ یسوع نے اُس سے کہا خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر۔ پہلا اور بڑا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اُس کے مانند ہے۔ کہ تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو۔ انھیں دو احکام پر ساری شرع اور سب انبیاء کی باتیں موقوف ہیں“ (متی باب ۲۲ آیت ۳۷ تا ۴۰)۔

یہ تعلیم جو صاف اور پُر زور الفاظ میں پیش کی گئی ہے۔ ہمہ اقسام کے مشرکانہ خیالات اور مسئلہ تفلیٹ کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ اگر ہم واحد خدا کی اپنی ساری دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے عبادت کریں تو پھر کسی دوسرے معبود کی گنجائش نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں صداقت قطعی اور تمام ہے۔ انجیل تمام انبیاء نے صداقت کے علاوہ کچھ بھی تعلیم نہیں کی۔ اب

اس امر سے کہ جناب مسیح کی وہی تعلیمات تھیں جو دیگر انبیاء نے دیں۔ آپ کی مشن کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ جو طرزِ دلیل آپ نے اختیار کی۔ اُس سے صرف یہی ثابت کرنا مقصود نہ تھا۔ کہ مجلہ انبیاء کی بعثت کا مدعا تو حید الہی تھا۔ بلکہ آپ نے یہ بھی بتانا چاہا کہ بقول یہود آپ مکار نہ تھے بلکہ آپ ایک سچے رسول تھے۔ خدا تعالیٰ کی توفیق کا اعلان کرنے کے بعد جناب مسیح نے اپنے نام کے ساتھ الفاظ "جسے اُنہوں نے بھیجا" لیا دیے تاکہ پیروؤں کو یہ معلوم ہو کہ آپ خدا تعالیٰ کے ایک بھولے ہوئے معبود + ہندوستان میں کرشن اور رنجندر خدا مانے جاتے ہیں نہ کہ خدا کے بیٹے۔ بدھ بھی ایک معصوم ذات سمجھا جاتا ہے +

برہمنی سے جناب مسیح کے پیروؤں نے بھی آپ کی آخری ہدایت کو ترک نہ کر کے آپ کو مہنوبنا لیا۔ اُنکے اس فعل پر آپ کی روح کو کس قدر صدمہ پہنچا ہو گا۔ کیونکہ آپ کے اعلان کرنے کے لئے کہ میں خدا کا ایک رسول ہوں۔ کس قدر تکلیفیں اور عذاب برداشت کئے۔ بہ حال جو کچھ آپ نے بردہ رہا ہے آپ اُس سے بری الذمہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنا کام بحسن و خوبی انجام دیا۔ بلاشبہ آپ کو پیچھے سے یہ گمان تھا کہ آپ کے پیرو اصلیت سے دور جا پڑیں گے کیونکہ آپ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے "جب تک کہ میں اُن کے ساتھ دنیا میں تھا۔ تب تک میں نے تیرے نام سے ان کی حفاظت کی" (یوحنا باب ۱۷) + حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو خوش کرنے کا اب صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جو تعلیم آپ نے دی اُس پر ایمان قائم ہو۔ چنانچہ یوحنا باب ۱۷ آیت ۳ میں مرقوم ہے۔ جس کا خدا ہم پر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اسکے ایک رسول ہیں +

اسی قسم کی تدبیر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی ہو جانے کی کوئی بھی گنجائش نہیں رکھی اور مگر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اسلام کا جو پرکھ دیا۔ جسے روزِ مرہ ایک علم بچہ۔ مرد۔ عورت۔ اعلیٰ اولیٰ۔ مشرقی مغربی و دروگر رہتا ہے۔ اور یہ کلمہ ہمیشہ یاد دلاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش ہرگز نہ کی جائے۔ بلکہ آپ کو خدا تعالیٰ کا رسول سمجھنا چاہیئے اور صرف واحد خدا کی عبادت کرنی چاہیئے جس کی تسلیم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے نہیں دی بلکہ تمام انبیاء نے دی +

آخرت اشتہارات

رسالہ اشاعت اسلام کا دائرہ اشاعت ایک سال کے فیصل عرصہ کے اندر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو ہزار سے متجاوز کر گیا ہے۔ ہمیں امید و اتق ہے کہ بڑی غفلت سے اس کا دائرہ اشاعت دس ہزار ہو جاوے گا۔ مشترکین کے لئے اپنے اشتہاروں کرانے کا اس سے بڑھ کر نادر موقع اور کوئی نہیں ہو سکتا +

میں ہر سال

انداز صفحہ	ایک بار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
چوتھا	۴	۱۲	۲۴	۹۶
نصف	۸	۲۴	۴۸	۱۹۲
پورا	۱۶	۴۸	۹۶	۳۸۴

نوٹ:۔ باقی امداد خط و کتابت سے ملے ہو سکتے ہیں +

ست سلاجیت ہومیائی

مُفَوِّیٰ اَعْضَاہِ۔ معدہ و دیگر اعضائے رُس کو نفیث دیتا ہے۔ بدن میں چربی پیدا کرتا ہے۔ انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل بہ کم قیمت مفور وائی دماغی کام کرنے والوں کے لئے بہت عینہ ثابت ہوئی ہے۔ کام کے بعد تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکیر البدن کھا جائے تو مبالغہ نہیں۔ تبت و گلگت کے پہاڑوں سے سلاجیت منگوا کر بت طیار کیا جاتا ہے۔ در و درم رکام ریش کھانسی کو رفع کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کے لئے تو تسکینی علاج ہے۔ ہر موسم میں مرد و زن۔ ضعیف بچہ بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی تولہ جو قریباً تین روپے کے لئے کافی ہے (دھرم ٹوٹ)۔ قیمت واپس اگر نالیں نہ ہو + ترکیبِ تعلیل صبح یا شام دودھ کے ساتھ ایک پی یا ڈیزد رتی + المشہقہ کارخانہ ست سلاجیت۔ احمدیہ بلڈنگس۔ نولکھا بلا ہو

النبوة في الاسلام

فاضل اہل حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے لاجواب تصنیف جس میں آپ نے نہ صرف احمدی جماعت کے حصہ خیال کی اصلاح فرمانے کی طرف توجہ کی ہے۔ بلکہ اس لاجواب کتاب میں اعلیٰ سے اعلیٰ اصول اور دلائل قائم کر کے عقلیہ رنگ میں ثابت کیا کہ آنحضرت صلعہ پر نبوت کا دروازہ ختم ہو گیا۔ یہ کتاب فریق بحث کے علاوہ ان غیر مسلموں کا بھی قیمتی جواب اپنے اندر رکھتی ہے جو ختم نبوت پر عقلیہ اعراض کرتے ہیں۔ چھ تہہ صفحہ کے قریب یہ کتاب ہے جس کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے (عمہ)

دوکنگ مشن فنڈ بڑھانے کی ایک آسان تجویز

اسلامک ریویو کے گذشتہ سالہائے کے پرچے ہم نے اس لیے نصف قیمت پر کر دیے ہیں کہ ان کی قیمت کو دوکنگ مشن کے اخراجات پر لگایا جاوے۔ اسلامک ریویو کے پہلے دو سال کے پرچے قیمت فی جلد ۱۱ اس لیے بھی خریدنے کے قابل ہیں کہ ان پرچوں سیاہ ظلمت اور شب و بکور تاریکی میں بجلی کا کام کیا۔ ایسے وقت جب اسلام کے چہرہ پر افترا۔ غلط فہمی اور غلط بیانی کی سیاہ چادر پڑی ہوئی تھی۔ اسلامک ریویو نے اس چادر کو بھاڑ اسلام کے نور چہرہ سے یورپین آسمانوں میں چکا چوند کر دی +

مکمل جلد اسلامک ریویو ۱۹۱۵ء کی قیمت ۱۱ روپے، جو اصلی قیمت سے نصف ہے۔ اور اردو پرچہ ۱۹۱۵ء کی مکمل جلد قیمت ۱۱ روپے + ان پرچوں کو خریدنا ہی بہترین کار ثواب ہے +



خواجہ عبد الغنی میجر اشاعت اسلام عزیز منزل۔ نولکھا۔ لاہور

چھ مشہور ادویہ کا کتاب

بہترین نسخے کے لیے مشہور ادویہ اور تجربت ادویات کے دواؤں کے بارے میں اس قدر کافی ہر ایک
 ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دواؤں کے بارے میں اس سال
 نے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس لیے تعلیم فریادوں کو طبی کرنے کی ضرورت
 نہیں۔ مرنے والے صاحب کے لیے جو اشتہاری ادویات سے متفرق ہو گئے ہوں یقین دلائے اور ان کی
 کے لیے یہ سب سے پہلے چھ مشہور ادویہ اور تجربت ادویات کے دواؤں کا جس (بنا ہے جس میں اس قدر کافی ہر ایک
 ادویہ میں کئی آزمائش کی صورت سے ہو سکتی ہے۔ یہ پینٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت گائیکس
 میں بند رہتی ہیں۔ جنکے ساتھ ان کے حالات کی بھیجی ہوئی کتاب اور اسے ال کے ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر یا دکان
 کے لیے یہ انمول ہے۔ اور اس وقت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ جھڑک خرچ سے ڈاکٹر ایس کے برمن کا
 خاص مفید دواؤں کا نایاب دوا ہے۔ اسی وجہ سے دوسروں کی مقبولیت ہی فریاد میں بہتری ہو سکتی ہے۔ ہر
 ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں +

دواؤں کے نام

دوسرے کی دوا۔ وہ کیسا ہی دور میں ہو فوراً دباتی ہے +
 کولاٹانک۔ ہر ایک کے لیے طاقت برعائے کی دوا +
 مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام دیا نایاب +
 عرق کا فور۔ جیسے زگری کے دست کی ایک ہی دوا +
 جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سونے وقت کھالینے سے صحت کو خاصا جا بہت ہوتی ہے +
 عرق پودینہ ستر۔ درد شکم، ریاحی درد کی دوا +
 پوری حالت کی فہرست بلا قیمت طلب کر کے دیکھیے۔ ادویات ہر جگہ دواکان داروں اور دواخانوں
 سے مل سکتی ہیں۔ ورنہ کاغذ سے طلب کیجیے +

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایک سلاخی اندھی مکھ روشن کرنیوالا جو ہر نور العین

میں سوچے مائے الاخالص میرے بھی چاہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میرے اور دیگر افشاہ کے سرور کی دوس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کیونکہ کسی ایک ہی سلاخی سے دھنٹ میں دھند دور نظر آتی ہے جو کہ جیسی جیسی تھی۔ اور ایک ہفتہ میں روئے بیٹے لکڑے۔ ناخن۔ پربال۔ پھول۔ موتیا بندہ ضعف بھارت اور ہر قسم کا درد جانیں معدوم ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے اور آنکھ بنائے اور عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ حقیقت یہ ہے کہ درجہ خاص علقہ درجہ اعلا للعصر درجہ اول عار بنے مختار مسندات میں سے صرف چند کی مختصر نقل اگلے صلی الفاظ میں

دس سال کی شکوری	میری آنکھوں کو	۲۵ برس کی بندہ مکھ	آنکھ کا وحید سلاک
دور کر دی۔ دستخط خواجہ نور	کمال فائدہ ہوا اور خطاطی	اور پرنٹل دور ہو گئے تو خطاطی	انکھ لے کر جو کجا دیا۔ دستخط
صاحب ازراہ لہندی	صاحب شمس خلیل راگہ ہزار	صاحب زمیندار کا پور	شفاق حسین صاحب نے دی
۴۴ برس کا اندھا	دس برس کے لکڑے	ایک برس کی اندھی مکھ	اپریشین کی جو لکڑے دی
ایک فٹ میں جھکا کر دیا۔ دستخط	پیرے روئے دور کر دیئے دستخط	اچھی کر دی دستخط حاجزہ صاحبہ	دہرے تھے چاہر نور العین نے
ڈاکٹر علامہ صاحب مشرقی فریقہ	شرار مینا الدین صاحبہ ہزار	خانوں کو اس کو دے کر تھیرے	تھے کہنے کے لیے جیسا کہ علامہ علی
یا نچیاں کی تو اندھی	تو تیار بند اور چھوٹے دل	۵۱ ساچی کا چھوٹے	فوائد مند جیسا کہ ہے
شکوری دور کر دی۔ دستخط	اپنے کر دیئے۔ دستخط ملازم	دستخط سردار سید محمد صاحب	بھارے مفید پایا۔ دستخط
منشی غلام حسین صاحب ازراہ لہندی	خال صاحب گورنر غازی۔	کابل۔	علی صاحب لیس کا ایک پیر نور

شرت جانفزا

ہم کہ لگاتا۔ کھانا بنے کر تا۔ اور سرخ کدو نفیس خون پیدا کر کے تمام جسم کی پرورش کرتا۔ اور اپنے تھے کو فریاد اور تھکاؤ اور طاقتور بناتا۔ اور دل و دماغ کو طقت اسے کہ عقل ہویش و ہواس اور حافظہ یہ کہ تاسبت۔ یہاں ضعف اور عیسی اس کی ایک خواہش۔ اپنے سے دھنٹ میں مریمیں ہوش میں کر بات چیت کر سکتا ہے۔ خنایر می مزاج کے ہوتے جو ہمیشہ کزور دہے پتے۔ اور معہ اور املا اور سبب کی ادا میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس کے ہستمال سے جلد تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ کھانسی اور سہل کی امراض کے لئے تو یہ اکسیر بے نظیر ہے۔ ایک مہینہ میں تین پونڈ وزن بڑھاتا ہے۔ حقیقت فی مشیعی عار

چہرہ کی جھٹیاں۔ اور نیا اور زرد و نارنج چند دھنٹ میں دور کر کے سیاہ خام کو گھام بنا تا ہے قینہ شمس

پتہ ڈاکٹر نبی بخش سابق میڈیکل سرفغانستان۔ لاہور دہلی دسواڑہ

لوہا سیر کا علاج

لوہا سیرات قسم کی ہوتی ہے جس کے باعتبار صورت مختلف نام ہیں

لوہا سیر کا علاج جلد کرنا چاہئے کیونکہ یہ تیز ترین در نہ بہت سی بیماریاں حاضر ہو کر تیار ہوئی آؤں تو جگہ شرمناک ہے اگر مرض زیادہ بڑھ گیا تو پھر لوہوں کو چوترا دکھائے پھر کسنا صلیح امر ہے۔ دوم اس قسم کا مرض اس کے خراب ہونے کے مرکز نگاہ فسلات ہے۔ سہم یہ حصہ شدید الجس ہے۔ چارم یاور ہے کہ امصار کی خرابی سے ۱۲ عارضے پیدا ہوتے ہیں (۱) بڑھوتر (۲) رشح البواسیر (۳) کشر البواسیر (۴) نواسیر (۵) ورم معدہ (۶) شتآن (۷) استرخار معدہ (۸) فوج معدہ (۹) سکہ معدہ (۱۰) قروح معدہ (۱۱) متعشخوب (۱۲) نزف الدم پس اگر آپ ان سب سے نجات چاہتے ہیں تو حکیم کاؤنی کا علاج کرانے

لوہا سیر میں کثرت وہ کون منبلا ہونے ہیں عیش و عشرت میں زندی بسر نہ ہیں غذا کھا کر چل کر نا۔ پھوٹی عمر کی بد اعمالیاں۔ بلا ضرورت سہل لینے رہنا۔ جوان کثرت سے کھانا۔ غذا کھا کر بیٹھ کر کھم کرنا۔ اور جہنم غذا اخل پلاؤ گوشت، تورہ کھا کر ریاضت نہیں کرتے ملک بندہ میں بوجہ کثرت بیہوش و غرائی خون اس کے موند و محک ہیں علامات متبدر جہ بطور پھوٹی بوہا سیری کا چہرہ مخصوص رنگ کا ہوتا ہے۔ پیچہ زردی مائل بہ سبزی۔ معدہ میں بوجہ کثرت در وہی خارش۔ اور خونی میں خون دودھ کی ہار کی طرح آتا۔ ہمارے ساتھ ملا ہوا نہ آتا

بے علم لوگوں کے علاج سے بچنے کے لئے لوہا سیر کے علم لوگوں اور بیماری اور امکا کر استعمال کرو۔ ان کو لوہوں سے بوہا سیر خونی و ریکی و بادی آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہے رسول کی میں درد جلن پانی کھانا بند ہو جاتا ہے۔ عیبت دور روئے و سوں پر لگائی کی دوا جس سے درد سوزش زد و آب خارش دور ہوتی ہے تھمت فی پند یہ آٹھ آنہ

کون قسم بوہا سیر اچھا ہے اور کون بُرا؟ یاد رکھئے کہ جو سے پھلی طرف پاخانہ کے۔ ان میں نہیں ہوں وہ کم تکلیف دیتے ہیں اور جو سے اگلی طرف ہوں یعنی عفو متاسل کے نیچے ہوں۔ وہ خراب قسم ہے کیونکہ درد سے پیشاب میں سوزش ہو جایا کرتی ہے اور پیشاب رنگ کر آیا کرتا ہے جو لوگ صرف سوں کو کٹوا کر خوش ہوتے ہیں کہ کہ بوہا سیر سے عمر بھر کے لئے بیچ جائیں گے وہ غلطی پر ہیں جب تک کہ اندر دلی علاج پر زور دے کر اعتقاد کی اصلاح نہ کی جائے کہ مرض جڑ سے نہیں جائے گا

پس اگر آپ بوہا سیر سے نجات چاہتے ہیں تو باضوالج کریں جو تشہیح کے مطابق ہے اور علم طب سے جس کے مفید ہونے کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

عمل و فعیوہ اسیر اور اس کے عارضے پہنچنے کی تیسری یہ ہے کہ ۱۱- دایمی نبض کو دور کیا جائے (۲) جھکے نعل کو درست کیا جائے (۳) جھکے کی خرابی سے جو فتور جگر و باضمہ میں ہو گیا ہو اس کی اصلاح کی جائے (۴) امصار کے فعل کو جذب اور اس کی حرکت دودی کو درست بنایا جائے (۵) خراش امصار اور رکاوٹ امصار کی درستی (۶) ان دواؤں اور غذاؤں سے اجتناب کیا جائے جن کا اثر امصار میں خراش پیدا کیا کرتا ہے مثلاً گرم مصالحہ۔ بیٹکن۔ کرلیا۔ سناسمی (۷) اجمل خون سے جو غدود و ریدین مجتمع ہو کر رستہ میں مانج ہیں ان کی رکاوٹ دور کی جائے اور وہ تحلیل ہو جاویں (۸) باضوالج نرم آنے کی کوشش کی جائے کیونکہ مسر شدہ امصار میں خراش کرتا ہے

حکیم ڈاکٹر حاجی غلام نبی زبیدہ الحکما موہر وازو لاہور

پری مال

پری مال کہتے ہیں جو بکودہ ہے صحت پری + حسن کی شان بڑھانے کا دوا ہے جس میں
مختارہ ندرات! دہلی کے قدیم خانہ دانی اطباء کے سبکدوش ہیں کہ اس دوا میں
دوا ہے دہلی پری مال کا ایک دوا ہے اس میں خاص طور پر لکھا ہے اس دوا میں (دھانان کی ندرت منہ سے ملتی ہے)

پری مال مسالوں

گودست و فوضوت ہونے کی بے نظیر عید ہے نانہ اند میوٹوں
دو جہتی ادویات سے لیا کر کیا جاتا ہے جلد کی نام چھانیاں سے
دراغ و جھجھد کر دیتا ہے۔ جلد کو خش کی مانند نرم کر دیتا ہے +
قیمت فی کس مسالہ صحتی ایک روپیہ ۔۔۔ (دعا)
روغن پری بہار گیسو دراز

حب جواہر مرہ

قلب حسد سے بھگروان دواغ کو قوت بخشنا کی ہیں کمزوری کو
بہت بڑھانے کی ہیں۔ فی شیشی دگر گلیاں قیمت ۔۔۔ (دعا)
دوانی صنیق
ہر قسم کی کھانسی در کیلئے ہے انتہا مفید ہے اور ضعف دینے والے
اکبر ہے۔ فی شیشی ۷ اشہ قیمت ایک روپیہ ۔۔۔ (دعا)

حب بواسیر

خونی و بادی بواسیر کا مجرب علاج۔ سوں کو دگر فی جس عقل
رین ہیں۔ فی دسہ ۷ گلیاں قیمت ایک روپیہ ۔۔۔ (دعا)
المش

نانہ نانہ پھولوں کی بہار است و خوشبو میں لاجواب بالوں
کو بیا اور شرم کی طرح ملائم کر دیتا ہے آکر ہسی ہسی خوشبو شرم
معفر ہو جاتا ہے۔ فی شیشی ۷ اشہ قیمت ایک روپیہ ۔۔۔ (دعا)
المش

حکیم محمد یعقوب خان مالک خانہ فوسن دہلی بازار فرانس خانہ

پاپون پاپون پاپون پاپون پاپون

جانب میں ابوں تو آب نے بالوں کو لگانے والے تڑاؤں
خوشبو دار تیل دیکھے ہونگے۔ لیکن یہ تیل بھی انہی میں قیمت
اجزاء اور عجاظ و غرائب خاص کے لحاظ سے بخانہ صحت
ہے۔ در و سر۔ نزلہ۔ زکام۔ فزا دور۔ بال سیاہ کرنے۔ گھسنے
اور گھسکر یا لے چکدار ملائم بنانے میں اکبر ثابت ہوتا ہے
دماغی طاقت کو بڑھانا اس کا اصلی کام ہے۔ اس کی ہلک
اس قدر تیز ہے۔ کہ شیشی کھولتے ہی خوشبو کی بے انداز
لشیں آتی شروع ہو جاتی ہیں۔ جس نے ایک موٹھ اس
پاپون پاپون تیل کا استعمال کیا وہ ہمیشہ کے لیے اس کا
شیدائی بن گیا +

پاپون پاپون پاپون پاپون پاپون

تمام جلدی بیماریوں کیلئے بے باور بے حد دوا ہے۔ اس کے برونی
استعمال سے جلد پھول پھولتی ہے۔ دوا تیل۔ سن باد کی تیز دوا
دلنے آد کا زخم۔ برہ جھیراں گھونٹا سوتا شرم و فوسن سے ہوتا
مردوں کا پک جانا۔ دانتوں کا خورہ لگنا وغیرہ وغیرہ غرض کہ کسی
کام کا ادویہ ہی پورا نہ کرے نہ جس سے کو دنیا کے ٹاکر پاپون
ہو چکے ہوں۔ علاج ہفتوں یا چندوں میں کرنا پڑے گا مگر
کہ ہر ایک دفعہ لگنے سے ہی زخم نصف کے قریب شریط
درست ہو جاوے گا پھر پچھتر کیب ہمراہ ارسال خدمت ہوگا۔
قیمت فی کس ایک روپیہ ۷ اشہ محصول ایک ہر نمونہ ۷
اس کے متعلق چاہے پاس متعدد سٹرنکیٹ ہیں +
المش

صرف آزمائش شرط ہے۔

قیمت صرف ۱۲ روپے محصول ایک ہر نمونہ ۷
ہر ایک شیشی کے ساتھ اضافی چیزیں ملوٹ ہیں
المش

صرف آزمائش شرط ہے۔

قیمت صرف ۱۲ روپے محصول ایک ہر نمونہ ۷
ہر ایک شیشی کے ساتھ اضافی چیزیں ملوٹ ہیں
المش

میدن سلیمان اینڈ سون ۱۱ بیگانڈ شیشی
رنگوٹا

فی ڈر مارٹ کو۔ دزمر ایڈ

معاونین اشاعت اسلام توجہ فرمویں

آمر جنگ کے باعث جہاں اوپینریں گراں ہو گئی ہیں۔ وہاں کاغذ کی قیمت آگے سے ڈیوڑھی سے بھی زیادہ ہے۔ ہم جیوان ہیں کہ اس کی قیمت اللہ ہم بڑھا نہیں سکتے اور جس کاغذ پر چند ماہ پہلے سال رسالہ چھپتا رہا ہے اس کی کچھ بیش نہیں رہا حال ہمارے کوشش کی ہے کہ وہ غدا سابق کے قریب قریب ہی لایا جاتا ہو لیکن نظرد یہ ہے کہ کاغذ دن بدن قیمت میں گراں ہوتا جاتا ہے۔ اور موجودہ حالات کے مانت کچھ بیش نہیں رہتی ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ رسالہ کی قیمت بڑھاویں۔ ہاں معاونین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے متعلقین میں اس رسالہ کی اشاعت بڑھانے کا انتظام فرمادیں۔ اگر ذیادہ اس کی بڑھ جاوے تو پھر اس کمی کا غدا کے نقص ہی اسی سے دور ہو سکتے ہیں۔

خرید کتب اور اشاعت اسلام کی اعانت

اشاعت اسلام بک ڈپو کی کتب آپ خرید کر صرف ایک ہتہ میں مذہبی لٹریچر ہی حاصل نہیں کرتے۔ بلکہ آپ اشاعت اسلام کی بھی مدد کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر کتب کا منافع اشاعت اسلام پر ہی خرچ ہوتا ہے۔

تھا

المش

خواجہ عبدالغنی بیچر اشاعت اسلام غریز منزل۔ نولکھا۔ لاہور۔ انگلستان

نکات القرآن حصہ سوم مصنف حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب المصنف تیار ہے۔ قیمت بہت کم ہے۔ بجا و اجرات کا خزانہ صرف ۸ روپے علاوہ وصول

اپنی نوعیت میں سب سے پہلی کتاب

ام الالسنہ

معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان

اس نادر کتاب میں فاضل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ عربی زبان نہ صرف کل دنیا جہان کی زبانوں کی ماں ہی ہے۔ بلکہ یہ کہ یہ الہامی زبان بھی ہے۔ دلائل بالکل فلاو جی (علم اللسان) کے اصولوں پر دیئے ہیں۔ یورپین ماہرین علم اللسان کے دلائل پر فاضلانہ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ پھر ایسے ادق مضمون کو نہایت ہی دلچسپ اور سلیس زبان میں لکھا ہے۔ قیمت صرف دس آنے جواب تخفیف کردہ ہے۔ ... (۱۰/۱) فیجلد

اسوہ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو آپ کی ذات پاک ہی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آوے گا۔ نوٹ: محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔ قیمت صرف ۲ روپے

۸ روپے

خواجہ عبدالغنی منیر اشاعت المام۔ عزیز منزل نو لکھا ہو



AN ENGLISH MUSLIM FAMILY

From left to right : Mrs. Sharreefa Begum Howell, Mrs. Naseema Howell, Mrs. Zafarun Howell,
Mr. Mohamud Ashraf Howell, and Master Qasim Howell.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تَحْمِیْدًا وَتُصَلِّیًّا
لِرَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مہاجرہ لینڈن

جلد (۲) = بابت ماہ اگست ۱۹۶۶ء = نمبر (۸)

شذرات

اس رسالہ کے ساتھ ایک انگریز نو مسلم خاندان کی تصویر شائع ہوتی ہے جس کے پانچ ممبر ہیں پچھلی قطار میں خود مسٹر ہاول دائیں طرف کھڑے ہیں جن کا اسلامی نام محمد شرف ہاول رکھا گیا ہے۔ ان کی بائیں جانب ان کی لڑکی من سیمہ ہاول کھڑی ہیں۔ اگلی قطار میں بائیں طرف مسز شریفہ بیگم ہاول بیٹھی ہوئی ہیں۔ درمیان میں ان کی دوسری لڑکی مس زیتون ہاول ہیں اور دائیں جانب ان کا لڑکا مسٹر قاسم ہاول ہے۔

ماہ جون میں چار نو مسلموں کا اضافہ دائرہ اخوت اسلامی میں ہوا جن میں سے دوسرا اور دو خواتین ہیں۔ ان کے مختصر حالات مولانا مولوی صدیق الدین صاحب امام مسجد دو گنگا نے حبیبیل ارسال کیے ہیں جن کو ہم ناظرین رسالہ کی واقفیت کے لیے یہاں درج کرتے ہیں:-

تین اشخاص کا مشرف باسلام ہونا۔

(۱) ایک صاحب ہمارے بنائے وطن میں سے کئی سال سے انگلستان میں جائے زمین ہیں۔

نہیں ہو جاتا۔ ایک شخص ایک گھر میں سے پہلے اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے باقی ممبرانِ خاندان کو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کسی پاک کسی سادہ اور کسی آسانی سے قابلِ عمل درآمد ہے۔ پھر اس شخص کی نیکی دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور وہ باقی ممبران کے اسلام میں داخل ہونے کا موجب بن جاتا ہے۔ اس سے اگر ایک طرف اسلام کی تعلیم کا کمال نظر آتا ہے کہ کس طرح محض ایک نو مسلم کی اچھی زندگی دوسروں کے لیے کشش کا موجب بن جاتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نو مسلم عموماً اسلام کے لیے اپنے دلوں کے اندر درد اور محبت بھی رکھتے ہیں۔ اور ایک مسلم کا حقیقی فرض کہ جس خزانہ سے وہ خود متمتع ہوا ہے اُسے دوسروں تک بھی پہنچائے۔ بڑی خوبی سے ادا کرتے ہیں گویا ان نو مسلموں کے اندر تبلیغ کی وہ روح پائی جاتی ہے جس سے صدیوں کے مسلمان بھی کثرت سے غافل نظر آتے ہیں بعض وقت گھر کی بی بی پہلے شدائے اسلام ہو کر کسی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے داخل اسلام ہو جاتی ہیں تو آہستہ آہستہ اپنے خاوند کے لیے موجب ہدایت بن جاتی ہیں بعض وقت ایک فوجانہ لڑکی اپنے ماں یا باپ یا بھائی کے لیے موجب ہدایت بن جاتی ہے۔ ایک مذہب کے دوسرے مذہب کے اندر کسی کو داخل کر لینا بڑی ہمت اور بڑے عزم کا کام ہے۔ جہاں اور کسی قسم کا لالچ نہ ہو۔ پس ان بیبیوں کی ہمتیں نہایت ہی قابلِ تعریف ہیں جن کی وجہ سے ان کا سارے کا سارا خاندان داخل اسلام ہو گیا ہے۔ اور جیسا کہ کسی گذشتہ شاعت میں نوٹ کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا بعض نو مسلم خاتونیں اور مرد کئی کئی لوگوں کے اسلام میں لانے کا موجب ہوئے ہیں۔

کاش ان مثالوں سے ہمارے بھائی مسلمان سبق حاصل کریں۔ اگر ان میں اس قدر ہمت اور عزم نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اسلام کے اندر داخل کر سکتے ہیں۔ تو کم از کم اس قدر احکامِ الہی کی عزت تو اپنے دلوں میں پیدا کریں کہ اپنے اپنے دائرہ اثر میں اپنے متعلقین کے لیے نیک نمونہ بن لائیں اور اسلام کی سچی تعلیم پر قائم کریں۔ بہت سے گھروں کے اندر شرک اور بدعت کی رسوم جاری ہیں۔ حالانکہ گھر کا سرور تعلیم یافتہ بھی ہوتا ہے۔ اگر وہ تھوڑی سی کوشش بھی کرے تو بڑی آسانی سے اپنے متعلقین کو غلط راہ سے بچا سکتا ہے۔ مگر اکثر حالات میں اپنے متعلقین کے اخلاقی اور روحانی حالات کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور ان کی جسمانی تربیت پر ہی سارا زور صرف کر دیا جاتا ہے۔

حالانکہ جسمانی تربیت تو دوسرے حیوانات بھی خوب کرتے ہیں۔ انسان کو ان سے بڑھ کر کچھ اپنا امتیاز دکھانا چاہیے۔ اور اپنے اپنے گھروں کے اندر قرآن کریم کی تعلیم کو رواج دینا چاہیے۔ ہر کام میں جب کامیابی کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو ایک گروہ حاسدین کا بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم کی آخری دو سورتوں میں سے سورہ فلق میں آخری آیت میں تعلیم دی گئی ہے کہ جب ایک کام جس کو تم نے شروع کیا ہے۔ ابتدائی تاریکیوں کے مرحلہ سے نکل جائے اور دشمنوں کی رخنہ اندازیوں سے بھی بچ جائے تو پھر اس کے حاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔ تم ان حاسدوں کے حسد سے بھی خدا کی پناہ مانگتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلادِ غریبہ میں تبلیغ اسلام کا کام اب اس مرحلہ پر پہنچ گیا ہے کہ اُس کی کامیابی روز روشن کی طرح نظر آتی ہے۔ اور دشمنوں کی رخنہ اندازیاں بھی اُسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں۔ پس اب وہ آخری مرتبہ اس کے سامنے ہے۔ جس کی طرف من شر حاسد اذا حسد میں توجہ دلائی گئی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مرحلہ پر بھی اس کی اسی طرح دست گیری فرمائے گا جیسے پہلے دو مرحلوں پر فرمائی ہے اور اس نازک پودہ کی جڑوں اور شاخوں کو دور دور تک پھیلائے گا۔

بعض لوگ دو کنگ کے نو مسلموں کی نسبت بدظنیاں پھیلانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ کسی جماعت کا اندازہ اس کے ایک فرد کی حالت سے نہیں لگایا جاتا۔ اول تو اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ نو مسلموں ہم یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ پہلے دن اسلام میں داخل ہوتے ہی سب مراتب کو طے کر کے کمال تعلیم اسلامی پر جا پہنچیں۔ دوسرے جہاں اب قریباً دو سو کی تعداد تک نو مسلم داخل ہو چکے ہیں تو ان سب پر محض ان میں سے ایک شخص کی حالت کو پیش کر کے فتوے لگا دینا خدا ترسی سے بہت دور ہے۔ ناظرین کے سامنے وقتاً فوقتاً ان نو مسلموں کے کارنامے ان کے تبلیغی جوش۔ ان کے مضامینائید اسلام میں۔ اسلام کے ساتھ ان کا عشق و محبت کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ اگر اتنے اچھے نمونوں میں ایک شخص کا عقیدہ یا عمل قابلِ اعتراض بھی ہو تو اُس سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کس جماعت میں کمزور لوگ نہیں ہوتے۔



شیرازہ اسلام

(از پروفیسر لیون)

کسی مذہب کو لے لو جب اس کی بابت اس امر کی تحقیق کی طرف توجہ ہوگی کہ آیا وہ مذہب خدا کا فرستادہ مذہب ہے تو اس کی بہت سی مختلف حیثیتوں کو مد نظر رکھنا پڑے گا بعض خصوصیتیں تو ہر مذہب کا لازمہ ہیں مثلاً یہ کہ وہ قابل عملدآمد ہو۔ معقول اور دیر پا ہو۔ لیکن ان کے علاوہ اسلام میں ایک خصوصیت ہے جو اسلام سے ہی مختص اور اسلام کی ذات سے ہی وابستہ ہے اور وہ اسلام کی وحدت اور اخوت ہے۔ اس خصوصیت کی اہمیت کو یہ سچ ثابت کرنے کے لیے اسلام کے بعض دشمنوں نے اکثر بے فائدہ سرٹیک کیا۔ طرح طرح کی بے بنیاد تو جیہوں سے اس کو ایسے اسباب اور اثرات کی جانب منسوب کیا جن کی کوئی حیثیت نہیں۔ لیکن یہ اسلام کا ایک ایسا بین اور امتیازی نشان ہے کہ اس پر پردہ ڈالنا کوشش بے سود اور اس کے چھپانے کی جدوجہد لاحاصل ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے غالی دشمنوں کو بھی آخر اعتراض کرنا پڑتا ہے کہ بانی اسلام علم سیاسی حیثیت میں ایک نہایت ہی عظیم الشان انسان تھا۔ اور کہ اس نے نہایت دوداندیشی سے اپنے متبعین کو ایک ایسے شیرازہ میں باندھ رکھا ہے جو ہر دوزمانہ سے بے خطر ہے۔ اس شیرازہ کا ایک رشتہ وہ اسلامی اخوت ہے جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اتنا المؤمنون اخوة کی پاکیزہ تعلیم اسلام نے پیش کی۔ اور یہ محض تعلیمی رنگ میں ہی نہیں۔ بلکہ اس کو ایسا عملی جامہ پہنایا گیا کہ اس پاکیزہ اصول کی بنا پر امیر اور غریب شاہ و گدا محمود و ایازیں ایک ایسی مساوات قائم کر دی گئی جس کا احساس ہر ایک مسلمان کے سینہ میں بھرا ہوا ہے۔ گورے کالے کی تفریق ہرگز اسلام کی کسی امتیاز کی بنا نہیں رکھی۔ چاہے ہندی ہو چاہے عربی النسل ہو۔ افریقہ کا حبشی ہو یا کہ یورپ کا گوارخون جوٹھی کہ لا الہ الا اللہ کہہ کر مشرف باسلام ہوا۔ اپنے تمام امتیازات قومی سے نجات حاصل کر کے وہ اسلام کی وسیع اخوت میں داخل ہو جاتا ہے ۴

مساجد اور معابد اسلامی کی سب سے بڑی خصوصیت اس اصول کی پابندی سے وابستہ ہے یہی مقام ہیں جہاں شاہ و گدا کی جھوٹی خصوصیت کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔ مسجد کے دروازہ سے

باہر چاہے کوئی شاہ ہو یا امیر۔ بڑا ہو یا چھوٹا مسجد میں داخل ہوتے ہی وہ امتیاز ٹوٹ جاتا ہے
اخوت اور مساوات کی ہموار سطح پر سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ کندھے سے کندھا ملا کر وہ سب
بلا تفریق و امتیاز اپنے اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس خصوصیت پر پابندی کیلئے
خاص احکام دیئے گئے اور ان پر روزمرہ عمل درآمد ہوتا ہے۔

پھر اس اصول کے قیام کے لئے روزانہ پنجوقت صلوٰۃ بالجماعت پر اکتفا نہیں کیا۔ حکم ہوا کہ
ہر جمعہ کو شہر کی جامع مسجد میں اجتماع ہو۔ اس سے بڑھ کر عیدین کے اجتماع کی ایک اور صورت
قائم کی اور پھر تمام دُنیا کے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی غرض سے حکم ہوا کہ حج ہر ایک ذی
حیثیت مسلمان پر جسے اور کوئی اہم اور جائز رکاوٹ نہ فرض ہے۔ کیا اجتماع پر زور ہے اور
اس اجتماع کی عملی صورت پیدا کرنے کی کیا ہی آسان تجویز ہے۔ حج کا اجتماع کتنا اہم اور نتیجہ خیز
اجتماع ہے مختلف ممالک اور اقوام کے اجتماع سے جو عام تمدنی فوائد اقوام کو ایک دوسرے
سے پہنچتے ہیں۔ اگر اس کو نظر انداز بھی کر دیا جاوے۔ اور محض اس کے ان اثرات پر غور کیا جاوے
جو مذہبی اصولوں پر ایسے اجتماع سے لازماً ہوتا ہے تو معلوم ہوگا کہ عقائد اور اصولوں کے قیام
کے لئے اس اجتماع سے بہتر اور کوئی صورت متصور نہیں ہو سکتی۔ اس سے نہ صرف ان مفاسد سے
عقائد کا تنقیہ ہوتا ہے جو وقتاً فوقتاً صحیح عقائد کی تخریب کے لئے مختلف راستوں سے داخل
ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان عقائد اور اصولوں کی ہمیشہ تجدید ہوتی ہے۔ اور اس طرح اسلام ان خطرات
سے مصون ہے۔ جنہوں نے دوسرے مذاہب کی بنیادوں میں پانی کا کام کیا اور آخر کا مذہب
کی عمارت کی تخریب اور انہدام باعث ہوئے۔

اس سے ہرگز یہ گمان نہیں کر لینا چاہیے کہ اسلام میں آزادی کے خیال کے لئے کوئی گنجائش
نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں وسعت اور آزادی کو
لئے ایک وسیع میدان ہے۔ بنیادی اصولوں کو برقرار رکھنے کے بعد اسلام خود آزادی کا سبق دیتا
ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دائرۃ اسلام میں اصولاً وحدت مگر تفصیلات میں آزادی ہو لیکن ان دونوں
حالتوں میں برادرانہ اور کریمانہ رنگ ہو۔ فقہاء کے فروعی اختلاف سے بھی انکار نہیں۔ یہی اسلام
کا خاصہ اور اسلام میں رحمت کا ایک سبب ہے۔ لیکن اصولاً سب ایک۔ ایک ہی خدا۔ ایک ہی

رسول اور ایک ہی کتاب۔ وہی وحدت وہی اخوت اور وہی جبل اللہ ہے۔ جس کے عتصام کا حکم سب پر یکساں جاری ہے +

آزمائش

ابتلا یعنی آزمائش سے ہمیشہ انسان کو ایک گونہ دلچسپی رہی ہے۔ ایسے امتحانات میں کامیابی کے مضمون پر ہر ایک قوم کی تاریخ میں کچھ نہ کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔ ابتلا انسان کے مخفی کمالات کو ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اس کے بغیر کسی انسان کی عظمت اور شان پر کوئی ظاہر دلیل ہی نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ تواریخ نے جن عظیم الشان انسانوں کے کمالات کا ہم پر انکشاف کیا ہے وہ تمام مصائب تکالیف اور دکھوں سے آزمائے گئے۔ انھوں نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ اُن کا مقابلہ کیا اور بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اور اس طرح دنیا کی تواریخ میں اپنا نام و نشان چھوڑ گئے۔ ان کی زندگیاں اور دلوں کے لیے زندہ مثالیں بن گئیں جن کی پیروی سے بہتوں کو بھلا ہوا۔ اکثر لوگوں کو نجات ملی۔ انجیل نے بھی اپنے پیروان کی ہدایت کے لیے ایک ایسی قسم کی آزمائش کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ شیطان کے یسوع کو آزمانے کا ذیل کا واقعہ انجیل میں موجود ہے:-

تب یسوع روح کے وسیلے۔ بیابان میں لایا گیا۔ تاکہ شیطان اُسے آزمائے۔ اور جب چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھ چکا آخر کو بھوکھا ہوا۔ تب آزمائش کرنے والے نے اُس پاس آکر کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی بن جائیں۔ اُس نے جواب میں کہا۔ لکھا ہے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے مومنہ سے بھرتی جیتا ہے۔ تب شیطان اُسے مقدس شہر میں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور پہل کے ننگرے پر کھڑا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے کیونکہ لکھا ہے۔ کہ وہ تیرے لیے اپنے فرشتوں کو فرمائے گا۔ اور وہ تجھے۔ ہاتھوں پر اٹھالیں گے۔ ایسا نہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔ یسوع نے اُس سے کہا یہ بھی لکھا ہے۔ کہ تو خداوند اپنے خدا کو مت آزما۔ پھر شیطان اُسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری دشاں تیں

اور اُن کی شان و شوکت اُسے دکھائیں۔ اور اُس سے کہا۔ اگر تیرے مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دوں گا۔ تب یسوع نے اُسے کہا اے شیطان دُور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اُس اکیلے کی بندگی کرتے۔

اس ابتلا کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ لیکن چونکہ یہ ایک ایسی آزمائش تھی جو ایک انسان کے تختہ اور دماغی کیفیت کے علاوہ کوئی خارجی وجود نہیں رکھتی۔ اس لیے زندگی کی حقیقی آزمائشوں پر نہ یہ کوئی روشنی ڈال سکتا ہے اور نہ کوئی اسوہ قائم کر سکتا ہے۔ یہ ایک خیالی معاملہ تھا۔ اور خیالی کیفیات چاہے اپنے اندر ایک حقیقت کو لیے ہوئے کیوں نہ ہوں خارجی زندگی میں اُن کی چنداں اہمیت نہیں ہوتی۔ لیکن ہمارے سامنے ایک اور عظیم الشان انسان کی زندگی کے زندہ اور سچے واقعات ہیں۔ اس انسان کی زندگی مختلف حیثیتوں میں ہمارے پیش نظر ہے۔ اور ہر ایک حیثیت میں یہ زندگی انسان کے اصلی جوہر اور کمال کو اس صورت میں ظاہر کرتی ہے۔ انسان کے ابتدائی زمانہ میں قسم قسم کی آزمائشیں ہوئیں۔ احتیاجِ غربت فاقہ کشی۔ جان کا خطرہ۔ رفقا کے دکھ۔ غرض کوئی جسمانی یا دماغی تکلیف نہیں ہے جو انھوں نے نہ دیکھی ہو۔ کون سی مصیبت ہے جس کا انکو مختلف اوقات میں سامنا نہ کرنا پڑا۔ لیکن وہ جوش جو اس چھاتی میں بھرا ہوا تھا ٹھنڈا نہ ہوا۔ وہ نصیم جو اس ارادہ میں تھی ذرا کمزور نہ ہوئی۔ وہ روشنی جس سے اُن کی زندگی سنور تھی ذرا مدھم مدھم نہ ہوئی۔ ہر ایک نئی مصیبت نے نئی اوج چھونکی۔ ہر ایک نئے دکھ نے پوشیدہ کمالات کا انکشاف کیا۔ وہ عزم و نصیم جو اس کے ارادوں میں تھی اُس نے دشمنوں کے منہ سے تعریف کے کلمات نکالے۔ آخر کار اُن کے ارادہ کے مقابلہ میں اپنی کمزوریوں کو مشاہدہ کر کے دشمنوں نے مصالحت کا ارادہ کیا اور مذاہنہ کی صورت قائم کرنے کی تجاویز میں لگ گئے۔ وہ قوم ان کی امانت دیانت کی توہین سے قائل تھی ہی۔ لیکن چونکہ ان کے خیالات کا دائرہ محدود تھا۔ ان کی آنکھ دور میں نہ تھی۔ ان کی خواہشات خوردنوش۔ زناشوی کے دابر سے نجاؤ نہیں کرتی تھیں۔ اس لیے ان کے اخلاق رزائل سے سوا کسی اعلیٰ نصب العین کو پیش نہ کر سکتے تھے۔ اور اسی قسم کی تخریبات اور مہربانات کو انھوں نے اس حق کے شیدائی کے سامنے

پیش کرنے کی غرض سے اکابر قوم کا ایک وفد بنایا متنبہ کو ان کا سرکردہ ٹھہرایا۔ آنجناب خانہ کعبہ میں بیٹھے تھے کہ یہ لوگ ان کی خدمت میں پہنچے۔ متنبہ نے جن الفاظ میں ان مرغوبات کو انکے سامنے پیش کیا۔ اس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہم آپ کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ ہم اپنے اور آپ کے درمیان امن قائم کریں۔ ہم آپ کے مطلوبہ کی اعزاز سے واقف ہیں۔ آپ خود ہم میں امن۔ دیانتدار اور بہت مشہور ہیں۔ آپ کے ذریعہ ہم بااوقات کشت و خون اور جنگ و جدال سے بچے۔ ہم آپ کے سامنے معاہدے کی ایک صورت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ کو دولت کی خواہش ہو تو ہم اپنا تمام اموال آپ حوالہ کر دیں گے اگر کسی عورت کی خواہش ہو تو اہل عرب میں جو لڑکی پسند خاطر ہو آپ کے نکاح میں دے دیں گے اگر امارت چاہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ لیکن اس شرط پر کہ آپ ہمارے ہتوں کی توہین چھوڑ دیں۔ کیا آزمائش تھی؟ کیا مرغوبات تھے؟ کیا زندگی کا سبز باغ پیش نظر تھا؟ اور یہ سب خیال نہیں بلکہ حقیقت۔ تمام معائب کا ایک قلم خاتمہ ہو جاتا۔ تمام دکھ کافور مچاتے آرام سے زندگی گذرتی۔ لیکن اس سچائی کی شمع ہمیشہ کے لیے گل ہو جاتی جو دنیا کی ہدایت کرنے والی تھی۔ اس سچائی کا خون ہو جاتا جس کی اشاعت ان کی زندگی کا مشن تھا۔ ایک طرف ظہرت دکھائی دیتی تھی دوسری طرف اہل وفد سے انکار کی صورت میں جو کچھ ظہور پذیر ہونا تھا اس کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے پھرا تھا۔ اس نازک حالت میں آپ کیا جواب دیتے ہیں خدا تامل نہیں۔ کچھ تشویش نہیں۔ کچھ خوف نہیں۔ فوراً قرآن کی آیات پڑھ کر سنا دیں جس کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:-

”جن لوگوں نے دین حق کو نہ مانا اور اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکا۔ خدا نے ان کے اعمال رائیگاں کر دیئے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور اس سچائی کو قبول کیا جو محمدؐ پر اتری۔ ان کے گناہوں کو دھواپ دیا گیا اور دین و دنیا میں ان کی اصلاح کر دی۔ یہ اس لیے کہ کافروں نے باطل کی اور مومنوں نے حق کی پیروی کی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ انہیں رنگ میں اپنی سچائیوں کا اظہار کرتا ہے۔“

یہ آیات ان کے سامنے پڑھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یہ دور استے آپ کے سامنے ہیں۔ آپ انہیں

جو چاہیں انتخاب کریں یہی میرا جواب ہے۔ یہ ایک ابتلا تھا۔ اس کے نتائج کی اہمیت سے کس کو انکار ہے۔ پھر کیا ہی عظیم الشان ہے وہ انسان جو اس امتحان میں کامیاب ہوا کیا ہی اعلیٰ نمونہ قائم کیا۔ اللہ صل علیہ والہ

بروفیسر ہیکل اور اسلام

(از تدرائی)

اُس زمانہ کے ماہران سائنس میں ہیکل کی شخصیت سب سے بڑھ کر متاثر ہے۔ اس کی ذہانت ہیکل میں اپنا کام کرتی ہے اور سائنس کی بُست سی شاخوں میں وہ مسلم طور پر ماہر ہے۔ وہ گویا ایک دیو ہے جس کے ہزاروں سر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اول درجہ کا میٹرٹیلٹ کہتا ہے اس کا مذہب مونوزم ہے (یعنی یہ کہ یہ کل عالم سب ایک ہی ہستی ہے) باقی سب مذاہب کی اُس نے زور سے اور عام طور سے تردید کی ہے۔ اسلام کے متعلق اُس نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

”اسلام یا محمدی توحید۔ توحید کی سب سے آخری اور سب سے پاکیزہ صورت ہے۔ جب نوجوان حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ہموطن عربوں کی بت پرستی اور مشرکانہ رسوم سے اپنے اندر متغیر پایا اور انھیں عیسائیوں کے حالات کا علم ہوا تو انھوں نے اس کے بڑے بڑے اصول کو عام طور پر مان لیا۔ مگر سچ میں اُن کو ایک نبی سے بڑھ کر کچھ نظر نہ آیا۔ جیسے کہ موسیٰ بھی ایک نبی ہی تھے۔ تثلیث کے عقیدہ میں ان کو وہی کچھ معلوم ہوا جو ہر ایک آزاد خیال کو مضغانہ نگہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے یعنی یہ کہ یہ ایک بیہودہ قصہ ہے جس کو نہ عقل کے ابتدائی اصول تسلیم کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ہماری مذہبی ترقی میں کچھ کام دے سکتا ہے۔ وہ ٹھیک طور پر یہ سمجھ گئے کہ خدا کی ماں کی پرستش خالص بت پرستی ہے۔ ایسے ہی جیسے تصویروں یا مجسموں کی حد سے بڑھی ہوئی عزت۔ جتنا زیادہ انھوں نے اس پر غور کیا۔ اور جس قدر زیادہ انھوں نے ذات باری کے متعلق ایک پاک خیال کی طرف جدوجہد کی اسی قدر زیادہ صفائی سے اُن کو لا الہ الا اللہ کا یقین حاصل ہوتا چلا گیا یعنی یہ کہ ایک خدا کے سوا اور کوئی نہیں“

”مگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے متعلق اپنے آپ کو اس قسم کے خیال سے آزاد نہ

کر سکے جس کے اندر انسانی صفات پائی جاتی ہوں۔ اُن کے نزدیک خدا بے شک اعلیٰ صفات اپنے اندر رکھنے والا۔ مگر ایک طرف موسیٰ کے خدا کی طرح خشنماک اور غضبناک۔ اور دوسری طرف مسیح کے خدا کی طرح محبت اور رحم کرنے والا پایا جاتا ہے۔ تاہم ہمیں یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ مذہب اسلام نے اپنی ساری تاریخی ترقی میں پاک توحید کے اصلی جوہر کو موسوی اور عیسائی مذاہب سے بہت بڑھ کر کمال کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ ہم آج اس بات کو اس کے خارجی حالات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ جیسے اُن کی نماز اور وعظ میں اور ان کی مساجد کی تعمیر اور آرائش میں۔ جب یس نے پہلے پہل مسیحیت کو دیکھا۔ اور قاہرہ۔ سمرا۔ بوسنا اور قسطنطنیہ کی عالی شان مساجد کو دیکھا تو ان مساجد کے اندر کی سادہ اور پُر مذاق آرائش اور باہر کے بلند و بالا خوبصورت تعمیر نے میرے دل میں ایک سچا جذبہ محبت پیدا کر دیا۔ یہ مساجد کیسی پر شوکت اور کیسی بلند خیالی پیدا کرنے والی ہیں۔ بمقابلہ اکثر کیتھولک گرجاؤں کے جو اندر سے بھر پور تھیں اور بیرونی تعمیر سازی سے پُر ہوتے ہیں۔ اور باہر سے بہت سی انسانی اور حیوانی شکلوں سے بدنام کر دیے جاتے ہیں۔ ایسا ہی قرآن کی کھائی ہوئی طرز پر خاموش دعائیں اور سادہ افعال عبادت بہت ہی ارفع اور اعلیٰ ہیں۔ جب ان کا مقابلہ کیتھولک عبادتوں کی بیہودہ لغاطی اور تھیٹر کے رنگ کے باجوں والے جلوس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تاہم وہ لوگ جنہوں نے سیکل کی توجہ سے مطالعہ کیا ہے۔ اور جو اسلام کو جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے سمجھتے ہیں جانتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ سیکل بجائے مولٹ کھلانے کے مسلم کیوں نہیں کھلاتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام درحقیقت کیا ہے۔ اس کو یہ خیال ہے کہ اسلام ایسے خدا کو پیش کرتا ہے جو انسانی صفات سے متصف ہے۔ حالانکہ یہ اسلام کی تعلیم ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں قرآن کریم فرماتا ہے لیس کمثلہ شئی۔ اس کی مثل کی طرح بھی کوئی چیز نہیں پھر خود جو نام خدا کا قرآن میں یا زبان عربی میں پایا جاتا ہے وہ ایک ایسا نام ہے کہ سوائے ایک خدا کے اور کسی ذات کے دوسری کسی چیز پر نہیں بولا جاتا۔ یعنی اللہ جو کہ اُس کا اصلی نام ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا کوئی کفو نہیں کوئی شریک نہیں۔ کوئی ایسی ہستی نہیں جس کا مرتبہ اس کے برابر قرار دیا جاسکے۔ اس کے لئے کوئی ہمسر نہیں۔ اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں کوئی اس کے برابر کا نہیں۔

یہ کہنا کہ اسلام کا خدا انسانی صفات سے متصف ہے۔ اسلام کے ابتدائی اصولوں کا واقعیت کا اظہار کرنا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا سننے والا۔ جاننے والا محبت کرنے والا قادر مطلق رحمان رحیم اور آخر سر اوپنے والا اور عقاب پیچھے لانے والا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام کو یا ایک بڑے صاحب طاقت انسان کو خدا بنانا ہے۔ یا یہ کہ اس نے یہودیوں کے غضبناک اور کینہ پرور خدا کے خیال اور عیسائیوں کے محبت کرنے والے خدا کے خیال کو ملا کر کرکڑ کر دیا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کبھی اسلام نے کسی طاقتور انسان کو خدا نہیں مانا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق جو خیالات یہودیوں یا عیسائیوں میں پائے جاتے تھے۔ ان پر بہت کچھ ترقی اسلام نے کی ہے۔ جب قرآن فرماتا ہے کہ **لله الاسماء الحسنی** یعنی خدا کے اسمائے حسنی ہیں یا اس کے اذکار اعلیٰ درجہ کی گیندھنات پائی جاتی ہیں اور وہ ہر قسم کے نقص اور عیبوں سے پاک ہے۔ جیسا کہ اس کی تسبیح میں صاف یہ بتا دیا تو ان اوصاف یا نقصوں کا مقابلہ کسی انسان یا کسی دوسری مخلوق کے ساتھ وہ ہرگز نہیں کرتا۔

صدیاں گزریں۔ جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ **اللہ اکبر** کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا مخلوق سے بڑا ہے۔ کیونکہ مخلوق اس کی قدرت کا ظہور ہے جیسے روشنی سورج کا ظہور ہے۔ اور یہ کہنا درست نہیں کہ سورج ہماری روشنی سے بڑا ہے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خلقت اور کبریاائی ہمارے احاطہ علم و قدرت سے بڑھ کر ہے اور کہ ہم کو اس کی کمال عظمت و کمال کبریاائی کا صرف ایک دھندلا سا علم ہے۔ اگر ایک بچہ ہم سے یہ دریافت کرے کہ ہم اس کے سامنے اس خوشی کو بیان کریں جو تخت حکومت پر متمکن ہونے سے حاصل ہوتی ہے تو ہم اس کو یوں سمجھائیں گے کہ یہ ایسی ہی خوشی ہے جیسے اسے گیند بٹا کھیلنے میں حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ دونوں خوشیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور صرف یہی اشتراک ان دونوں میں ہے کہ دونوں پر خوشی کا نام صادق آتا ہے۔ پس اللہ اکبر کہہ کر یہ معنی ہیں کہ اس کی کبریاائی ہماری صفات مدد کے سے بہت بالاتر ہے۔

انسان کے پاس اظہار خیالات کے بہت محدود ذرائع ہیں۔ اس لیے خدا کی صفات کا اظہار اس کے سامنے انہی الفاظ میں کیا جاسکتا ہے یا وہ خود انہی الفاظ میں کر سکتا ہے جن الفاظ میں اپنی

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اپنی ملکہ کو ہیکل کی مقدس حدود کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ ایام وسطی کے کلیسیا نے تو عورت کی ذلت کو انتہا تک پہنچا دیا جب غلط مذہبی خیالات کے ماتحت ہر قسم کے بدترین الزامات اس کے سر پر بھوپے جانے لگے۔ مگر وقت پر اسلام عورت کو اس مصیبت اور ذلت سے بچھڑانے کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر پہنچ گیا۔ اور اس کے لئے بے نظیر برکات کا موجب ہوا۔ مگر حسیا کہ مینے پہلے کہا ہے۔ اسلام کے متعلق خطرناک غلط بیانیوں کی گئیں اور غلط فہمیاں پھیلائی گئیں۔ یہاں تک کہ یہ خیال پیدا ہو گیا کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب نے عورت کو اور بھی نیچے گرا دیا ہے۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ اسلام پر ایک خطرناک بہتان تھا۔ اور ہے۔ اس بہتان کے باندھنے والے یا تو یہ نہیں جانتے کہ رُوح کیا چیز ہے یا انھوں نے ہمارے ان اخلاق فاضلہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ جن کی اگر مناسب طریق پر پروا خست کی جائے۔ تو وہ ہماری رُوحانیت کو مضبوط کرتے اور رُوح انسانی کو بلند سے بلند پرواز کے قابل بناتے ہیں۔ لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام سے آپ کے شاگردوں نے دریافت کیا کہ وہ بڑے بڑے عجائبات کس طرح دکھا سکتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ قیم سوائے نماز اور روزہ کے نہیں نکل سکتی جس سے معلوم ہوا کہ نماز اور روزہ سے ہی انسان اعلیٰ ترقی حاصل کرتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے نماز اور روزہ کی حد تک اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ہماری رُوحانیت کی تکمیل کے لئے کچھ اور اخلاق فاضلہ ساتھ بڑھا دیئے ہیں جو مندرجہ بالا آیت کی رو سے مرد اور عورت دونوں یکساں طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ منقولہ بالا آیت میں صفائی کے سبب بیان کیا گیا ہے۔ یہ آیت (اور خدا کی پاک کتاب میں اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں) ان لوگوں کو جھٹلانے کے لئے کافی ہے۔ جنھوں نے مغرب میں یہ خیال پھیلا رکھا ہے۔ کہ اسلام عورت میں رُوح ہونے سے انکار کرتا ہے +

غرض ساری اسلامی تعلیم میں یہ میلان صاف نظر آتا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان مساوات قائم کی جائے۔ ہاں دونوں جنسوں میں اگر فرق کیا گیا ہے تو صرف یہ کہ اپنی بناوٹ کی رُوسے ان کے فرائض الگ الگ ہیں۔ اور قدرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض کو الگ الگ پورا کریں۔ نسل انسانی کی ترقی کے لئے اُن کو علیحدہ علیحدہ فرائض انجام دینے ضروری ہیں اور

اس لیے ان غرائض کی ادائیگی کے لیے انھیں سامان بھی الگ الگ دیا گیا ہے۔ اس کو نتیجہ یہ لازمی تھا کہ ان کی بناوت میں معتد بہ اختلاف ہوتا۔ اس کا اثر بعض اخلاقی اوصاف پر بھی ضروری تھا۔ بلکہ ان کے اخلاق میں نرم دلی اور رحم کا پہلو بہت غالب ہو۔ مگر اسی وجہ سے ان اخلاق کا مالک اس قابل بھی نہیں کہ عام طور پر زندگی کے خطرناک مصائب اور شدید کے مقابلہ میں مضبوطی کے ساتھ قائم رہ سکے۔ پس اگر اندرون خانہ کے غرائض کی تکمیل عورت کے سپرد کی گئی تو زمانہ کی شدید کا مقابلہ مرد کے سامنے رکھا گیا۔ اسی لیے یہ بھی ضروری ہوا کہ امن اور حفاظت مال و جان کا کام بھی مضبوط جنس کے سپرد کیا جائے اور اس طرح پرہیزگاری پر ایک فوقیت مل گئی۔ مرد کی یہ خصوصیت نسل انسانی کی ترقی کے سامانوں کے قائم رکھنے کا لازمی نتیجہ تھی۔ کیونکہ اگر یہ فرق قائم نہ کیا جاتا تو نسل انسانی کی ترقی اور حفاظت کا کوئی انتظام نہ ہوتا ورنہ مرد اور عورت ہر رنگ میں یکساں پیدا کیے گئے اور اس لیے ان میں مساوات بھی ہر رنگ کی پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔ جہاں فرمایا لہن مثل الذی علیہن بالمعروف والرجال علیہن درجۃ عورتوں کے لیے۔ حق تعالیٰ ہیں مثل ان کے جو ان عورتوں کو پر ہیں اور مردوں کو ان کے لیے پر ایک مرتبہ دیا گیا ہے (البقرہ - ۲۲۸) یہ درجہ کی فوقیت جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے یہ بھی قرآن کریم نے خود ہی ہمیں بتا دیا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہن علی بعضہن بما اللہ قوامون امور الہم۔ مرد عورتوں کے متکفل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اور اس لیے کہ وہ اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں (النساء - ۳۴)

نکات القرآن

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے
دو جہاں جو دسے علمی و مذہبی دنیا بخوبی واقف ہے۔ آپ نے حال ہی
میں قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لندن میں زیر طبع ہے۔ اردو خوان ایک بالخصوص مسلمان
احباب کو مبارک ہو۔ آپ نے قرآن کریم کے تفسیری نوٹوں کو اردو میں بھی شائع کرنا شروع کر دیا گیا
جس کے تین حصے شائع ہو چکے ہیں۔ پہلے حصہ میں عربی پارہ اول کے نوٹ ہیں۔ اور دوسرے میں جو
نکات القرآن کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ سورہ بقرہ ختم کر دی گئی ہے۔ حصہ چہارم بھی چھپ رہا ہے
قرآن کریم کے تفسیری نوٹ اول حصہ اول دو نکات القرآن حصہ دوم (۶) حصہ سوم (۸)۔
المشعر منبر رسالہ اشاعت اسلام۔ احمدیہ لٹریچر کنسٹریوٹ منسل۔ نو لکھا۔ لاہور

اسلام اور شرک

(از ڈوڈ لے رابٹ)

مسلمان کیوں عقیدہٴ تثلیث کو نفرت کی نگہ سے دیکھتے ہیں؟ اول اس لیے کہ اُس کی بنیاد کسی الہامی کتاب پر نہیں اور دوسرے اس لیے کہ یہ عقل کے خلاف ہے۔ عیسائی عقیدہ کے حامیوں کے لئے بُت ہی مشکل کا سامنا ہو۔ اگر ان کی زندگی صرف اسی بات سے وابستہ ہو کہ پُرانے یا نئے عہد نامہ میں کوئی ایک ہی فقہ ایسا نکال دیں جس میں صراحت کے ساتھ مسیح کے خدائی کے عقیدہ یا خدائی میں تثلیث کے عقیدہ کی تائید ہو۔

عیسائیت کے شروع شروع میں اس عقیدہ کی تعلیم کبھی نہیں دی گئی جیٹس مارٹر جسکی تصانیف کا زمانہ دوسری صدی کا آغاز ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے خدائی مسیح کی طرف منسوب کی اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عیسائی ہونے سے پہلے وہ ایک فلسفی تھا۔ اور تبدیل مذہب نے فلسفہ کا رنگ اس کی طبیعت سے دور نہیں کر دیا تھا۔ وہ جہاں یسوع کو خدا کا بیٹا کہتا ہے ساتھ ہی اس کے اُس کا عہد بھی ان الفاظ میں پیش کرتا ہے کہ ”یہ عقیدہ ان لوگوں کے لیے نیا نہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ پیٹر یعنی سب دیوتاؤں کا سردار بیٹے رکھتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے ”اگر مسیح محض انسان بھی ہو تو بھی وہ اپنی دانائی کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہے کہ اُسے خدا کا بیٹا کہا جائے اور غیر عیسائی اقوام خدا کو دیوتاؤں اور انسانوں کا باپ سمجھتی ہیں اور اگر وہ غیر معمولی طور پر خدا کا کلام ہے تو اس قول کا ان لوگوں کے ساتھ اشتراک ہے جو مشنری کو کلام سمجھتے ہیں جو خدا کی مرضی کا اظہار کرتا ہے۔“

مگر تثلیث کا عقیدہ باقاعدہ طور پر اس وقت شہر کیا گیا جب ۳۲۵ عیسوی میں نائس کی کونسل منعقد ہوئی اور اس کونسل کے انعقاد اور اس کے فیصلہ کے اعلان کے بعد بھی پلری نے بارہ کتابیں تثلیث کے عقیدہ پر لکھیں۔ جن میں اُس نے یہ ثابت کیا کہ خدا باپ سے قائم بالذات اور لفظ کے حقیقی معنوں میں سچا خدا تھا۔ بلکہ نائس کی کونسل میں بھی وہ دعوائے نہیں کیا گیا۔ جواب کیا جاتا ہے کہ تثلیث کا ہر ایک اقسام کیساں طور پر ازنی اور غیر مخلوق ہے

خود لفظ ٹرینیٹی (ثلاثیت) بہت پیچھے استعمال ہوا ہے جس کو پہلے پہل سکندریہ کے رہنے والے کلیمنٹ نے استعمال کیا ہے۔ اور وہ بھی اپنی بُنت ساری تحریروں میں صرف ایک دفعہ خدائی کے اتانیم کی تثلیث کو ظاہر کرنے کے لیے نہیں بلکہ ایمان امید و فیاضی کے برکاتِ ثلاثہ کے اظہار کے لیے تنگہ میں کلیڈن کی کونسل میں عقیدہ تثلیث نے قریباً قریباً اپنی موجودہ صورت اختیار کی۔ مگر اس وقت بھی کلیسیا کے ایک سے زیادہ فرقوں نے اس کی سخت مخالفت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت بُت پرستی اور شرک کا سچی کلیسیا کے سامنے فرقوں اور عرب کے اندر خوب زور و شور تھا۔ عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کے سب سے اوپر ہونے کے قائل تھے۔ مگر پھر بھی لکڑی اور پتھر کے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بلکہ انسانی قربانی کی خوفناک رسم بھی جاری تھی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اس قربانگاہ کی نذر کیے گئے تھے۔ اور ایک سو اونٹوں کا فدیہ دے کر اُن کی رہائی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے کعبہ کے بتوں کے سامنے یہ قسم کھائی تھی (کیونکہ اس وقت کچھ خدا کی توحید کا نشان ہونے کی بجائے بُت پرستی کا مرکز بنا ہوا تھا) کہ اگر وہ دس بیٹوں کا باپ ہو جائے تو وہ اُن میں سے ایک کو قربانی پر چڑھا کر اظہارِ شکر یہ کرے گا۔ آخر کاریہ عدد جس کے ساتھ ایک انسانی جان کی ہلاکت وابستہ تھی پورا ہو گیا۔ اور دسواں یعنی سب سے چھوٹا عبد اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والد تھا جس کے ساتھ اس کے باپ کو سب سے بڑھ کر محبت بھی تھی۔ نذر کے پورا کر نہیں کچھ توقف کیا گیا۔ مگر اس کا پورا کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ دیوتاؤں کے سامنے جو قسم اٹھائی جائے اسکی خلاف وندی نہ ہو سکتی تھی۔ دسویں بیٹوں کو باپ لے کر کعبہ میں گیا اور اُن میں سے ہر ایک کا نام ایک پتھر پر لکھا گیا۔ تاکہ قرعہ سے یہ فیصلہ کیا جائے۔ کہ کونسا بیٹا قربان کیا جائے۔ قرعہ میں سب سے چھوٹے عبد اللہ کا نام نکلا۔ باپ نے غمزدہ ہو کر پھر نذر بانی کہ وہ اپنے بیٹے کی جگہ دس اونٹ قربان کرے گا۔ اگر جوے کا تیرا اس طرح فیصلہ کر دے۔ پھر قرعہ ڈالا گیا اور پھر بھی وہ عبد اللہ کے نام پر نکلا۔ عبدالمطلب نے اونٹوں کی تعداد کو دو گنا کر دیا۔ مگر قرعہ پھر بھی عبد اللہ کے نام پر ہی رہا۔ آٹھ مرتبہ اسی طرح یکے بعد دیگرے قرعہ اندازی کی گئی اور ہر دفعہ دس دس اونٹ زیادہ کیے گئے۔ یہاں تک کہ نوے اونٹوں کے بالمقابل بھی قرعہ عبد اللہ کے نام پر نکلا۔

آخر جب سو اونٹ تک نوبت پہنچی تو قرعہ میں عبد اللہ کا نام خالی نکلا اور اس طرح اُس کی جان بخشی ہوئی۔ ایک سو اونٹ ذبح کیے گئے اور اُن کا گوشت غرابوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور عبد اللہ اپنے والدین کے سپرد کیا گیا۔ اور آخر کار اُن کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے *

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ اس شرک کو جڑ سے کاٹا جائے جس میں یوڈی عیسائی اور بت پرست لوگ سب یکساں مبتلا ہو رہے تھے۔ آپ کا مقصد تھا کہ خدا کی توحید دُنیا سے منوائیں اور بت پرستوں کو صداقت کا علم دیں جو کہ اس وقت تک ناممکن تھا جب تک پہلے بت پرستی کا استیصال ہو۔ اسلام کی ابتدا میں کچھ عرصہ تک مسلمان نماز پڑھتے وقت یروشلم کی طرف مومنہ کیا کرتے تھے۔ مگر نہ اس غرض سے کہ یوڈی اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جیسا کہ بعض مصنفین نے خیال کیا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد بجائے یروشلم کے کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا اور اس کے حقوڑا عرصہ بعد فنا کعبہ بتوں سے پاک کر کے اپنی اصل حالت پر قائم کیا گیا۔ جیسا کہ ابراہیم و اسماعیل نے اس کی تفسیر کی تھی *

اس طرح پر اسلام نے ہمیشہ انسان کے سامنے ایک بلند نصب العین رکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ اپنے ہر فعل کا خدا کے سامنے ذمہ وار ہے اور یہ بھی اسے سکھایا ہے کہ نجات کی بنیاد عقیدہ نہیں بلکہ اخلاق ہیں۔ اسلام انسانی قربانی اور کنارہ کو غلط بتاتا ہے اور اس کی بجائے انسان کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک زندہ قربانی کے طور پر پیش کرے اور وہ یہ کہ اپنے آپ کو اسکی خدمت میں لگائے۔ غریبوں اور بوریوں اور والدین کی تعظیم اور اُن پر شفقت کو ایک مقدس فرض انسانی قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح محتج اور یتیم کی خبر گیری کو بھی۔ ان کی طرف بار بار قرآن کریم نے توجہ دلائی ہے *

چرچ مشنری سو سائٹی کا پادری ٹی۔ پی ہیوز لکھتا ہے کہ ”محمدی مذہب کی کچھ بھی کمزوریاں ہوں تمام انصاف سے کام لینے والے اس بات کے معترف ہیں کہ اُس نے غربا کی مدد کا جو نظام کیا ہے وہ بہت ہی قابلِ تعریف ہے مسلمان ممالک میں کوئی سخت کے گھر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ پرائسٹس ممالک میں پائے جاتے ہیں *

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اتفاقی نظر بھی ڈالے گا اس پر یہ بات اثر کیے بغیر نہیں رہے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مذہب کی کیفیت اور اس کی اشاعت کے لیے آپ کی سرگرمی اور ہمت اپنے اندر ایک بھاری حقیقت معطر رکھتی ہے۔ جس طرح پر دوسرے انبیاء جھوٹ اور غلط بیانیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ وہی خدا کی سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ بھی ہوئی۔ اور ان میں سے بہت سے جھوٹ آج تک چلے جاتے ہیں۔ اس کو ایک مذہبی دیوانہ کہا گیا۔ مگر اس میں کیا مضائقہ ہے کیونکہ دنیا میں جو کچھ بھی دیر پا اچھا کام کسی نے کیا ہے اسکو ضرور دیوانہ کا خطاب دیا گیا ہے اور یہ اصطلاح ان لوگوں کے لیے مخصوص کی گئی جو جتن کی حمایت میں زور لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ اور تب اُن کو ہاد و کما جلتا بلکہ یغیر مان لیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب باتیں دیکھیں جو مصلحوں کی دیکھنی پڑتی ہیں اور اگر آپ کے رفقاء اور اہل وطن جو آپ کے حالات کے بہترین واقف تھے۔ آپ کو الامین کے معزز نام سے پکارتے تھے۔ مگر جن لوگوں کو آپ کے حالات کا علم نہیں تھا۔ اور نہیں ہے انھوں کو عدا یا جہالت سے آپ کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ جیسا کہ کارلائل نے کہا ہے وہ جھوٹ جو نیک ارادہ کے پیارہ میں اس شخص کے نام کے گرد اکٹھے کئے گئے ہیں خود اپنے لیے شرم کا موجب ہو گئے ہیں۔ اس مذہب کی جس کی آپ نے بنیاد رکھی بعض مخالفین نے اپنی اغراض کیلئے یہی مفید سمجھا ہے کہ جھوٹے قصوں کو پھیلائیں۔ اور بالخصوص اب یہ پراٹسنٹوں کا شیوہ ہو گیا اور خود وہی امر اس امید پر پانی پھیرنے کے لیے کافی ہے جس کا اظہار ریل نے کیا تھا کہ اسلام کی تباہی پراٹسنٹوں کے ہاتھ سے ہوگی +

سلاجیت مومیائی مقوی اعصاب ہے۔ معدہ و دیگر اعضا کی قوت دیتا ہے۔ بدن میں جستی پیدا کرتا ہے۔ انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت مفرد دوائی و ادوی کام کرنے والوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی ہے کام کے بعد تھکاؤ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکیس الیہ البدن کہا جا۔ ئے تو بالغہ نہیں بہت دھلک کے پہاڑوں کو سلاجیت منگوا کر سست تیار کیا جاتا ہے۔ درد کم۔ زکام۔ ریش۔ کھانسی کو رفع کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کیلئے تو حکمی علاج ہے۔ ہر موسم میں مرد و زن و بچہ بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں قیمت فی تولہ جو قریباً تین ادا کیلئے کافی ہے۔ (عہدہ نوٹ: قیمت واپس اگر خالص نہ ہو بہ المنتظر کا خاصہ سلاجیت احمد بلڈ ٹنس لاپور

توکیت حمل ۱۔ صبح یا شام دودھ کے ساتھ ایک رتی یا ڈبڑھرتی کھالیا کرں +

نئے عہد نامہ کا زمانہ

نمبر ۲
(از بیجیہ بارکنسن)

آب ہم اگنیشن کے خطوط کو لیتے ہیں۔ یہ وہ تحریریں ہیں جن کی وجہ سے ایک ایسی غیر ضروری بحث نے طول پکڑا ہے جس کا فیصلہ مدت سے ہو گیا ہونا چاہیے تھا۔ ان خطوط پر جو بحث ہوئی ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں علم و فضل کا بڑا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ صرف اس صورت میں قابل تسلیم ہے۔ جب ہم علم و فضل کو مرثیونانی اور لاطینی زبانوں کے علم تک محدود سمجھیں۔ لیکن اگر علم و فضل سے مراد محققانہ تنقید۔ گہری سوچ اور وسیع علم ہے تو ہم میں سے بعض کے لئے یہ بحث بالکل خشک ہے۔ کل پندرہ خطوط اگنیشن کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ یعنی :-

(۱-۲) یوٹناٹواری کے نام ۲ خط	(۹) انیسویں کے نام ۱ خط
(۳) کنواری مریم کے نام ۱	(۱۰) مگنیسیوں کے نام ۱
(۴) طرسیوں کے نام ۱	(۱۱) ٹرالیوں کے نام ۱
(۵) انطاکیہ والوں کے نام ۱	(۱۲) رومیوں کے نام ۱
(۶) فلیسیوں کے نام ۱	(۱۳) فلاڈلفیا والوں کے نام ۱
(۷) ہیرو انطاکیہ کے ایک ڈیکن کے نام ۱	(۱۴) سمرنیوں کے نام ۱
(۸) کیبلو کے مریم کے نام ۱	(۱۵) پالیکارپ کے نام ۱

تین خطوط مرثی لاطینی زبان میں ہیں۔ باقی لاطینی اور یونانی دونوں زبانوں میں پائے جاتے ہیں اس فہرست میں اڈل الذکر آٹھ خطوط کو عموماً جعلی سمجھا جاتا ہے۔ اندرونی شہادت بتاتی ہے کہ وہ بعد کے زمانہ کے ہیں اور کسی پہلے زمانہ کے مصنف کی تصنیف میں ان کا نام نہیں پایا جاتا۔ موزا لذرکرتا خطوط کے یونانی اور لاطینی دونوں زبانوں میں دو دو نسخے پائے جاتے ہیں۔ ایک طویل اور ایک مختصر ان دونوں میں عبارت کا بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چند نسلوں میں سے یہ بحث گذر کر اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور معتدین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ طویل نسخہ بعد کے زمانہ کا ہے اور اسی میں مزید عبارتیں

داخل کی گئی ہیں۔ اور مختصر نسخہ قدیم ہے اور اسلی ہے *

۱۵۷۵ء میں یہ بحث از سر نو کھل گئی۔ جب ڈاکٹر کیورٹن نے ایک سریانی نسخہ تین خطوط کا شائع کیا۔ ایک خط بنام پالیکارپ۔ ایک خط انیون کے نام اور ایک خط رومیوں کے نام۔ یہ خطوط چند مسودات میں سے ملے تھے۔ جو ڈاکٹر ٹائٹم نے سینٹ میری ڈی پاراکے راہبوں سے خریدے۔ یہ سریانی نسخے مختصر یونانی نسخوں سے بھی چھوٹے ہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ اصل یہ سریانی ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ یونانی نسخوں کے خلاصے ہیں۔ مگر یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ چھوٹے یونانی نسخے بھی زوائد سے خالی نہیں۔ اس بحث کا ابھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ میری رائے ہے کہ یہ جعلی ہیں اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس کے سوائے اور کوئی نتیجہ ان نسخوں کو پڑھ لینے کے یہ کس طرح نکالا جاسکتا ہے۔ اس فرضی خطوط نویس اگنیٹس کے اپنے حالات کا ہم کو کوئی علم نہیں۔ سوائے اس کے جو خود خطوط بتاتے ہیں۔ اگر ہم اُن کو اصلی فرض کر لیں۔ ہاں اُس کا ذکر اور اُس کی چھٹیوں کا حوالہ پالیکارپ کے خط بنام فلپول میں ہے اور اس خط پر میں اگلے نمبر میں بحث کروں گا۔ پھر کچھ شہادت نامے ہیں۔ مگر وہ خود بہت کچھلے زمانہ کے ہیں اور اُن کی بنیاد انہی خطوط پر ہے۔ اس کی شہادت کی ساری کہانی جیسا کہ وہ رومیوں کے نام کے خط میں اور شہادت نامہ میں مندرج ہے بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارت جو رومیوں کے نام کے خط سے لی گئی ہے قابل غور ہے *

شام سے لے کر روم تک میں درندوں کے ساتھ جنگ کرتا ہوں۔ خشکی پر بھی اور تری پر بھی۔ رات بھی اور دن بھی۔ دس جیتوں سے وابستہ ہو کر میری مراد سپاہیوں کے ایک گروہ سے ہے جن کو جب فائدہ بھی پہنچایا جائے تو وہ پہلے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ مگر میں اُن کی تکلیف رسانی سے اور بھی زیادہ تسلیم حاصل کرتا ہوں۔ مسیح کے ایک شاگرد کے طور پر کام کرتا ہوا۔ مگر صرف اس قدر سے میں گناہوں سے نجات نہیں پاتا۔ ایسا ہو کہ میں ان جنگلی درندوں سے تمتع حاصل کروں جو میرے لیے تیار کیے گئے ہیں۔ اور میں دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر حملہ کرنے کا جذبہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اور میں خود بھی اُن کو ترغیب دؤں گا کہ وہ جلدی سے مجھے نکل جائیں۔ اور میرے ساتھ ایسا معاملہ نہ کریں جو بعض ایسے لوگوں سے کیا ہے جن کو انھوں نے خوف کی وجہ سے چھوڑا انہیں۔ لیکن اگر وہ مجھ پر حملہ کر نیکی لے رضامند نہ ہوں تو میں اُن کو ایسا کر نیکی پر مجبور کروں گا جس سے اُن میں معاف کھا جائیں خوب جانتا ہوں۔ کہ میرے

فائدہ کی کیا چیز ہے۔ اب میں ایک شاگرد بننا شروع ہوتا ہوں اور کوئی چیز ظاہر ہو یا چھپی ہوئی۔ اس بات میں مجھ پر حسد نہ کرے کہ میں یسوع مسیح کو پاؤں۔ آگ اور مصائب (صلیب) آئیں جنگلی درندوں کے گروہ آگے بڑھیں۔ مجھے پھاڑ دیا جائے میری ہڈیوں کو الگ الگ کر کے توڑ دیا جائے۔ میرے اعضاء کو کاٹ دیا جائے۔ میرے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ اور شیطان کے تمام خطرناک دکھ مجھے پڑیں ان کی مجھے پروا نہیں۔ اگر میں یسوع مسیح تک پہنچ جاؤں۔“

میں ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ اس تحریر کے لکھنے والے کی دماغی حالت کا اندازہ کریں۔ یہ فرض کیا گیا ہے کہ پارٹھیا کے جنگوں میں ٹراجن نے انطاکیہ کے مقام پر اس شخص پر حملہ میں ہونے کا فتوے صادر کیا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ اسے روم میں لیجا کر جنگلی جانوروں کے آگے ڈال دیا جائے اور یہ خیال کیا گیا ہے کہ یہ خطوط اس شخص نے انطاکیہ سے روم کو جاتے وقت لکھے جب سپاہیوں کی حراست میں ایک مجرم کے طور پر لیجا یا جا رہا تھا۔ جیسا کہ حوالہ سے ظاہر ہے وہ ان کے ظلم کی شکایت کرتا ہے۔ اور ان کا جنگلی درندوں سے مقابلہ کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ اس قدر آزاد تھا کہ دوست اس کی ملاقات کو آتے ہیں وہ خطوط لکھتا ہے۔ جہاں جہاں سے وہ گزرتا ہے وہاں کے بَشپ اور ڈیکن اور عیسائی اقوام کے وفد اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے خلع فادار دوست ہیں اور وہ دس چیتے کچھ دخل نہیں دیتے۔ نہ ان امور میں اسکی کچھ مخالفت کرتے ہیں۔ یہ ظالم وحشی درندے اُس کو دہی کام کرنے کی اجازت دیتے ہیں جنگی بنا پر۔ اس پر موت کا حکم صادر کیا گیا ہے۔ اب یہ ساری کہانی اس قدر یہود ہے کہ ایک انسان جو اپنی درایت سے کچھ بھی کام لے کبھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ رومی سپاہیوں کی تاریخ خود اس کہانی کی تکذیب کرتی ہے اور خود ان چھٹیوں کو جھوٹا اور فرضی ٹھہراتی ہیں۔

آئیرینئس جس کا زمانہ مسلمانوں کے درمیان ہے رومیوں کے نام کے خط سے ایک فقرہ نقل کرتا ہے مگر یہ نہیں بتاتا کہ یہ فقرہ اس نے کہاں سے لیا۔ اس لئے لارڈز غلط خیال ہے کہ یہ فقرہ کہیں اور سے نہیں لیا گیا۔ آریجن تیسری صدی کے نصف میں دو دفعہ اگنیشس کا نام لے کر ذکر کرتا ہے اور رومیوں کے نام کے خط سے ایک فقرہ نقل کرتا ہے۔ مگر میری محبت صلیب دی گئی ہے اور ایک فقرہ انیون کے نام کے خط سے نقل کرتا ہے۔ اس دنیا کے شاہزادہ سے مریم کا کنواریں مخفی کھا

گیا۔ یوسی بی ایس ان سات خطوط کا ذکر کرتا ہے جن کو اصلی سمجھا جاتا ہے۔ جس کی بڑی وجہ خود یہ ذکر ہے۔ وہ رومیوں کے خط کی کچھ نقل کرتا ہے۔ آئرینیس کا حوالہ دیتا ہے اور اس فقرہ کو نقل کرتا ہے جو پہلے اریجن نقل کر چکا ہے۔ اور چند الفاظ ایک جعلی تجیل کی بھی نقل کرتا ہے جو سمرنیوں کے نام کے خط میں ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ آخری حوالے کے سوائے باقی سب حوالے سریانی نسخہ سے ہیں۔ اور اس خط کا سریانی نسخہ دنیا میں کوئی موجود نہیں۔ اتھنیسیس سب سے پہلا مصنف ہے جو اگنیثس کی طرف ان تین خطوط کا کوئی فقرہ منسوب کرتا ہے جن کے سریانی نسخے ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ مگر وہ فقرہ سریانی نسخہ میں موجود نہیں اور یہ چوتھی صدی کے پچھلے حصہ کا ذکر ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان خطوط کے بعض فقرے ہماری انجیلوں سے لئے گئے ہیں۔ مگر یہ امر ایسا بالبداهت غلط ہے کہ اس پر بحث کی بھی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر جو سب سے بڑا حوالہ پیش کیا جاتا ہے میں اُسے لیتا ہوں۔ یہ رومیوں کے نام کے خط کے چھٹے باب میں ہے۔ اور اس دنیا کی ساری خوشیاں۔ اور اس زمانہ (یا زمین یا وقت) کی ساری سلطنتیں مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ میرے لئے یہ بہتر ہے کہ یسوع مسیح کی خاطر مر جاؤں بہ نسبت اس کے کہ زمین کے سارے کناروں پر حکمرانی کروں۔ کیونکہ ایک انسان کو کیا فائدہ ہے کہ وہ ساری دنیا کو حاصل کرے۔ مگر اپنی روح کو کھودے۔ میں تو اُسی کو تلاش کرتا ہوں جو ہمارے لئے مرا۔ میں اسی کو چاہتا ہوں جو ہمارے خاطر دوبارہ اُٹھا۔ یہ وہ فائدہ ہے جو میرے لئے رکھا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ اس عبارت میں جو متی ۲۶:۱۶ کا حوالہ ہے وہ بعد میں بڑھایا گیا ہے۔ لاطینی نسخہ میں یہ مطلق نہیں پایا جاتا اور کیسلز کے مطابق سکندریہ کے تپاؤس کی تصنیف میں یہ نہیں پایا جاتا اگر اس کو حذف کر دیا جائے تو اس کے بغیر فقرہ پورا ہے۔ مفہوم صاف ہے اور عبارت بہتر ہے۔ اسکا بعد میں بڑھایا جانا صاف ہے۔ کسی ابتدائی زمانہ کے پڑھنے والے نے اس عبارت کو متی ۲۶:۱۶ سے ملتا جلتا پاکر وہ فقرہ حاشیہ پر لکھ دیا۔ اور آہستہ آہستہ اصل عبارت میں درج ہو گیا۔ اکثر محقق اسے زائد تسلیم کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ عام دستور تھا کہ ایک عبارت میں کوئی فقرہ بڑھا دیا اور اس کا ثبوت سب سے بڑھ کر خود انہی خطوط سے ملتا ہے جن پر ہم یہاں بحث کر رہے ہیں۔ اور گو میں دُر تا ہوں کہ ناظرین کے لئے ذیل کا طویل حوالہ باعث ملول ہو۔ مگر ایسے طریقوں پر غور

کر کے ہی ہم کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ ذیل کی عبارت سمرنیوں کے نام کے خط میں مختصر یونانی نسخہ کا تیسرا باب ہے +

”کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اپنے جی اٹھنے کے بعد بھی وہ گوشت رکھتا تھا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ایسا ہی وہ اب بھی ہے۔ مثلاً جب وہ اُن کے پاس آیا جو پطرس کے ساتھ تھے۔ تو اُس نے اُن کو کہا پکڑو مجھے ہاتھ لگاؤ۔ اور دیکھو کہ میں رُوحِ بلاجم نہیں ہوں۔ اور اُنھوں نے فوراً اُس کو چھو اور یقین کیا اور اس کے گوشت اور روح دونوں کی وجہ سے قائل ہو گئے اسی وجہ سے وہ موت کو بھی حقارت کی نگہ سے دیکھتے تھے اور اُس کے فاتح بن گئے۔ اور اپنے جی اٹھنے کے بعد اُس نے اُن کے ساتھ کھایا اور پیا۔ جیسے کہ وہ گوشت رکھتا تھا۔ گو وہ رُوحانی طور پر باپ کے ساتھ بل چکا تھا“

یہ آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ اسی باب میں ہماری انجیلوں سے نہ کوئی فقرہ نقل کیا گیا ہے اور نہ ہی اُن کی طرف کوئی اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ بعض الفاظ یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جو ہماری انجیلوں میں نہیں پائے جاتے۔ ان الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔ لوسیئس فقرہ نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ معلوم نہیں یہ کہاں سے لیا گیا ہے۔ جیرومی کہتا ہے کہ یہ فقرہ عبرانیوں کی انجیل میں پایا جاتا ہے۔ یہ انجیل نعرا نیوں میں مروج تھی۔ اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ آریجن یہ فقرہ ایک ایسی تعریف سے نقل کرتا ہے جو کلیسیا میں پہلے زمانہ میں مروج تھی، جس کا نام ”پطرس کی تعلیم“ ہے۔ یہ آگے چل کر ہم کو معلوم ہوگا کہ ابتدائی زمانہ کے مصنف وضعی انجیلوں سے فقرے نقل کر دیتے تھے جو بعض حالات میں ہماری انجیلوں سے مختلف ہیں۔ بعض ان سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے +

طویل یونانی نسخہ میں وہی تیسرا باب یوں چلتا ہے ۱۔

”اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایک جسم رکھتا تھا۔ جو صرف پیدا ہونے اور صلیب پانے تک نہ تھا مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اپنے جی اٹھنے کے بعد بھی ایسا ہی تھا۔ اور یقین کرتا ہوں کہ وہ اب بھی ایسا ہی ہے۔ مثلاً جب وہ ان لوگوں کے پاس آیا جو پطرس کے ساتھ تھے۔ تو اُس نے انھیں کہا۔ پکڑو مجھے ہاتھ لگاؤ اور دیکھو کہ میں رُوح بلاجم نہیں ہوں۔ کیونکہ رُوح گوشت

اور ہڈیاں نہیں رکھتی۔ جیسا کہ تم مجھے دیکھتے ہو۔ اور اُس نے تھو کا کو کہا۔ ادھر اپنی انگلی کینٹوں کے نشاؤں کے اندر پینچا۔ اور اپنا ہاتھ ادھر پینچا اور اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کر۔ اور فوراً اُن کو یقین ہو گیا کہ وہ مسیح تھا۔ اس لیے تھو ابھی اُسے کہتا ہے میرے آقا اور میرے خدا تھا۔ اور اس لیے وہ موت کو بھی حقیر سمجھتے تھے۔ کیونکہ یہ بہت تھوڑا تھا کہ کہا جائے ذلت اور کوڑے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ بعد اس کے کہ اس نے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کر دیا۔ واقعی وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اور صرف ظاہری صورت میں ہی نہیں وہ پورے چالیس دن تک ان کے ساتھ کھاتا اور پیتا رہا۔ اور اس طرح وہ گوشت کے ساتھ ان کے دیکھتے رکھتے اس کے پاس جا پینچا جس نے اسے بھیجا تھا۔ اور پھر اسی گوشت کے ساتھ شان و شوکت اور طاقت کو لیے ہوئے دوبارہ آئے گا کیونکہ مقدس پیشگوئیاں کہتی ہیں کہ وہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان میں اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح پر واپس آئے گا۔ جس طرح پر تم نے اُسے آسمان میں جلتے دیکھا ہے۔ لیکن اگر وہ کہیں کہ وہ دُنیا کے خاتمہ پر بغیر جسم کے آئے گا۔ تو وہ لوگ اس کو کس طرح دیکھیں گے جنہوں نے اسے چھو یا تھا اور جب وہ اسے پہچانیں گے تب اپنے لیے ماتم کریں گے۔ کیونکہ وہ ہستیاں جو جسم نہیں رکھتیں وہ شکل و صورت بھی نہیں رکھتیں۔ اور نہ صورت والے حیوان کی طرز اُن کی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی بناوٹ خود ساما ہوتی ہے۔“

تاریخ دیکھ لیں گے کہ اس عبارت میں کیا کیا فقرے بڑھائے گئے ہیں اور ان کے اندر ایسے فقرات داخل کیے گئے ہیں جو ذیل کی عبارات سے ملتے جلتے ہیں۔ یعنی لوقا ۲۷: ۳۹۔ یوحنا ۲۰: ۲۷۔ ۲۸۔

اعمال ۱۱: ۱۔ مکاشفات ۱: ۷۔ ذکر یا ۱۲: ۱۰۔ اور اتند لال مسیح کے جسم کے ساتھ جی اٹھنے پر ہے۔ نہ ہی سر بائی نسخہ اور نہ ہی مختصر یونانی نسخوں میں ہماری اناجیل کی موجودگی کی کوئی شہادت پائی جاتی ہے اس کے بالمقابل طویل یونانی نسخہ میں وہ فقرات نقل کر کے جو ہماری اناجیل میں پائے جاتے ہیں۔ کوئی ذکر اس بات کا نہیں کیا کہ ان فقرات کا ماخذ کیا ہے۔ نہ ہی ہماری اناجیل کا نام لیا ہے۔ اور لیکن ہے کہ وہ فقرات وضعی تحریروں سے لیے گئے ہوں۔ یقیناً وہ بہت پچھلے زمانہ کے ہیں۔ اور خواہ وہ وضعی ہوں یا کسی شخص و گنیش نام کے اصلی خطوط ہوں اُن سے تو اس بات کی کوئی تائید ہوتی ہے کہ جن فقرات کا اناجیل میں ذکر ہے وہ انکی قابل اعتبار شہادت ہیں۔ یا اسکی کہ اناجیل قابل اعتبار ہیں۔ نہ ہی اُن کے

مصنفوں کے سوال کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے۔

چارلس ڈی گورہم اور مسیح

چند الفاظ مسیح کے کمال اخلاق کی نسبت یہاں لکھے جاتے ہیں۔ نہ اس خواہش سے کہ کتاب میں کوئی ایسا مرد داخل ہو جس پر بحث کا سلسلہ چلے۔ بلکہ صرف اس خیال کی تردید کے لیے جو اکثر اوقات ظاہر کیا جاتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ایک دھندلا سا خیال بہت دلوں میں جاگزیں ہے۔ کہ عیسائیت کا اخلاقی پہلو پورے طور پر اس کے چھوٹے چھوٹے اخلاقی فقروں سے ظاہر نہیں ہوتا جن کے متعلق اب یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ ان کی اصلیت کچھ نہیں بلکہ یہ کہ اس مذہب کی اصل حقیقت نے ایک ایسی شخصیت کے اندر شکل اختیار کی ہے جس کی اخلاقی عظمت کو دنیا میں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ انسانیت اور خدائی کے اس بے نظیر اور کامل اتحاد سے یسوع مسیح کا کمال اخلاق اس کے مذہب کی فوق الطاقیت اصلیت کی بہترین شہادت ہے۔

یہاں اس قدر اشارہ کر دینا ناموزون نہیں کہ خود چاروں انجیلوں کی شہادت پر یہ نتیجہ قابل تسلیم نہیں ٹھہرتا۔ اگر ہم اس ہال کی جو روایات قومی نے یسوع مسیح کے سارے افعال اور اقوال کے گرد بنادیا ہے پروا نہ کریں۔ تو معلوم ہو گا کہ وہ انسانی کمال کے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر انصاف کی نگہ سے کس طرح انھیں خدائی کا حقدار ٹھہرایا جاسکتا ہے؟ اگر ہم الفاظ کے معمولی اور سادہ معنی لیں تو اناجیل کے مختلف فقرات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گھر بیو زندگی کے قدرتی جذبات کی طرف سے وہ کسی قدر لاپرواہ تھے (دیکھو متی ۱۰: ۳۷-۳۸ - لوقا ۹: ۵۹-۶۰) بلکہ یہاں تک کہ دیکھو کہ ان کے اندر فساد ڈلوانے آیا ہوں (متی ۱۰: ۳۷-۳۸) اور کہ کم از کم ایک موقع پر انھوں نے اپنی ماں کے ساتھ نامناسب سلوک کیا (یوحنا ۴: ۲۱) بہت دفعہ انھوں نے ایسے احکام دیئے جو بجائے حکیمانہ یا عملی ہونے کے زیادہ تر وہی سے معلوم ہوتے ہیں اس کی مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں مثلاً بدی کے مقابلہ سے اس قدر گریز کرنا کہ جس سے ظلم دنیا میں بڑھے۔ یا مثلاً خیرات کے معاملہ میں بلا تمیز موقعہ زور دینا۔ انھوں نے ایک اپنے دوست

مرنے دیا۔ جب قصہ کے مطابق ان کو طاقت تھی کہ موت کی تکلیف ان پر وار ہونے سے اسے بچا سکیں اور اس کی بہن کو ایک تلخ غم سے بچا سکیں اور پھر اپنے شاگردوں کو کہا کہ ان دوست کی بیماری صلیک ثابت نہ ہوگی۔ حالانکہ ان کو ضرور علم ہوگا کہ اس بیماری کا نتیجہ موت ہے (دیکھنا) بعض وقت وہ مباحثہ میں اس قدر جوش میں آجاتے تھے کہ ایک موقع پر ان لوگوں کو جسکے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اس کے اپنے پیروؤں میں تھے۔ یہ کہہ دیا کہ ان کا باپ خدا نہیں۔ بلکہ شیطان ہے۔ (یوحنا ۸: ۳۱ و ۴۴) ✽

اُن کو اس بات پر بھی ایمان تھا۔ جو بڑی نقصان دہ ثابت ہوئی ہے کہ جن بھی انسانوں پر متعرف ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے دوزخ کا سلسلہ اس طرح پر بیان کیا جس سے طبیعت متغیر ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنے عام وعظوں کو کسی قدر تاریک کر دیتے تھے۔ تاکہ سننے والے ان کو پورا فائدہ دے نہ سکیں۔ ایک بھی نقص کمال کے دعوائے کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی ہے مگر ہم نے یہاں چند نقصوں کا ذکر کیا ہے۔ اور اگر انا جیل کو صحیح تسلیم کیا جائے تو یہ نقص ایسے نہیں کہ انھیں خفیف اور معمولی سمجھا جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ کتابیں جن میں اُن واقعات کا ذکر ہے پوری قابل اعتبار نہ سمجھی جائیں۔ اور ممکن ہے ان کے اندر تغیرات راہ پائے ہوں۔ لیکن اگر اس بات کو درست مانا جائے تو پھر یہ دعوائے کہ یہ کتابیں المامی ہیں باطل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس دعوائے کو غلط مانا جائے تو پھر اس بات کی شہادت کیا رہ جاتی ہے کہ یسوع مسیح کی فکر ایک خدائی اور فوق القدرت محوری تھی۔ اس سلسلہ کی کیا وقعت باقی رہ سکتی ہے جو مشتبہ تحریروں کی بنیاد پر کمال انسانیت اور کمال خدائی ایک ایسے انسان کی طرف منسوب کرے جس نے خود انہی تحریروں کے مطابق نہ ایک کاثوث اپنے ائمہ دینہ دوسرے کا۔

پھر کمال انسانی یہ چاہتا ہے کہ انسانی فطرت کے سارے قولے کا کمال نشوونما ہو۔ خواہ وہ ذہنی قولے ہوں خواہ اخلاقی۔ اب اگر اخلاقی کمال کو خوش اعتقادی سے مان بھی لیا جائے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ قولے ذہنی کے لحاظ سے بھی یسوع مسیح کامل ترین انسان تھا۔ پھر ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ بالخصوص اس لیے کہ اس دلیل کو ایک سلی مصنف نے بدھ کے کمال اخلاقی کی تردید میں استعمال کیا ہے۔ ایک انسانی زندگی کے جو تیس اور چالیس

سال کے درمیان تھے۔ حالات میں سے اناجیل لکھ کر کچھ ذکر بھی کرتی ہیں تو صرف تین سال کے واقعات کا امداد بھی نامکمل طور پر۔ اس بات پر یقین کامل کرنے کی کیا وجوہات ہیں کہ اس زمانہ میں جس کی کوئی ایجادداشت باقی نہیں ملتی مسیح نے کوئی کمزوری نہ دکھائی تھی + یہ باتیں صرف یہ ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی ہیں کہ عیسائیت کی اخلاقی تعلیم کا صحیح اندازہ لگانے میں بائبل مذہب کے متدعو یہ کمال کیے کر کو یوں ہی چھوڑا نہیں گیا +

اسلام و عیسائیت اعتراف کی گردن خم ہوگئی

اسلام اور عیسائیت پر حال میں بمقام لندن ایک دلچسپ مباحثہ ہوا ہے۔ اس کی مختصر کیفیت کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ جلسہ کے صدر مقررے یوسف علی سابق آئی سی۔ اس تھے مباحثہ کا افتتاح مٹریسی۔ ایف رائڈ نے کیا مٹریس موصوف نے دورانِ تقریر میں کہا کہ باشندگان انگلستان کو اپنی مادری تہذیب پر بھت ناز ہے۔ لیکن وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ اس تہذیب کا آفتاب یورپ کے مطلع پر حال ہی میں طلوع ہوا ہے تیلنج عالم میں نہ سہی۔ گذشتہ چند صدیوں میں یہ پہلا موقع ہے کہ سرزمینِ ایشیا کو تیسارے یورپ کے دعو پاؤں کی رگڑ میں آنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس لئے ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ ہم ایشیائیوں اور دنیا کی تمام رنگ دار اقوام کے مذہب سے واقفیت پیدا کریں اور بحیثیت ایک عیسائی کے مجھے اس کے کہنے میں ذرا بھی تاہل نہیں ہے۔ کہ اسلام کے متعلق ایک ملک میں شدید غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے۔ عامۃ الناس اس سے قطعاً نا آشنا ہیں۔ اور حیرت ہے کہ وہ جہالت کی تاریکی سے بچھا چھڑانے کے لئے کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ ہم کو مٹریس موصوف کی اس رائے سے پورا اتفاق ہے۔ واقع میں اگر اہل یورپ اور بالخصوص اہل انگلستان ایشیائیوں اور خاص کر مسلمانوں کی اصلی حالت و حیثیت کو کما حقہ طور پر

پہچانیں اور ان کے جو احسانات مغربیوں پر ہیں۔ ان کو عمیق نگاہوں سے دیکھیں تو بُہت سے
میں الا قوامی خنازعات کا تعفیہ آسانی سے ہو سکتا ہے ۛ

انگلستان کے تحت دس کروڑ مسلمان آباد ہیں جن میں سے سات کروڑ صرف ہندوستان میں
ہیں۔ اگر انگلستان کے باشندے ان کے جذبات و حیات کا انصاف اور دلسوزی سے مطالعہ
کریں اور ان کا احترام بھی کریں۔ تو دولتِ برطانیہ کی سطوت و صولت میں چار چاند لگ جائیں
اور اس سلطنت کو وہ تقویت اور پیوستگی حاصل ہو جو اور کسی حکومت کو حاصل نہیں ہے
لیکن حیف ہے کہ ظاہر پرست لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں ہیں اور اسکے نتائج ظہر میں نہیں۔
مشرعوں نے کہا۔ کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عیسائیت سے بُہت قریبی تعلق رکھتا ہے
یہودی جنابِ مسیح کی نبوت کے قابل نہیں ہیں۔ مگر مسلمان ان کو انبیاءِ اربعہ میں سے سمجھتے ہیں
پس ایک ایسے مذہب کی اصلیت کو سمجھنا جو علاوہ اس قریبی تعلق کے بڑے عظیم افریقہ میں بڑی
سرعت سے پھیلتا جاتا ہے۔ اور جہی نے دُنیا کو ایک بے نظیر تہذیب بخشی ہے۔ ہر ایک انگریز کا
فرضِ اولین ہونا چاہیئے۔ اس ملک (انگلستان) کے پیشوایانِ دین اس حقیقت پر غم کے
آتش بھایا کرتے ہیں کہ افریقہ میں اسلام بہ نسبتِ عیسائیت کے زیادہ سرعت کے ساتھ پھیل
رہا ہے۔ شاید وہ اس امر سے آگاہ نہیں ہیں کہ اس سرعتِ رفتار کی وجہ اس کی سادگی میں منہم
ہے۔ کیونکہ عقائدِ اسلام عیسائیت کی نسبت بہت کم پیچیدہ ہیں۔ اس نے جو ضابطہ حیات انسانی
کے لیے بنی نوع انسان کو عطا کیا ہے وہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ اور یہی ایک
بڑی وجہ افریقہ میں اس کی سبک رفتاری کی ہے ۛ

اسلام مفسرینِ یورپ کی شہادت کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے اصول و آئین کی غلطیت
سادگی جو خود بخود دلوں میں گھر کر لیتی ہے۔ اس کے دینِ الفطرۃ ہونے کی سب سے بڑی شہادۃ
ہے۔ لیکن مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے کہ وہ اس چشمہ آبِ زلال کو اپنی خود غرضی کی آلائشوں سے
گندلا کر رہے ہیں۔ اور اپنے اعمال و افعال سے اسلام کا ایک ایسا نمونہ دُنیا کے روبرو پیش کر
رہے ہیں جس کو دیکھ کر کوئی شخص ان شہادتوں پر یقین نہیں کر سکتا۔ مسلمان غور کریں کہ
ایک مسلم کس پیرایہ میں اسلام کی صداقت کو دُنیا کے عیسائیت میں نمایاں کر رہا ہے جب وہ

بعد حسرت و افسوس کہتا ہے کہ ”موجودہ جنگ میں ایک طرف تو یہ عقیدہ ہے کہ انسان اپنے ملک کے فائدے کے لیے خواہ کتنا ہی زبون طرز عمل کیوں نہ اختیار کرے وہ ایسا کرنے میں بالکل محتاج بجانب ہے اور ایسے آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔ جو اس اصول کی پیروی کا میلان رکھتے ہیں۔ لیکن کیا ایک نفل جو فطرۃً خراب ہے اس وجہ سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس کا کرنیوالا ایک مدبر سیاست ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر کوئی نظارہ قابل افسوس ہو سکتا ہے۔ کہ جنگ سے پیشتر ایک ملک (جہ منی) کے ماہران سیاست دوسرے ملک کے ملازموں کو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرنے۔ حلف توڑنے اور رشوت لے کر اپنے ملک کے راز ہائے سر بہتہ کو طشت از باہم کرنے کے لیے درغلانہ ہے تھے۔“

مسٹر رائڈر کا خیال ہے کہ اگر تمام اقوام عالم ایک دوسرے کے مذہب اور فائدہ کو سمجھنے کی چھٹی طرح کوشش کریں تو بین الاقوامی اخلاقیات کی ایک ایسی سکیم وضع کر سکتے ہیں۔ جس سے اس قسم کے منصوبوں کو خاک میں ملایا جاسکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ سکیم بحجۃ اسلام کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ جو احکم الحاکمین نے تمام قوموں۔ تمام زبانوں اور تمام حالتوں کیلئے بنائی ہوئی رائڈر صاحب کی تقریر کے بعد چند اذمقررین نے بھی تقریریں کیں۔ مسٹر اوڈل نے کہا۔ کہ بحیثیت ایک کیتھولک عیسائی ہونے کے۔ نسبت پرائسٹنٹوں کے ان کی ہمدردی اسلام کے ساتھ زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں پرائسٹنٹ مذہب کی نسبت اسلام کے اصول و عقائد زیادہ قابل تعریف ہیں۔

مسٹر بقری نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا۔ کہ اسلام نے محدود کثرت ازدواج کی اجازت ان برائیوں کو روکنے کے لیے دی ہے۔ جو سچی ممالک میں عام طور پر پائی جاتی ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام ایک معقول و مثالیستہ مذہب ہے۔ اور ان قیود و پابندیوں کے لحاظ سے جو اسلام نے عاید کی ہیں۔ کثرت ازدواج کے اصول سے وہ تمام اقوام فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ جن کے مردوں کی کثیر تعداد ضائع ہو رہی ہے۔ مسٹر مودف نے اسلام سے انگلستان کے عیسائیوں کی عدم واقفیت پر اظہار افسوس کیا۔

مسٹر بقری کے شاہدہ کی نسبت ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام چونکہ آخری

دین فطری ہے۔ اور انسانی زندگی کی تمام منازل اور تمام ضرورتوں پر حادی ہے۔ اس لیے اس کا ہر ایک اصول خواہ وہ بادی النظر میں بعض اوقات کتنا ہی فصول اور غیر ضروری معلوم ہوتا ہو دراصل کسی نہ کسی حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ مسئلہ کثرت ازدواج اس کی ایک نمایاں مثال ہے جس پر نکتہ چین طبائع ہمیشہ معترض رہی ہیں لیکن جس کی ضرورت اب پورے زور کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے۔ سٹر ڈولے رائٹ نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ اسلام سے انگلستان کے عیسائیوں کی عدم وفایت اس وقت تک برابر قائم رہے گی۔ جب تک کہ ان کی معلومات کا حشریشہ منقصب عیسائی مستغنی ہیں اور جب تک وہ اسلامی تعلیمات کا علم حاصل کرنے کے لیے اسلامی مصنفین کے افادات سے استفادہ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

پادری اے۔ گریم بارٹن نے کہا کہ مذہب دنیا اسلام کی ایک بڑی حد تک مرہوں منت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جبکہ عیسائیوں کا کیتھولک فرقہ انحطاط کی منزل میں طے کر رہا تھا۔ پادری صاحب نے توقع ظاہر کی کہ تمام عیسائی اسلام کو بطور ایک عظیم الشان طاقت کے دیکھیں گے جو دنیا کو نفع کثیر پہنچا رہی ہے۔ اسلام کے بغیر دنیا اس قدر نیک اور اچھی نہیں ہو سکتی۔ جیسی کہ اب ہے۔

ہمارے دُعا ہے کہ پادری صاحب کی گردن اسلام کے آگے جھکی ہے۔ تو خدائے اسلام کے آگے اُن کی جبین بھی خاک آلود ہو جیسی کہ دنیا کے میں چالیس کروڑ انسانوں کی ہوتی ہے۔ اور اُن کا دل بھی رب العالمین کے حسد کے ترانے گائے۔ کہ اسلام زبان اور دل کی مکمل اطاعت چاہتا ہے۔

دکنگ کے اسلامی مشن

کی
ششماہی رپورٹ

ذیل میں ہم تاریخین کرام کی توجہ کے لیے اس رپورٹ کو درج کرتے ہیں جس میں دکنگ کے اسلامی مشن کے صرف ایک ہفتہ کا کام دکھایا گیا ہے۔ یعنی خرچ مہمانداری اور جو ابھی مولینا مولوی صدیق الدین

صاحب امام مسجد و کنگ کی طرف سے موصوفہ ہوئی ہے۔

”اشاعت اسلام کا کام جس قدر اہم تھا۔ اسی قدر اس کی طرف سے مسلمان اب تک غافل ہیں اس غفلت کی ایک وجہ تو وہی مسلمانوں کی عام حالت خوابیدگی ہے جو ان کے سب کاموں میں پائی جاتی ہے۔ ان کو اپنی قومی زندگی کا اصلی احساس باقی نہیں رہا الا ماشاء اللہ اور نہ کبھی وہ اس طرف متوجہ ہونا پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ حالت جس کو موت کے نام سے تعبیر کرنا چاہیے کس طرح روز بروز اظہار پنا اثر ڈالتی جا رہی ہے۔ زبان سے وہ بے شک سب کچھ بننے کے بُری ہیں۔ مگر علیٰ حالت نہایت گری ہوئی ہے۔ اس بات پر تو لڑنے مرنے کو تیار ہیں کہ کوئی شخص قرآن کریم کے ایک لفظ یا حرف کے بھی منجانب اللہ ہونے اور انسان کے لئے باعث فلاح ہونے سے انکار کرے۔ لیکن عوام دیکھو تو قرآن کے کثیر حصہ پر ایمان نظر نہیں آتا۔ بہر حال یہ بھی ایک مبارک علامت ہے کہ وہ غفلت سے قرآن کریم کے پاک ارشادات کو اپنے لئے نجات اخروی ہی نہیں بلکہ فلاح دنیوی کا بھی اصل ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جس بنیاد پر ایک عظیم الشان عمارت کھڑی ہو سکتی ہے وہ ابھی قائم ہے۔ اور ضرورت ہے قوتوری سی توجہ اور تقویٰ سی کوشش کی۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ جو کچھ مونہ سے کہا جاتا ہے ۱۰۱ پر عمل کر کے دکھایا جائے۔ یہ تو ایک پہلو غفلت کا ہے۔ لیکن ایک اور بڑی وجہ کم توجہ کی بھی ہو گئی ہے کہ اشاعت اسلام کی تحریک کو کچھ لوگوں نے مشغلہ بنا رکھا ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم اس امت کے ائمہ اور اولیائے کرام کی زندگیاں اس بات پر شاہد ہیں کہ اشاعت اسلام کے کام کے اہل ہی لوگ ہو سکتے ہیں جو پہلے صرف اپنے مال و جان کو خدا کی راہ میں یعنی اشاعت اسلام کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو چکے ہوں۔ بلکہ واقعی طور پر اس کو پورے قدم رکھ کر اپنی اہمیت کا ثبوت بھی دے چکے ہوں۔ لیکن آئے دن جو تحریکات پیدا ہوتی اور مری جاتی ہے ان کی وجہ سوائے اس کے کیا ہے کہ جو کمزوری اس کام کی اہمیت پر پہلے غور نہیں کرتے اور نہ شاید خود اس قدر قربانی کرنے کے لئے تیار ہو چکے ہوتے ہیں جس کی ضرورت اس کام کے لئے ہے۔ ان اور بعض اور وجہ سے مسلمان اس وقت اپنے دین کی تبلیغ کے کام میں سب قومیں سے پیچھے رہے ہوئے ہیں۔ وہ جن کو امام اور پیشرو بنایا گیا تھا لتکون فی رشد اعلیٰ الناس۔ وہ جن کو دنیا کی سب سے افضل قوم قرار دیا گیا تھا۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ وہ آج اپنے فرض

سے علاؤ اس قدر غافل ہیں کہ اس جدوجہد میں جو قومی زندگی کے لیے ہے۔ نہ صرف سب سے بچھے
 ہی ہیں بلکہ اس قدر بچھے ہیں کہ دنیا کی پیشروی اور امامت کے منصب کا خیال بھی اُن کے دل میں
 پیدا نہیں ہوتا۔ کاش کم از کم اس غرض کو تو نہ بھلا دیا ہوتا اور اس قدر بہت تو نہ ہار دی ہوتی کہ
 اُنھنے کی اُننگ بھی جاتی رہتی۔ غور کے قابل بات ہے کہ اگر دوکنگت کے اسلامی مشن کو صرف ہندستان
 کی کوشش کا ہی نتیجہ قرار دیا جائے تو چھ کروڑ مسلمانوں کا اس کو موجودہ حالت میں چھوڑنا۔ کہ اسکی
 زندگی کا انحصار صرف اس بات پر ہو کہ ایک شخص جو اپنے دل اور دماغ کو غیر مسلموں پر خرچ کر کے
 اُن کو اسلام کی طرف لا سکتا ہے۔ صرف مسلمانوں کو بیدار کرنے پر لگا رہے۔ کیا قابل افسوس امر
 چاہیے تو یہ تھا کہ جو لوگ اس بات کے اہل ثبات ہو چکے ہیں کہ وہ اسلام کے پاک چہرہ کی اصلی
 خوبسورتی کو لوگوں کو دکھائیں کہ ان کو اسلام کا شہ اُبتا سکتے ہیں۔ انھیں اور دھندوں سے بالکل
 فارغ کر دیا جاتا۔ مگر جب تک کچھ اور لوگ ایسے پیدا نہ ہو جائیں جو اخراجات مشن کا فکر اسی طرح
 رکھتے ہوں جس طرح اپنے ذاتی اخراجات کا فکر ایک ہی آدمی کو کئی کام کرنے پڑتے ہیں۔
 جو کچھ کام اس وقت تک دوکنگت مشن میں ہو چکا ہے۔ بلحاظ اس کوشش کے جو اُس کے لیے لگی
 ہے ایک عظیم الشان کامیابی ہے۔ لیکن اس کام کو سامنے رکھ کر جو ابھی ہم نے کرنا ہے۔ وہ ابھی کچھ ہی
 نہیں۔ اس وقت کی تیاری کے لیے جب اس چھوٹے سے پودے کی شاخیں دور دور کے ملکوں میں
 بھیل جائیں۔ ہمیں ایک بڑا وسیع لٹریچر تیار کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ضرورت ہے
 کہ کئی آدمیوں کے دل اور دماغ محض اس لٹریچر کے پیدا کرنے پر لگے رہیں۔ اور پھر ایک حد تک
 اس لٹریچر کی منت اشاعت کا انتظام بھی ہونا ضروری ہے۔ ایسے آدمیوں کا پیدا ہونا پھر ان کو
 یہ توفیق ملنا کہ وہ اپنی قوتوں کو بجائے اور اتسفال کے اس کام پر لگا دیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے
 فضل پر موقوف ہے۔ لیکن جس قدر آئی بھی اس وقت کام کرنے والے ہیں۔ اُن کے محض اس طرف
 نگاہ ہٹنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہو جائیں جو نہ صرف اپنے احوال میں سے ہی
 ایک عین حقہ اس کام پر خرچ کرنے والے ہوں۔ بلکہ دوسروں کو بھی بیدار کرنے والے ہوں کہ وہ
 اس کام میں تھمتیں۔ اکثر لوگ جو کچھ اشاعت اسلام کے لیے دیتے بھی ہیں تو غمخور اسے کر ہاتھ
 روک لیتے ہیں۔ راعطی قلیلا لکدی کا مصداق اپنے آپ کو بنارہے ہیں۔ حالانکہ چاہیے تھا

کہ جس قدر کام ترقی کر رہا تھا اسی قدر بالقابل اس کے لئے سامان کے فراہمی کی کوشش کو بھی چلایا جاتا۔ ناظرین رسالہ رپورٹ کو پڑھ کر دیکھ سکتے ہیں کہ کس قدر اخراجات مرن ممانداری کے ہیں۔ اور یہ محض اخراجات مشن کی ایک چھوٹی سی شاخ ہے۔ اگر سالہ کے خریداروں میں سے جن کو اس کام کے حالات سے اطلاع ہے ایک سو آدمی بھی یہ نہ کر لے کہ وہ اس اسلامی مشن کے واسطے فنڈ مٹینا کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں تو مشن کے اہتمام اور سرے فارغ البال ہو کر کلیتہً دوسرے کام میں لگ سکتے ہیں۔

مولینا مولوی صدر الدین صاحب کی چھٹی سے یہ بھی واضح ہو گا کہ مولوی صاحب موصوف اب واپس تشریف لاتے ہیں اور اسی غرض کے لئے جناب خواجہ کمال الدین صاحب ستمبر کے پہلے ہفتہ میں ولایت تشریف لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو صاحبوں کا حافظ و ناصر ہو جناب خواجہ صاحب کی غیر حاضری میں مولوی صدر الدین صاحب نے کام کو کس قابلیت سے چلایا ہے وہ اس سے عیاں ہے کہ چالیس پچاس نو مسلموں سے ڈیڑھ سو تک نو مسلموں کی تعداد اس اثنا میں پہنچ گئی ہے۔ اور بعض سالم کے سالم خاندان سلمان ہو چکے ہیں۔ گویا خواجہ صاحب اپنی واپسی پر کام کو چار چاند پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اب ہم ذیل میں مولوی صدر الدین صاحب کی چھٹی درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر اشاعتِ اسلام)

مسجد وکنگ کی تازہ ڈاک

(انگلستان میں اشاعتِ اسلام)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : تَحْمَدٌ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
مخدومی کرمی معظمی سلّم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ شاید آخری چھٹی ہے جو میں یہاں سے جناب یخدمت میں لکھتا ہوں۔ عید الفطر قریب آرہی ہے۔ اس مبارک دن کے بعد میں غالباً اپنی واپسی کی تیاری کر دوں گا۔ یہ پانچویں عید ہوگی۔ جو میرے ایام قیام میں مجھے یہاں نصیب ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد شاہجہان وکنگ میں پہلی نماز عید اور

خطبہ میرے مقدس رکھنا اور اس کے بعد متواتر پانچویں عید ہوگی جس کی خوشی مجھے انشاء اللہ
میرا سنے گی۔ میں اپنی واپسی میں اپنے اندر بڑا سرور پاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میرے زمانہ قیام میں
یہاں ہنس سے پہلوؤں سے ترقی کے سامان ہم پہنچائے۔ جہاں تک میں اس میں اپنی کوشش کا حصہ
دیکھتا ہوں۔ وہ ہنس ہی کم ہے۔ جہاں تک میں اپنی استعداد پر نظر ڈالتا ہوں وہ بہت ہی معجزی
ہے۔ اس لیے میں تو کسی تعریف کا مستحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑی حمد کا مستحق ہے جس نے محض ذوق نازی
سے اس کام کو جو اس کا اپنا ہے فروغ دیا۔ اور میرے وہم و گمان میں بھی یہ رنگ نہ تھا جو اس نے
جمادیا۔ اب ہم سب مسلمانوں کی متفقہ کوشش بکا ہے۔ اس باغ کی آبیاری کے لیے جس میں
ڈیڑھ سو کے لگ بھگ پودے الگ چکے ہیں۔ علاوہ انہیں سرزمین انگلستان میں چونکہ علم و تہذیب
موجود ہے۔ اور تمام نہیں تو اکثر لوگ آزاد دل و دماغ رکھتے ہیں۔ جو عقل و تہذیب پسند ہیں۔ اس لیے
اسلام جو فطری مذہب ہے۔ اسلام جس کے معقول ہونے کے متعلق حضرت رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے علی بصیرۃ انوار میں اتباعی کا اعلان فرمایا۔ اسلام جس کے خدا کو بار بار الحکیم بیان فرمایا
اور خاتم الکتاب کو الفرقان اور الحکیم کے ناموں سے مکرر یاد فرمایا کیوں یہ مذہب اس مذہب اور
معاذ اللہ کے مقبول نہ ہو۔ عیسائیت کی الجھن تو کوئی سنبھا نہیں سکتا۔ ایک بچہ بھی ایسی تعلیم کا
دشمن ہو جاتا ہے جو تلمذ کر کے ہو کر تین برابر ایک ہوتے ہیں اور ایک برابر تین کے ہوتے ہیں یا
کسی کا سر پھوڑ دینے سے تمام دنیا کے گناہ مرٹ جاتے ہیں تو پڑھے لکھے لوگ کیسے ان اصولوں
کے پابند ہوں۔ میں سمجھتا ہوں پادری صاحبان کی ایسی تلقینوں نے یہاں کے لوگوں کو اسلام
کی تعلیم کے لیے طیارہ کو رکھ لیا ہے۔ اور کثرت سے ایسے لوگ یہاں ہیں جو مسلمان ہیں پر جانتے
نہیں کہ اسلام دنیا میں کوئی مذہب ہے۔ اور وہ فطرت انسانی کے مطابق اور عقل خدا داد کے
موافق ہے۔ غلط اسلام سے تو وہ واقف ہیں۔ لیکن اس کے معنی ان کے ہاں حضرت رسول کریم
سلم کی پوجا زیادہ یہ دیاں کرنا وحشی طرز و طریق کا عادی ہونا ہے۔ ایسے لوگوں سے جب کبھی گفتگو
کا موقع ہوتا ہے۔ تو بڑے امید افزا گفتگوات ہوتے ہیں۔ اور ان کی خود حیرت ہوتی ہے کہ اسلام
ان کے فطری نزالات کا فوٹو ہے۔ اور کیوں دعا باز لوگوں نے اسلام کو ایک گمنامی شکل میں پیش کیا
پہچان نہ تھی انشاء اللہ ہر مذہب بڑا کلمی ہے۔ اور انہیں سے گفتگو کا موقع ملا۔ ان میں سے اکثر عیسائیت

سے بیزار اور انجمنے اسلام کے قایل تھے۔ بعض اوقات ان حالات کو دیکھ کر اپنے اوپر افسوس آتا ہے کہ ہم اس وقت اٹھ بھی تو نہیں کر سکتے کہ وہ لوگ جو بالکل اسلام کے قریب آئے ہوئے ہیں ان کو اسلام کی ندامت پانچا نے کا انتظام کر دیں۔ میں جمیع مسلمانان ہند کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس طرف ضرور توجہ کریں۔ آپ بہت جلد قلوب پر اپنا تسلط جما سکتے ہیں۔ تبلیغ اسلام کا کام آپ کے آباؤ اجداد کا مایہ ناز تھا۔ اسی سے انھوں نے ترقیاں کیں۔ اسی سے انھوں نے دوسری اقوام سے سچی ہمدردی کی۔ اسی سے انھوں نے ہمیشہ کے لیے بہت سے ممالک کو مرہونِ منت کر لیا اب وقت ہے آپ لوگ اس طرف توجہ کریں اور بڑے زور سے کریں۔ اس جزیرہ میں آپ کی آبی کوشش کے لیے بہت بڑا میدان ہے۔ میں اس چٹھی کے ساتھ ایک نقشہ شامل کرتا ہوں۔ جو جناب کو پتہ دے گا۔ کہ اس ششماہی میں قریباً تین ہزار آدمی نے ہمارے ہاں کھانا کھایا ہے۔ ہندی انگریزی مسلم اور غیر مسلم۔ ایرانی۔ مصری اور بعض دوسرے یورپی اقوام کے زائرین ہیں۔ اس سے نہ صرف آپ کو اس امر کا اندازہ لگانے کا موقع ملتا ہے کہ مسجد شاہجہان و دلگاہ کو کس قدر خدائے تعالیٰ نے مقبولیت بخشی ہے۔ مسجد جب نمازیوں سے پُر ہو جاتی ہے تو بے اختیار خدا تعالیٰ کی تقدیس تسبیح کرنی پڑتی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس امر کا بھی کہ یہ نشن کس پنج پر پل رہا ہے۔ اور کس قدر بڑھے ہوئے اخراجات کا اس کو انتظام کرنا پڑتا ہے۔

آخر میں ایک شخص کے اسلام قبول کرنے کی خبر بھی ابلاغِ خدمت کرتا ہوں۔ یہ بزرگ نایبجریا کے ہیں۔ بڑے اخلاص سے انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا اسلام قبول کرے اور ان کو استقامت عطا فرمائے۔ ان کا اسلامی نام مسٹر ہارون سمٹھ ہو گا۔ اللہم زد فرزد۔ وَاللّٰہُ۔

نقشہ ششماہی اول بابت لنگر خانہ مسجد وکنگ

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر لوگوں نے یہاں کھانا تناول فرمایا

(از ابتداء جنوری ۱۹۱۶ء لغایت ۳۰ جون ۱۹۱۶ء)

نام ماہ	بوقت صبح	بوقت دوپہر	بوقت شام چار	رات کا کھانا	رات کو شہبائش سوئے	تعداد اور مردان جو ملے ایک توار کے دن چھ روز
جنوری ۱۹۱۶ء	۶۰	۸۰	۱۸۲	۲۰۰	۶۱	۱۳۵
فروری ۱۹۱۶ء	۲۷	۴۵	۱۱۸	۱۳۱	۲۷	۱۳۰
مارچ ۱۹۱۶ء	۳۱	۶۰	۱۶۴	۱۷۹	۳۱	۱۵۰
اپریل ۱۹۱۶ء	۵۹	۹۷	۲۲۵	۲۴۱	۵۹	۱۸۰
مئی ۱۹۱۶ء	۶۴	۱۱۹	۲۳۴	۲۵۳	۶۴	۱۵۵
جون ۱۹۱۶ء	۴۸	۵۵	۱۵۵	۱۷۷	۴۸	۱۴۴
کل میٹھن	۲۸۹	۴۵۶	۱۰۷۸	۱۱۶۸	۲۸۰	۸۹۴

کل تھوڑے مردان چھوٹے لڑکے کا شمار کیا گیا ہے۔ - سردار الہی الم مسیحی وہ کٹکت :-

عورت کی حالت مختلف مذہبی اور تمدنی قوانین کے ماتحت

نمبر ۲
(از تہذیب و ادب)

مختلف مذاہب کے قوانین کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ایک مدت میں تک ذلت کی حالت میں رہی۔ دنیا کے چار ممتاز مذاہب میں سے جن سے مراد بدھ، یسوی، عیسائی اور اسلام کا مذہب ہے۔ مؤخر الذکر نے ہی جو خاتم المذاہب تھا عورت کی عزت اور مساوات کے حقوق دیئے۔

(بدھ مذہب)

بدھ مذہب کی تعلیم اخلاقی حیثیت سے نہایت ہی اعلیٰ پایہ کی تعلیم ہے۔ لیکن باوجود تخیل اور اخلاق کی بلندی کے عورت کے حق میں جو کچھ بھی کہا نامناسب لگا۔ مہاتما بدھ جو کہ بدھ مذہب کے بانی ہیں اور جنہیں کمالات انسانی کا ایک اکمل ترین نمونہ بتایا جاتا ہے۔

اُنھوں نے بھی حصولِ کمال اور زن و شوہر کے تعلقات میں اتنا بُعد اور تناقض دیکھا کہ اپنی بیویوں تک سے تعلق قطع کر دیا۔ بجائے اس کے کہ عورت کو ان کمالات انسانی کے حصول میں مدد ملے کہ وہ اور ذرائع کی طرح ایک ذریعہ تصور کیا جاتا۔ برخلاف اس کے ان کے تعلقات کو ایسی زندگی کے لیے روک اور ان کے میل جول کو اس کے لیے سم قاتل سمجھا گیا۔ عورت کو زردانِ حال ہو جاوے۔ اس کا ٹوکیا امرکان اس بیچاری سے تعلق نہ کر کر دیکھ بھی نجاست اور فلاح کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر لیتے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بدھ اور عیسائی مذہب دونوں کے بانی ایک اعجازی رنگ میں پیدا ہوئے۔ ان کی بابت دعوے ہے کہ ان کی ولادت میں مرد کا کوئی حصہ نہ تھا۔ عورت ہی ان کے کمالات کا باعث ہوئی۔ اور پھر انہی دونوں مذاہب میں ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کے حقوق کو نہایت ہی بے پرواہی سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ عورت بلا شرکتِ مرد انکی ملاوٹ کا باعث ہوئی اور ان میں امتیازی کیفیتیات اور کمالات پیدا کر دیں۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ یہی امر ان کے اعزاز اور احترام کا سبب ٹھہرتا۔ لیکن ہم ان دونوں مذاہب کا طریقہ عمل اُس کے برخلاف پاتے ہیں۔ مہما اور حریم کو ایک گونہ شرف اور اعزاز دیا گیا لیکن یہ احترام اُن کی ذات تک محدود رہا۔ جنسِ عورت وہی ذیل کی ذیل رہی۔ تجرّد کی تعلیم دونوں نے دی۔ تمثیلی رنگ میں بدھ اور عیسائی مذہب کو پرانی مشرک اقوام سے ایک شباهت اور نسبت ہے اور وہ اس بات میں کہ ان اقوام کے دیوتا سب کے سب عورتیں ہی تھیں ایک طرف تو عورت کو ایک گونہ معبودیت کا شرف دے رکھا تھا۔ اور دوسری جانب عورت کو ذلتا ذلیل کہ جہاں قربانی کی ضرورت پڑتی عورتوں اور لڑکیوں کو سامنے کر دیا۔ یہی حالت ان مذاہب کی ہے۔ ایک طرف تو بدھ اور مسیح کی والدہ کو کمال درجہ کا احترام دے رکھا ہے اور دوسری طرف ان کی جنس سے اتنی نفرت اور اجتناب کی تعلیم دی ہے کہ خدا کی پناہ۔

مہما تا بدھ کی شخصیت ایک اعلیٰ زندگی کا نمونہ تھی۔ اس کی زندگی میں ایک خاص تاثیر رنگ تھا۔ اس کا مشن بہت ہی وسیع تھا۔ لیکن اُنھوں نے مسیح سے بھی عورتوں کے حقوق کو نظر انداز کرنے میں ایک قدم آگے رکھا۔ حضرت مسیح تو ابتداء سے مجبور ہے۔ مہما تا نے اپنی منکوحہ بیبیوں کو بھی خیر باد کہا۔ برہمنوں کے اصول کے برخلاف بڑے متعلقہ اور

تن دہی سے اُنھوں نے جہاد کیا اور مساوات کی تعلیم دی۔ لیکن اس مساوات کو مردوں تک محدود رکھا۔ عورتوں کو اس سے قطعاً محروم کر دیا۔ یاں تک کہ جب ان کے ایک شاگرد انڈیا نے ان سے سوال کیا۔ کہ مہاتما ہم عورتوں سے کیسا برتاؤ رکھیں تو جواب میں کہا کہ انڈیا اُنھیں دیکھو تک نہیں۔ جب ان سے دوبارہ استفسار کیا کہ جو اتفاقاً نظر پڑ جاوے تو جواب میں فرمایا کہ چوکتے رہو۔ نظر پڑنے ہی نہ پاوے۔

ان کے اور منقولات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورت کے تعلقات کو وہ ناپاک سمجھتے۔ ان کے نزدیک عورت اور مرد کے تعلقات شہوانی بناء کے دسے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اس لیے اُن سے مطلق احتراز کی تعلیم رہی اور اس پر بہت زور دیا۔ چنانچہ ان کے منقولات میں مفصلہ ذیل واقعہ درج ہے:-

بھکھس بدصا کے پاس آیا اور سوال کیا۔ کہ آپ ان شرمکافوں کے لیے جنھوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہو۔ عورتوں کے بارہ میں کیا حکم دیتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ عورتوں کو دیکھنے سے احتراز کرو۔ اگر کہیں تمہاری نظر پڑ بھی جاوے تو اس درجہ کی براعتائی کا اظہار کرو کہ گویا تم نے دیکھا ہی نہیں۔ اگر کہیں اُن سے بات چیت کا اتفاق ہو بھی جاوے تو شریمان کو چاہیئے کہ ہر حالت میں اس بھول کی مانند پاکیزہ رہے۔ جو مٹی سے اُگتا ہے۔ لیکن مٹی کی گندگیوں سے منزہ ہوتا ہے۔ اگر عورت بڑھیا ہو تو اُسے اپنی والدہ سمجھے۔ اگر جوان ہو تو ہشیرہ تصور کرے۔ اگر چھوٹی ہو تو اُسے اپنا بچہ جانے شریمان نے جو نئی عورت کو عورت کر کے چھوایا اُس سے اس حیثیت میں کسی قسم کا تعلق رکھا اُس نے اپنے غم کو توڑ دیا۔ اور ساکھی منی کے چیلوں میں سے خارج ہو گیا۔ شہوت کی حکومت نہان پر نہایت ہی زبردست ہے۔ اس کے مقابلہ میں راسخ عہد کی کمان اٹھا لو اور عقل کے تیر سے اُس کا مقابلہ کرو۔ پاکیزہ خیل کو اپنا خود بنا لو اور پکے ارادہ سے اپنے خواہ مخواہ کے برخلاف جہاد کرو۔ بد نظری سے بہتر ہے کہ تمہاری آنکھ اندھی ہو۔ تمہارے لیے جلا د کی تلوار اور شیر کے مٹھہ کے سامنے جانا بہتر ہے اس سے کہ تم کسی عورت سے تعلق رکھو۔ عورت اپنے سنگار دکھاتی ہے۔ اتنا زور میٹھی باتوں سے اپنا جال پھیلاتی ہے

لوگوں کے دلوں کو بھاتی اور اُن پر قبضہ کرتی ہے۔ پس چاہیے کہ تم ان سے بچو۔ ان کے آنسو تھما کر دشمن ہیں ان کی ہنسی زہر ہے۔ ان کے ناز و اندازِ حال کی رسیاں ہیں جن سے وہ تمہیں بچاؤنا چاہتی ہیں۔ پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دل پر قابو رکھو اپنے خواہشات کی باگ اپنے ہاتھ سے جانے نہ دو۔

پروٹیسٹنٹ اور کاتھولک اپنی ایک تعذیب میں فرماتے ہیں کہ ایک بدھ مذہب کے پیرو کے نزدیک تمام امتحانوں سے شکل امر تمام ابتلاؤں سے اشد ابتلا وہ حال ہے جو عورتیں پھیلاتی ہیں کیونکہ عورتوں میں ولہستگی کے وہ تمام اسباب موجود ہیں۔ جو کہ دنیاوی لوگوں کی فریفتگی کا باعث ہوتے ہیں۔ غالباً بدھ کے نزدیک عورت کی حیثیت میں پیدا ہونا ایسی ہی بد قسمتی کا نشان ہے جیسے برہمن کے خیال میں شودر پیدا ہونا۔ شودر اور برہمن کا جہاں سوال پیدا ہوا۔ وہاں اُس کے مساوات کی تعلیم دی۔ جہاں برہمن کے لیے یہ ضروری سمجھا جاتا تھا کہ وہ برہمن کے ہاں پیدا ہو وہاں بدھ نے یہ تعلیم دی۔ کہ نہیں مذہبی معلم کسی حیثیت کا انسان ہو جو نئی تعلیم حاصل کی قابل ہوا۔ تب ہی برہمن بننے کا حقد اٹھیر گیا۔ لیکن جہاں ہندو مذہب نے شادی کو لازمی ٹھہرایا وہاں بدھ مذہب نے تجرد اور رہبانیت کی تعلیم دی۔ لیکن انسانی فطرت بدھ کے ہاتھ میں نہ تھی۔ شادی فطرت کا ایک تقاضا ہے۔ تجرد ایک غیر فطری امر تھا۔ جس کا بوجھ ساکھی انہی نے اپنے پیروؤں پر ڈالا۔ اس بوجھ کے لوگ دیر تک متحمل نہ رہ سکے۔ اور اب بدھ مذہب کے اکثر پیرو برخلاف اپنے مہاتما کے پُر زور حکم کے شادیاں کرتے اور تمدنی بسر کرتے ہیں۔ گویا کہ ایک گونہ اپنے مہاتما سے بڑھ کر قدم مارتے ہیں۔ کہ وہ تو اپنی نجات کو محال سمجھتے تھے۔ جب تک کہ عورت کے تعلقات سے کٹ نہ گئے۔ اور یہ لوگ جو اُن کے پیرو ہیں باوجود تزوج اور خانہ داری کے زوان تک پہنچ جاتے ہیں۔ یا کم از کم اس کے امکان کے قائل ہیں +

(ب) (..ہودیت اور عورت کی حالت)

عورت ہونا ہی ایک بڑی قلت ہے۔ یہ قول ہے جو مسٹر روڈول برنیٹوں کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کا یہودی اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں کہتا ہے۔ شکر ہے اے اللہ کہ تو نے مجھے عورت نہیں بنایا +

حضرت موسیٰ تشریفی نبیوں میں ایک اعلیٰ پایہ کے نبی تھے۔ لیکن عورتوں کو آزادی نہ دے سکے اسرائیلیوں کے نزدیک عورت کی قسم اور معاہدوں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ جب تک والدین کی اجازت اور مرضی ان کے ساتھ نہ ہوتی۔ اُن کی منتیں اور نذریں بھی رائے گناہی تھیں۔ (سنا باب آیت ۱۰) عورت کو ناپاک خیال کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت سلیمان نے فرعون کی لڑکی کو داؤد کے شہر سے یہ لکڑی نکال دیا کہ میری بیوی اسرائیلیوں کے بادشاہ داؤد کے گھر میں ہرگز نہ رہے پاؤ گی۔ کیونکہ اس میں خدا کا تخت (دیکھو تورات)

پھر اناجیل نے عورت کی بابت جس خیال کو تورات سے اخذ کیا ہے۔ وہ بھی نہایت ہی ذلیل خیال ہے۔ پہلی عورت کی پیدائش مرد کی پسلیوں سے ہوئی۔ پھر وہی عورت مرد کے بٹو کا باعث ہوئی۔ اُس نے ممنوع پھل توڑا۔ اُسے کھایا۔ آدم کے پیش کیا۔ اُس نے بھی عقل و شعور کے پھل سے کھایا۔ اور اس رنگ میں انسان کے گناہ کی ابتدا عورت ہی سے ہوئی۔ ان کا گمان ہے۔ ہمارا تمام مصائب ہمارے تمام دکھ۔ تمام اشکال اور مشقتیں ہمارے والدہ یعنی تو اسے ورثہ میں ملیں۔ مگر وہ باعث نہ تھیں تو آدم کبھی جنت سے نہ نکالا جاتا۔ اگر وہ ممنوع پھل کو نہ کھاتی تو فطری گناہ کی مہر انسان کے ماتھے پر کبھی نہ لگتی۔ اگر اس قصہ کو اسی رنگ میں بچانا جاوے جس رنگ میں اسے بیان کیا گیا ہے۔ تو واقعی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں عورت کو کوئی عزت دی جاوے۔ عورت کی ضمیر خود چاہے کہ اسے ملامت کرے اور ماخوذ ٹھہراوے۔ کیونکہ اس نے بڑا گناہ کیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمام نبی نوع کے ابدی گناہ اور نتیجہ دیکھ کا باعث ہوئی۔ ان واقعات کے ماتحت کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ تورات کے قوانین میں عورت کے حق میں سختی ہوتی۔ چنانچہ تورات کا حکم ہے کہ اگر دو بھائی ایک ساتھ رہیں اور ان میں سے ایک پر موت وارد ہو جاوے تو چاہیے کہ اس کی عورت کسی غیر سے شادی نہ کرے۔ بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُسے اپنے عقد نکاح میں لے لے۔

جب تک لڑکی والدین کے گھر رہے اُن کی حکومت کے تلے رہے۔ اس کا تبادلوہ والدین کیلئے جائز تھا۔ ساؤل کو داؤد سے محاسمت تھی۔ لیکن اپنی لڑکی اُس سے بیاہ دی محض اس خیال سے کہ وہ لڑکی اس کے لئے ابتلا کا موجب ہو۔ اس سے بچی موازنہ ہو سکتا ہے۔ کہ ساؤل کو اپنی لڑکی کی نسبت جو کہ نیکی کی شہرت رکھتی تھی کیا خیال تھا کہ داؤد سے ایک نیک انسان کے حوالہ

کرتا ہے اور عند یہ یہ ہے کہ اس کے لیے ابتلا کا باعث ہو۔ اس کے سوائے اور کیا تاویل ہو سکتی ہے کہ وہ آدم اور حوا کے قتل کو اسی رنگ میں بچ سمجھتا تھا جس رنگ میں اسے تورات نے بیان کیا۔ اور اسی سچائی کی بنا پر اس قتل کو داؤد اور اپنی لڑکی کے تعلق میں پورا ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔

یہ تھا اس زمانہ کے لوگوں کا خیال۔ اور کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ اگر آج کل کے یہود عورت کو اسی گناہ کا وارث سمجھتے ہوں جس کی حوا نے ابتداء کی۔ اور بعد میں بنی اسرائیل کی اور عورتوں نے تصدیق کی۔ عورت کو یہودی قانون نے کبھی آزادی نہ دی کبھی اس پر ناپاکی کے دھبے کو صاف نہ کیا کبھی اسے تمدن یا سیاست میں کسی قسم کا حصہ لینے نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کے بچاؤ کے لیے کسی پر اگر ہاتھ اٹھاتی تو قطع پاداس کی حد تھی۔ ایک کٹے کو بھی حق حاصل ہے کہ اپنے مالک کو خطر کے وقت بچائے۔ لیکن بچاری عورت کو اس حق سے بھی محروم رکھا۔ بعد کے قوانین نے عورت کو اولاد زینہ کی عدم موجودگی میں اثاثہ کے حقوق دیئے لیکن پھر بھی یہ امنہ کی پیاری یتیم کا ہی کام تھا۔ کہ اسے باوجود اولاد زینہ کی موجودگی کے لڑکیوں کو وراثت کے حقوق سے متمتع کیا۔

تعداد ازواج رسماً اور قانوناً مروج تھا۔ بڑے بڑے انبیاء کی متعدد بیبیاں تھیں۔ ابراہیم کی دو بیبیاں تھیں اور دونوں کی اولاد کے لیے برکت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ ان میں سے موسیٰ اور محمد جیسے عظیم الشان انبیاء پیدا ہوئے۔ مغرب کے یہودی تہذیب کے خلاف رہے لیکن وہ موسائی شریعت کے حکم سے نہیں بلکہ اپنے انبیوں کے احکام کے پابند تھے موسیٰ نے خود ایک سے زائد شادیاں کیں۔ متعصبیہ مسئلہ کا رواج بھی پایا جاتا تھا۔ طلاق کے متعلق بعد میں دو مختلف فرقے ہو گئے تھے۔ ایک کے نزدیک تو بعض جرائم کبیرہ کے ماتحت طلاق کا جواز مانا جاتا تھا۔ اور دوسرے فرقہ میں تو نہایت ہی ممنوعی غلطیوں پر بھی عورت کو گھر سے نکال دینا جائز تھا۔ رکبہ نے تو یہاں تک تجاوز کیا کہ اگر کسی اور حین عورت پر نظر پڑ جائے اور طبیعت آجاوے تو خاوند مجبور ہے کہ اپنی عورت کو گھر سے نکال دے اور اپنی بیعتگی کے سامان سے اس کا تباہ کر لے۔

شامیوں کے برخلاف ہیل کے پیروؤں کے نزدیک مرد کو ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے اس کی مرضی تھی چاہے عورت کو رکھے چاہے نکال دے۔ لیکن عورت کو اس کے مقابل مرد پر کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا۔ نہ وہ طلاق کی استدعا کر سکتی نہ ہی قانون اس کا کسی طرح سے بچاؤ کر سکتا۔ بسا اوقات جب عورت کی ذات میں دبستگی کا سامان کافی نہ ہوتا تو والدین کی جانب سے شادی کے موقع پر مرد لہکا کو خارجی سامان روپیہ پیسہ سے راضی کیا جاتا۔ شادی سے قبل عورت مرد کے تعلق کو جواز کا حکم دے رکھتا تھا۔ اور ایسے حالات میں جو اولاد پیدا ہوتی وہ قانوناً جائز تصور ہوتی۔ انہی باتوں کی بناء پر اگر عیسائی موزیسن نے عورت کی زبوں حالت کو یہودیت کی جانب منسوب کیا ہے۔ لیکن نے اپنی کتاب مد اخلاق یورپ میں عورت کی اس حالت کے لیے اور وجہ کے علاوہ یہودی مذہب کو ایک وجہ قرار دیا ہے۔ لڑکی کا شادی کے وقت والدین سے خرید لینا ان کے ہاں جائز تھا۔ تعدد ازواج قانوناً جائز تھا۔ عورت اُن کے نزدیک گناہ کا سرچشمہ تھی۔ اولاد کی پیدائش کے بعد طہر کی عدت قائم کی گئی تھی۔ اور اس میں بھی لڑکی کی پیدائش کے موقع پر یہ خصوصیت تھی کہ طہر کی عدت دُگنی رکھی گئی تھی۔

عورت کی ناپاکی میں ایک نے تو بیاں تک غلو کیا ہے کہ اُس کے نزدیک بھلی عورت سے بُرا مرد بہتر ہے۔ عورت کا اخلاقی نمونہ بھی اگر پیش کیا گیا ہے تو وہ بھی نہایت ہی گھٹیل فورت نے ایک عورت کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ اور بعد میں اس کی جانب ایک نہایت ہی سفاکانہ غداری کو منسوب کیلئے۔ اس اسوہ حسنہ پر عورت کی قدر و احترام اور اخلاق کا خاتمہ ہے کہتے ہیں کہ محبت شادی کے معاملہ میں قیود قومی سے آزاد ہے۔ لیکن یہودی قوم کوئی اس قسم کی پابند بخیر قوم ہے کہ ان کی محبت بھی ان قیود کو نہیں توڑ سکتی۔ شادی جب کریں گے اپنی قوم میں محبت بھی ایسی دام ہے کہ جب ہوگی اپنی قوم کی حدود سے باہر نہ ہوگی +

حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کا ایک اور

تازہ خط

چھ شخص خاص کا مشرف باسلام ہونا

پچھلے خط کو میں نے سمجھا تھا کہ اغلباً آخری خط ہو گا جو یہاں سے میں لکھوں گا۔

لیکن اس ہفتہ چند سطور اور لکھتا ہوں۔ اس ہفتہ چند اشخاص کو اللہ تعالیٰ نے اسلام جیسی نعمت عظمیٰ عطا کی۔ مجھے اور مسلمانوں کو بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ ان میں ایک تو عمر رسیدہ تجربہ کار خاتون ہیں جن کا نام مسرتھ ہے اور دو ان کی صاحبزادیاں ہیں۔ ان کی سب سے چھوٹی صاحبزادی بائیس کی سال کی ہے جو اس گھر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ ان کو اسلام اختیار کیے سال بھر کا عہد ہوتا ہے۔ ان کا نام فاطمہ ہے۔ اور ہماری محبتہ مکرمہ ہیں۔ یہ خاندان دو کنگ میں سکونت گزین ہے۔ اٹھارہ بیسے سے یہاں آتے رہے ہیں۔ ابھی ایک صاحبزادی دائرۂ اسلام میں نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو انشاء اللہ عطا فرمائے۔ ان کے اسلام لانے پر دو کنگ کے تین گھریلو ہو جائیں گے جن کے سارے کے سارے ممبر پانچ پانچ کی تعداد میں مسلمان ہیں۔ علاوہ اور گھروں کے جن میں کہیں ایک کہیں دو کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی ہے۔ علاوہ ان تین کے ایک بلجیم کی خاتون جو اٹلی فرانس جرمنی اور دیگر ممالک کی سیر و سیاحت کر رہی ہیں۔ اور آجکل بلجیم کی تنہا ہی کی وجہ سے اس ملک میں قیام پذیر ہیں۔ وہ اوسان کی خورد سالہ لڑکی مسلمان ہوئیں۔ ان کو مختلف مذاہب پر غور کرنے کا موقع ملا ہے۔ لیکن وہ کہتی ہیں کہ اسلام کے متعلق جو کچھ بھی علم حاصل ہوا غلط حاصل ہوا۔ اور اب جو کچھ اسلام کے متعلق چند ہفتوں میں سُنایا پڑھا وہ عین وہی ہے جو میری فطرت کا تقاضا ہے۔ اور جو نقشہ کسی عجمہ سے عجمہ مذہب کے متعلق میرے تصور میں آتا تھا وہ میں نے اس فطری مذہب میں دیکھا۔ مجھے ان کے اخلاص اور محبت پر شکر آتا ہے

ہر اتوار کراہ صرف کر کے بعد اپنی صاحبزادی کے یہاں تشریف لاتی ہیں۔ چھٹے صاحب مسز آئینہ سیکسی کے صاحبزادے ہیں۔ اس خاندان کے چار ممبر ہیں۔ پہلے تین مسلمان ہو چکے تھے اب سارا خاندان مشرق باسلام ہوتا ہے۔ اس خاندان میں بھی سب سے پہلے اُن کی صاحبزادی مسلمان ہوئی تھیں۔ مسجد ووکنگ میں وہ ایک مسئلہ پوچھنے آئیں اور مسلمان ہو گئیں اسکے بعد ان کی والدہ ماجدہ جن کی عزت میرے دل میں بہت بڑی ہے مسلمان ہوئیں پھر انھوں نے چھ سات اشخاص کو مسلمان کیا۔ اور اپنے خاوند کو بھی مسلمان کیا۔ اب اپنے فرزند کو بھی دائرۂ اسلام میں داخل کیا ہے۔ اور بہت بڑی سرت اور فرحت اُن کو اس کے حاصل ہوئی ہے۔ فالحمد للہ رب العلمین۔ اللہم زد فرد۔ والسلام
(صدر الدین امام مسجد ووکنگ لندن)

بہ سفر رفتنت مبارک باد بہ سلامت روی و باز آئی

مؤرخہ ۲۵۔ ماہ اگست ۱۹۱۶ء بروز جمعہ شام کو بمبئی میل میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ایڈیٹر الہامیہ ووکنگ انک تشریف لگے ہیں۔ احباب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ ان کے بری و جبری ہر دو سفر کے لئے خلوص دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخیریت ووکنگ پہنچائے۔ آمین تھامین
(مینجر خواجہ عبدالغنی)
نوٹ :- حضرت خواجہ صاحب ۳ ستمبر ۱۹۱۶ء کو بمبئی سے جہاز پر سوار ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ جناب کی حفاظت اور نصرت کرے (دعا اکبر)

نقصیہ جولائی ۱۹۱۶ء کے رسالہ کے صفحہ ۳۳۱ سطر ۱۳ میں ”وصلہ رحمی نہ کریں“ کی بجائے ”مصلح رحمی کریں“ درست فرمائیں۔ تاکید عرض ہے مینجر رسالہ پڑھنا

ووکنا مشن فنڈ ٹرانسکی ایکساں پوز

اسلامک ریویو کے گذشتہ سال کے پہلے نمبر میں اس لیے نصف قیمت پر دیے ہیں کہ ان کی قیمت کو دو ٹکڑے میں بٹا دیا جائے۔ اسلامک ریویو کے پہلے دو سال کے پہلے قیمت مندرجہ ذیل تھی۔ اس لیے بھی خریدنے کے قابل ہیں کہ ان پر چوبیس سو روپے کی سیوا غلطیوں کی کمی ہوئی۔ اس لیے قیمت جب اسلام کے چہرہ پر افترا غلط فہمی اور غلط بیانی کی سیوا چلا رہی ہوئی تھی۔ اسلامک ریویو نے اس چادر کو بھاڑا اسلام کے مندرجہ چہرے کے یورپین انکمیں میں چھوڑ دیا۔ مکمل جلد اسلامک ریویو ۱۹۱۵ء کی قیمت (دو روپے) جو اصل قیمت سے نصف ہے۔ اور اردو پر ۱۹۱۵ء کی مکمل جلد قیمت چار روپے۔ ان پر چوبیس سو روپے کی سیوا غلطیوں کی کمی ہوئی۔

پیچیدہ و فتر سالہ اشاعت اسلام عزیز منزل - نو لکھنؤ لاہور

مروارید مثلثه

(یہ ہر سہ کتب پر کم گھر میں ہونی چاہئیں)

برائیں نیرہ۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ زکوان
زندہ کامل اور ناطق الہام ہے۔ قیمت (۱۰ ار)
ام الالسنہ۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عربی
زبان ایک زندہ کامل اور ناطق زبان ہے۔ قیمت (۱۱ ار)
اسوہ حسنہ۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت
صلعم ایک زندہ اور کامل رسول ہیں۔ قیمت (۱۲ ار)
ہر سہ کتب خواجہ کمال الدین صاحب اچھو تہ طریق
پر حکیمانہ دلائل سے اپنے مطالب کو سلیس پیرایہ میں لاکرتے
ہیں۔ ام الالسنہ ایچی ذہیت میں سب سے پہلی کتاب ہے۔ جس
مذہبیت زبردست دلائل سے ثابت ہو گیا ہے کہ عربی زبان
کل دیگر زبانوں کی اخذ اصال ہے اور خدا کی صفہ بولی زبانی
یعنی الہامی ہے۔ (نیٹ) محمول ڈاک بذمہ طریقہ پتہ
درواست بنام مینیہ سرائہ عکلم فریضہ لکھا لکھو

آشتنها واحب الالفاظ

کے کتب خانے میں بے نظیر ہمارا خضاب ہے۔
 گویا جہان میں آپ یہ اپنا جواب ہے
 شائقین کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارا خضاب مدت
 سے کادھہ تمام ہندوستان اور برصغیر ہندوستان
 اور ناظرین خوب ہی جانتے ہیں کہ اصل سنہ جاری ہی ہے۔ کہ اگر
 ایسا نہ ہو قیمت واپس۔ زیادہ لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے
 یہ خضاب تیل کی قم سے ہے۔ ایک مرتبہ استعمال کرنے سے
 معلوم ہوگا۔ پانچ گنٹ میں حکم خداوند تعالیٰ ہال اعلیٰ
 صورت کے طور پر نام اور حکم خداوند تعالیٰ میں حکم خداوند
 نہیں لکھا قیمت علاوہ محض لکھا کہ جس ہر اور زیادہ کے
 خریدار کو فی دہی اور روپیہ۔ خرچہ بذمہ خریدار۔ صرف
 ایک دفعہ کی آزمائش شرط ہے۔ فیث۔ پتہ نہایت صاف
 سدا کاخانہ و ملحق دیگر کے تحت خط لکھیں۔
 المشتمل ان حکیم محمد حسین حکیم سید احمد شاہ بخاری بھنڈی
 بانڈہ۔ پیر وین۔ ٹوٹ کٹر۔ ۹۔ بمبئی +

گھیسکھ کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

گھیسکا سخت اور بہت بڑا یا بہت دونوں کا ہو جانے سے آرام نہیں ہوتا۔ مگر تھوڑے دن کا درم نہتے ہی علاج برابر کرنے سے چھوٹ جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے گھیسکھ کو آرام کرنے کا دعوے رکھتی ہے۔ دوا ایک ماہ تک کرنا چاہیے۔ اس میں مرز بھی بہت کم ہے۔ دوا ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی ملتی ہے۔ جو کہ ہفتہ کے لیے کافی ہوتی ہے۔ قیمت کھانے کی دوا (۱۲) روپے لگانے کی دوا چار آنے (۴) محمولہ ڈاک پارچ آنے (۵) روپے +

دانت کے درد کی دوا۔ ایک بار ایک مضبوط تنکے یا سینک کے سرے پر ڈیٹی ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی پلیٹ کر اسے اس دوا میں ڈبو کے ٹھیک درد کے مقام پر لگائے اور گرو دانت کی جڑ میں درد ہو تو ذرا سی روٹی ڈبو کے اس میں بھر دیں۔ فوراً درد بند ہو جائے۔ قیمت چار آنے (۴)۔ محمولہ ڈاک ایک سے آٹھ شیشی تک چھ آنے (۶) روپے +

فصلی بخار و ملی کی دوا

آج کل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و ملی کے دوا کا آپ دیکھتے ہوئے۔ اس میں عموماً کوئین ہنری ہے اس لیے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک روک دیتی ہیں۔ لیکن آرام نہیں کر سکتیں۔ ایسے بخار کے لیے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنے کا دعوے رکھتی ہے۔ ادویات کا فائدہ ملاحظہ کر قیمت بھی کم رکھی گئی ہے۔ اس میں تین خاص صفتیں ہیں۔ (۱) یہ میریہ کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ (۲) چار پارچ خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ (۳) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ (۴) یہ تلی کو گھا دیتی ہے۔ قیمت شیشی کلاں ۸ شیشی خورد ۱۲ روپے +

محمولہ ڈاک پارچ آنے (۵) روپے + شیشی چھ آنے (۶) روپے +
ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۶ تار چندرت اسٹریٹ کلکتہ

میں کروڑ پتی تو بصورت نوجوان ہوں۔

اھ ایک نہایت حسین لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ وہ لڑکی پر ہی جہاں صاحبین استعمال کرتی ہو۔ اسی صاحب کا میں بھی دلدلوہ ہوں۔ (حسن و دولت سے بڑھ کر ہے)

پر ہی جہاں صاحبین کیا ہے؟

دہلی کے خاندانی لطیف کی ایجاد ہے۔ چونکہ شہر بنا ہوا ہے۔ تازہ تازہ خوشبوؤں سے تیار کیا جاتا ہے۔ خوشبو دہلا کر تازہ اور بدن کو گوارا بنا دیتا ہے۔ اور جلد کی تمام چھایاں۔ مہرے سے خارج دے۔ پھوڑے پنپیل دور کر دیتا ہے۔ فی شخص تین ٹیکے بعد صاحب دانی ایک روپیہ +

روغن پوری بہار گیسو دراز

یہ سرمیں لگنے کا خوشبودار پربہار تیل بالوں کو خوش نما بنا دیتا ہے۔ لمبے اور خوبصورت بالی ہوتی ہیں۔ اور موٹل کے صحن و جمال میں ترقی دیتے ہیں۔ روح کو تازگی اور دل کو فرحت پہنچاتا ہے۔ اسکے استعمال سے بال لمبے و سیاہ اور پھکدار اور چمکدار بن جاتے ہیں۔ فی شیشی ۱۰ روپے قیمت (عمر)

شہر مقوقی بصر خاص خاندانی نسخہ ہے۔ یہی جو لہرت شال میں۔ کچھ کچھ تمام امراض میں شال ہے۔ وہانی کو روشنی بڑھاتا ہے۔ بتائی نزل آب میں معجزہ ہے۔ جلد کو صحت و صفا دیتا ہے۔ و صفا کو مفید ہے۔

الشہر حکیم محمد یعقوب خان مالک دوا خانہ نورتن دہلی بازار قریب خانہ

خلکی لغت اپیر جو بولے جھوٹ

نہ بھقت مہرمت ڈاک کے خرچ و خرچہ کے لیے
نہ خضبات آؤ آئے کے کھٹ آنے چاہیں +
یہ ایک قسم کا تیل ہے۔ بالوں پر لگاتے ہی نور بال سیاہ
اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ رشتہ بختہ لگنے والا
خاصہ جو ان معوم ہوتا ہے۔ تمام ملکوں میں ہمارے
کارخانہ جھناب کی سچائی کی شہرت ہو چکی ہے +
قیمت صرف ایک روپیہ حکم جو کہ قیہ ماہ کے لیے کافی
ہے۔ یہ بیویا دیوں کے لیے خاص رعایت کی جاوے گی۔
ہر ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے

سولی ایجنٹ
نثار حسین پوٹالا پوٹ مشرکھاری بی

اور جو اب ہمیں بھیجے پتہ پر روانہ کریں۔ فقط
کارڈ لایٹ سے یاد فرمائیں + دباز مندا
ایس مرتضیٰ اینڈ کو
ایم بازار آؤڈ۔ نمبر۔ بمبئی +

پیشہ دہلی دہلی

تمام جلدی بیماریوں کے لیے جو تو اور بے حد ہوتی
ہے۔ اس کے بیرونی استعمال سے جھکڑ پھر پھر
پھوڑا دوا چھل مچھل ہو۔ کسی تیز و صاف دوا کا حکم نہ
ہو۔ بلکہ۔ گریہ ناسور غارش دانتوں سے خون بہہ پڑا
لوک جانا۔ دانتوں کا احمقہ ڈانڈا اور غرور وغیرہ غرض کہ
کا اور کسی ساری پودا نہ رحم کیوں نہ ہو جس سے کل دیکھ کر
پاؤں ہو چکے ہوں۔ علاج ہفتوں یا مہینوں میں کرنا
ہوتا ہے جو اس کے کہ صرف ایک دفعہ لگانے سے ہی غرض
کچھ قریب شہر میں دست ہو جاوے گا۔ یہ کہ کر کہیں اور
قیمت فی جس ایک روپیہ رہے۔ محض مالک ہر نمونہ
اس کے متعلق ہمارے پاس متعدد تصاویر ہیں +
المشہرہ فی ذرا اینڈ کو۔ وزیر آباد

ادھر شہر کی بارعایت کتب خانے کا یہ ہے :- محمد عباس شاہ الدین بانش منڈی - لاہور

غریب امیر اور بیمار چھتے اور چھتے تندرست مفلس لقمہ بے اولادے اولادے کے طرح ہو سکتے ہیں

نخفہ درویش

عرف

گوڈری میں لال

یعنی

یہ ایک کتاب بڑے تجربہ اور آزمائشوں کے بعد چھاپی گئی ہے جسکے چند فوائد ذیل میں لکھے جاتے ہیں جو ہر ایک آدمی کو اپنے پاس رکھنی چاہیے قیمت صرف ۸ روپے جو ستمبر ۱۹۱۷ء تک اس قیمت پر بیگی۔ ورنہ بچھتا نا ہوگا کیونکہ بہت تھوڑے نسخے میں

چند فوائد

بے روزگاروں کو روزگار۔	بے عقلوں کو عقل مند۔
غریبوں کو دولت مند۔	دلی مرادوں کا بر آنا۔
بچوں اور بڑوں کو بیماریوں سے نجات۔	مسافروں کو امن و امان۔
بیماروں کو شفا۔ بے گھروں کے گھر آباد۔	طالب علموں کی کامیابی۔
بے اولادوں کو صاحب اولاد۔	بہو شخص مصیبت میں ہو اس سے نجات پانا
بچ بولنا سکھانا۔ اچھے عمل نیکو کاری غرض یہ کتاب ایک ایسا مجموعہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے کوئی بے قسمت ہی بشر ہو جو فائدہ نہ اٹھا سکے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے مقصدوں میں کامیاب نہ ہو زیادہ تعریف فضول ہے۔ یہ کو ضرور منگوائیے اور شان خدا دیکھیں کہ خدا نے اپنی کلام پاک میں کیا اثر رکھا ہوا ہے۔ اس پر عمل کرنا کیا مفید ہوگا	

محمد غیاث الدین بانش منڈی - لاہور

بالا میں لکھا ہے زینت علیہ السلام کی بارعایت کتب خانے کا یہ ہے :- محمد عباس شاہ الدین بانش منڈی - لاہور

جواب کوئی دلوں میں پھونکنے نہ نہت خاک شہرے و میدان و پل و جلیخ اجداد تو شہر کا
وہ میدان بہت بڑھتا ہے نہ سال حالت پل و شہر کو کہہ دو

مرست اور دلاڑ

کیا جیتا ہے جو کچھ کہہ سکتا ہے نہ نہت خاک شہرے و میدان و پل و جلیخ اجداد تو شہر کا
وہ میدان بہت بڑھتا ہے نہ سال حالت پل و شہر کو کہہ دو



بہت کھانے کی طرف توجہ ہے اگر تو یہ نہیں دیکھتا
کیا جیتا ہے جو کچھ کہہ سکتا ہے نہ نہت خاک شہرے و میدان و پل و جلیخ اجداد تو شہر کا

چراغ کا رخ ہوا نہ سنا پہلے کیوں نہ کہیں مارا پہلا اگر تار چوڑا ہو کر کاٹا گیا
تو تار کا رخ ہوا نہ سنا پہلے کیوں نہ کہیں مارا پہلا اگر تار چوڑا ہو کر کاٹا گیا

بیش بہت استعمال کرنے والوں کی متفقہ آواز ہے
بیش بہت استعمال کرنے والوں کی متفقہ آواز ہے

میں بھر آہستہ آہستہ صہار ابر کھول۔ آہستہ آہستہ صہار ابر کھول۔

برقی ۱۱۱۱

رہنمائی باغبان

باغ باغیچہ لگانے والوں کو مفید ہو۔ جس میں باغ لگانے درختوں کی پرورش کرنے اور خراب زمین کو عمدہ بنانے قلم پودہ لپونہ وغیرہ کی حق باتیں جن کو مالی لوگ ہرگز نہیں سمجھتے رہائی تلاش سے لکھی ہیں ۱۷ ہر قسم کی ترکاریوں ساگ، مصالح وغیرہ کی موسم کا وقت، تخم ریزی، پانی دینے اور پودوں کی حفاظت کرنے کے متعلق عمدہ ہدایات، عمدہ اور خوش ذائقہ نفیس ترکاریاں پیدا کرنے کا حال لکھا ہے ۱۲ ہر قسم کی پھنڈری جس سے آپ کے باغ بنائے تھی گلزار، فطر اکشیں اور کوٹھی بچلے، گھر بہشت کا نمونہ بن جائیں اور آپ کے بچوں و عورتوں کی تفریح کا عمدہ سامان گھر کے اندر بہت اور سوجھ بوجھ جائے۔ بہت سے پھول پوسنے کا موسم پانی دینے کا وقت، حفاظت کا طریقہ سب سمجھتے ہیں ۱۳ پودہ جات کے درخت پیدا کرنے لگنے کا موسم، خوش ذائقہ عمدہ پھلوں کے کثرت پیدا کرنے کا طریقہ سب کچھ نئی اور پرانی تحقیقات کا پتہ دے گا ۱۴ اس میں موجود ہے۔ بہت سے کم نامہ ہر شخص فائدہ مند ہو سکے۔ جلد کتاب معصوم لڑاکا صرف گیارہ آئے ۱۱۱ اس ہے

ایڈیٹر طائران اخبارات کی فرمائشیں

(۱) رسالہ زراعت و حرفت بدایوں۔ ماہ جون ۱۹۱۱ء استلا و آفتاب کے واسطے یہ کتاب عمدہ ذریعہ ہے جس نے دریاگو کوڑہ میں بند کیا ہے۔ یہ کتاب میٹرکس ہندوستانی لودیان سے ملتی ہے (۲) اخبار لائل گزٹ، لاہور۔ ۱۶ جولائی ۱۹۱۱ء دہانہ باغبان۔ فن باغبانی و کاشتکاری کے متعلق اس میں بعض ضروری ہدایات دیج ہیں۔ (۳) اخبار برکاش لاہور۔ ۹ جولائی ۱۹۱۱ء دہانہ باغبان۔ درختوں کی پرورش میں پودوں کی حفاظت اور عمدہ غم کی شناخت وغیرہ بہت سی مفید باتیں اس میں دیج ہیں زمینداروں اور باغبانوں کے لئے یہ کتاب مفید ہے۔ (۴) اخبار سودا گریہ ٹھیکہ جملہ جولائی ۱۹۱۱ء دہانہ باغبان۔ نہایت سلیس و دربان میں عمدہ لاکھ میں آئیواں ترکاریوں۔ پھلدار درختوں اور پھولدار پودوں کی کاشت کے اوقات اور طریقوں کی طرح کی ہزار در زبان میں مفید اور فائدہ مند کتاب کی ہے۔ لاٹا ناول صاحب نے اس رسالہ کو شائع کر کے واقعی اچھا کام کیا ہے۔ (۵) اخبار میڈیکل گزٹ لاہور۔ ۱۹ جون ۱۹۱۱ء دہانہ باغبان۔ فن باغبانی کے متعلق ضروری ہدایات بیان کر کے ہر قسم کے درختوں اور قسم ترکاری میں پھول و پھریں اور طریقہ بنایا گیا ہے۔ فن باغبانی کے متعلق واقعی یہ ایک ضروری کتاب ہے۔ (۶) اخبار عام لاہور۔ ۱۶ جون ۱۹۱۱ء دہانہ باغبان۔ چھٹی کسی کتاب ان صاحبان کہنے خاص مفید ہے کہ جس کے لئے نوائے باغیچہ ہیں اس میں مختلف موسموں کی سبزی ترکاریاں اور پھل وغیرہ بننے کا پورا حال و وضاحت کے ساتھ دیج ہے۔ (۷) رسالہ ملایم لاہور۔ ماہ جون ۱۹۱۱ء دہانہ باغبان۔ ہر قسم کی ترکاریوں کو نادرخت لگانا وغیرہ باغبانوں کو بہت اچھی طرح سمجھا ہے کاشتکاروں کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

(۸) ابو دالیہ گزٹ امرتسر۔ دہانہ باغبان۔ اس میں نہایت ضروری اور کارآمد پھلوں کا ذکر ہے جس سے عام لوگ بہت کچھ استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۹) اخبار رہبر مراد آباد ۲۷ مئی ۱۹۱۱ء۔ دہانہ باغبان دلی اور انگریزی ترکاریوں کے پوسنے کا اور پھلوں کی تیار کرنے کے متعلق کافی ہدایات ہیں۔

(۱۰) رسالہ مارٹن لاہور۔ ماہ اپریل ۱۹۱۱ء دہانہ باغبان دلی و لاہوری قسم کی ترکاریاں اور پھول و پھل پیدا کرنے کے مناسب وقت اور طریقہ بتلائے گئے ہیں۔ خاکہ زمینداروں کے لئے یہ کتاب مفید ہے۔

ملنے کا پتہ:- میٹرکس ہندوستانی لکھنؤ سہارن پور۔ یو۔ پی

منہجی خطبات غریبہ ۷۸۶

قیمت فی خطبہ صرف (۵) روپے از علاوہ محصول ڈاک
جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی مسلم شنہ سی۔ ایڈیٹر اسلامک یونیورسٹی
مجرئیہ ووکنگ لندن۔ یہ وہ معرکہ آرا خطبے ہیں جو جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے قیام پورہ
میں نا آشنا یان اسلام کو اسلام سے معرفت کرنے اور ان پر تعاقبیت اسلام متحقق کرنے کیلئے لکھتے
اور فرانس اور کالمیڈ کے مختلف ثقافت پر سرسبز کیچڑ و رنگریزوں کی شکل میں دیئے اسکے پڑھنے سے
ہر ایک شخص صوف اسلام کی خوبیوں اور اسکے اصولوں سے جی واقف ہو جاتا ہے۔ بلکہ دیگر مذاہب کے
مقابل اسے اسلام کی افضلیت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ان خطبوں میں سے چند خطبات ہم نے بعض احباب
کی بار بار فوٹائش سے اردو میں ترجمہ کرائے ہیں۔ جو اس وقت زیر طبع ہیں۔ ان خطبات کے مضامین کو
ملاحظہ سے انھیں مختلف جلدوں میں حسب ذیل ترتیب دیا ہے :-

سلسلہ خطبات غریبہ نمبر ۱ مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات

یہ چار سرمن میں جنکے در ایہ اسلام سے قطعی نا آشنا اہل ہندوستان کو اسلام سے معرفت کرایا گیا۔ اور
انھیں چار خطبات سے جو قریباً یکے بعد دیگرے ہوئے مسجد ووکنگ بعض غیر مسلم مسلمان ووکنگ کیلئے بھی
مستقل معب بن گئی۔ اور انھوں نے اپنے گرجاؤں کو چھوڑ کر مسجد میں آنا شروع کر دیا۔ تفصیل ذیل :- (۱) میری
مرنی نہیں بلکہ تیری مرنی :- (۲) خدا کی کامل تصویر :- (۳) اسلام ہی پیغمبر انسانیت ہے :- (۴) ہمارا ایک نفس دو بیت
سلسلہ خطبات غریبہ نمبر ۲

اس میں ذیل کے چار خطبہ درج ہیں۔

(۱) توحید الہی (مقام وائٹ سٹی شپہ وٹش) :- (۲) اللہ تعالیٰ کی تعلیم کہ وہ دعا (مقام ووکنگ) ہمیں رفاقت
کی ایک لطیف تفسیر ہے :- (۳) دعا اور استعجاب دعا (مقام ہنڈیل لٹن) :- (۴) تصوف (مقام نوکسٹن)

سلسلہ خطبات غریبہ نمبر ۳ خطبات عیدین

(۱) عمل میں آزادی (بمقام کنکشن ٹل لندن)۔ (۲) قربانی اور اسکی حقیقت (بمقام مسجد دوکنگ)۔ (۳) سنت ابراہیم (بمقام مسجد دوکنگ) + فٹ ۱۔ اس میں تیسرے خط حضرت مولوی عبدالدین صاحب کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے +

سلسلہ خطباتِ غربیہ نمبر (۴) موجودہ جنگ

(۱) موجودہ جنگ اور شارع اسلام (بمقام دوکنگ)۔ (۲) موجودہ جنگ اور عیسائیت (بمقام لندن) (۳) موجودہ جنگ اور تہذیب (بمقام دوکنگ)

یہ تین خطبات جنگ کے چھڑنے کے دوسرے ہفتہ یک بعد دیگرہ دیئے گئے اور پھر اسلامک یونیورسٹی کے ذریعہ عام طور پر مغربی دنیا میں پھیلائے گئے۔ انکے مضامین نے دہاں کے پبلک پریس میں ایک خاص انتشار پیدا کر کے امریکہ اور انگلستان کے بعض اہل قلم سے اسلام کی حمایت میں بردست مضامین لکھو لئے +

سلسلہ خطباتِ غربیہ نمبر (۵) دہریوں اور ملحدین کو خطاب

(۱) "اسلام اور عیسائیت کے بنیادی اصول اور انکا مقابلہ" کیسیرج کاغذ مشہور و معروف لیکچر جو ایک ملحدین کی کلب کی فزائش پر طلبائے کیسیرج یونیورسٹی کو دیا گیا۔ (۲) دہریوں کے لیے ایک دلچپ مطالعہ (الف) (۳) دہریوں کے لیے ایک دلچپ مطالعہ (ب) +

دوسرا تیسرا لیکچر مسجد دوکنگ میں اقوام کے خطبات میں بعض خواتین کی فزائش پر دیا گیا +

سلسلہ خطباتِ غربیہ نمبر (۶) اسلام اور دیگر مذاہب

(۱) خصوصیات اسلام (بمقام پیرس)۔ (۲) اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب (بمقام اڈنبرا)۔ (۳) عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں اسلام کی ضرورت (بمقام لندن) + پہلا خطبہ وہ معرکہ الآراء تقریر ہے جو جولائی ۱۹۱۳ء میں مقام پیرس (فرانس) مذہبی کانفرنس میں کی گئی یہی وہ تقریر ہے جسکو نئے نئے یورپ کی توجہ اسلام کی طرف ہوئی۔

سلسلہ خطباتِ غربیہ نمبر (۷) حقوق نسوان

(۱) عورت نے یہودیت سے چکر اسلام تک کیا کیا انقلاب دیکھے + یہ وہ معرکہ کالج ہے جو اعلیٰ طبقہ کی خواتین کی فزائش پر لائٹیم کلب کپیٹی لندن میں ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء کو دیا گیا۔ اس لیکچر سے انگلستان میں فزائش کو اسلام کی طرف

خاص توجہ ہوئی + (۲) ایک خطبہ کا ترجمہ جو مسجد دوکنگ میں ہوا۔ یہ خطبہ پڑھا گیا + پیچہ انشانت اسلامک بک ڈپوزٹریز لندن۔ لاہور +

رسالہ
۱۳۳

۱۳۳



جسٹس وائس راج

اشاعت اسلام

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY
(Original Section)
URDU PRINTED BOOKS
Accession No. Cat. No.
Shelf No.

اسلامک ریویو

خواجہ کمال الدین (رہ) - ایل -

جلد ۲۲ | بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء | نمبر (۵) بر

فہرست مضامین
ماخوذ از اسلامک ریویو و مسلم انڈیا ماہ اپریل ۱۹۱۶ء

۱۔ شہادت ۳۹۳ - (۲) ایک ہائی سسٹم یادگار ۱۹۰۸ - (۳) غیر معمولی قید ۲۰۲
(۴) چند خصوصیات اسلامی ۲۰۴ - (۵) ایک اعلیٰ خاندان کی لڑکی کا بھول ہونا
۱۱۰ - (۶) ملاو غریب میں اشاعت اسلام کا کام اچھڑے کس طرح چلے
۲۱۶ - (۷) حضرت شیخ کا ضرب کیا تھا ۲۳۸
۲۔ لکھنؤ میں اسلامک ریویو کی اشاعت ۱۹۱۶ء
۳۔ بے جا بی بی کے خلاف اسلامک ریویو کی اشاعت ۱۹۱۶ء
۴۔ لکھنؤ میں اسلامک ریویو کی اشاعت ۱۹۱۶ء

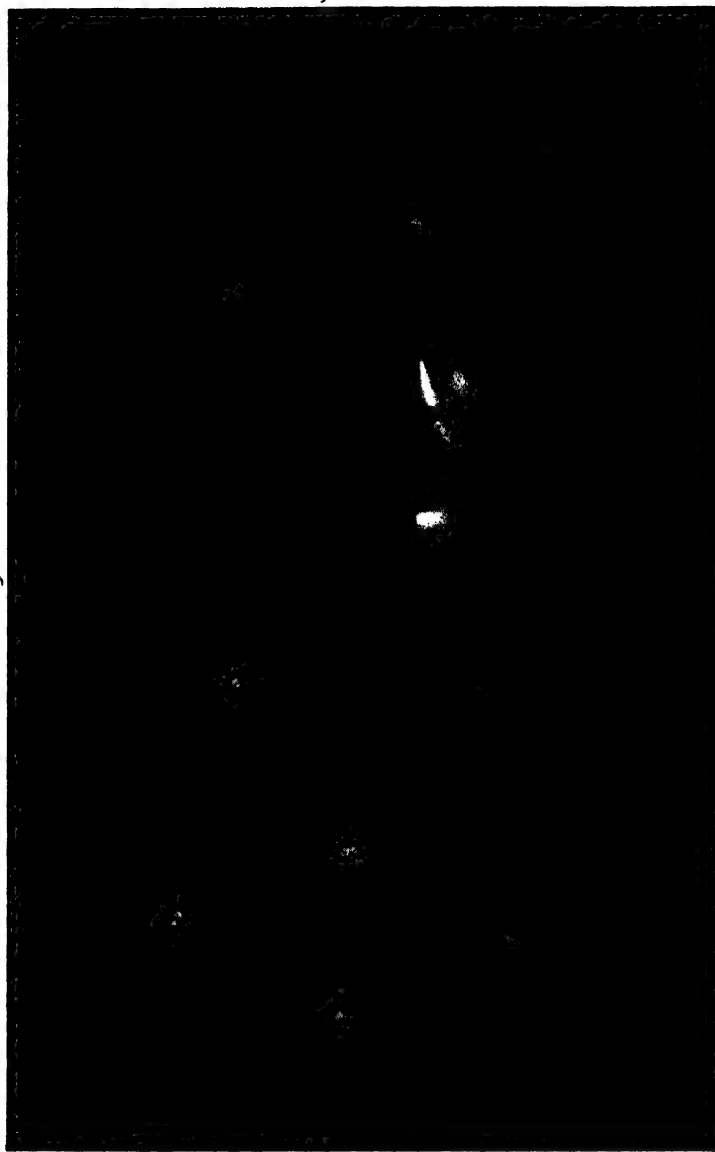
قیمت لائٹ بین روپے

اشاعت اسلام بک ڈپو

تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مسلم شری	دیگر مختلف تصنیف
۱) براہین نیرہ حصہ اول المعروف ب۔ قرآن ایک خاتم اور عالمگیر الہام ہے۔ اردو قیمت دس آنے (۱۱)	قرآن کریم کے تفسیری نوٹ پارہ اول مرتبہ حضرت مولیٰ محمد علی صاحب ایم۔ ا۔ اردو۔ قیمت فی جلد ... (۶)
۲) ام الملائکہ یعنی عربی مبین کل زبانوں کی ان ہے۔ اردو قیمت دس آنے (۱۰)	نکات القرآن حصہ دوم ایضاً ... (۶)
۳) اسوہ حسنہ۔ الموسوم بہ زندہ اور کامل نبیؐ اردو قیمت چار آنے (۴)	عصمت نبیاء (۱) غلامی ... (۴)
۴) احادیث نبوی کا اقتباس انگریزی قیمت (۲)	دیشٹن ادوینگ ٹوا اسلام مصنفہ جناب (لاہور) (۱۲)
مسلم پریشر انگریزی قیمت چار آنے ... (۴)	التوحید جس میں لا الہ الا اللہ کی مختصر تفسیر مصنفہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ... (۱۱)
صحیفہ تصنیف تبلیغ بنام حضور مجید آباد کن اردو قیمت (۲)	طریق فلاح جس میں بت پرستی کی بنیاد اور اُس سے بچنے کی آسان راہ مصنفہ جناب ایل۔ ایم۔ ایس ... (۱۱)
بنگال کی دلجوئی انگریزی وارو فی کتاب قیمت (۱)	Miracle of Mohd مصنفہ مشیر حسین صاحب قدوائی پریشر ٹاٹا۔ انگریزی (۱۱)
مسلم مشنری کے ولایتی لکچروں کا سلسلہ اردو قیمت (۱)	اسلام اینڈ سوشلزم ... (۴)
اور تین عدد انگریزی ٹیکسٹ قیمت تین آنے ... (۳)	پیغام صلح انگریزی وارو فی رسالہ قیمت ... (۱)
مسلم اٹیچیوڈ ٹورڈو ڈوگروٹسٹ انگریزی۔ کرشن اوتار۔ اردو۔ فی کتاب قیمت ایک آنہ ... (۱)	النبوة فی الاسلام۔ نبوت کی اصل غرض و غایت مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ ا۔ قیمت ... (۴)
اسلامک ریویو و مسلم انڈیا کی جلدیں ۱۹۱۳-۱۹۱۴	حدوثِ مادہ ... (۴)
انگریزی قیمت فی جلد ۱۹۱۳ء (۴) جلد ۱۹۱۴ء (۴)	کمال جلد اول ۱۹۱۵ء رسالہ اشاعت اسلام قیمت (۳)

پیشہ خواجہ عبدالغنی۔ عزیز منزل۔ احمدیہ بلڈنگس۔ نو لکھا لاہور

نوٹ:- ۱-۲-۳-۴ ناظرین کرام ان کتب کو اپنے حلقہ اثر میں اور غیر مسلم احباب میں تقسیم فرما کر ثواب دارین حاصل کریں +



Yours faithfully
M. H. Khalilullahi C.A.

(MUHAMMAD NASRULLAH)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۹۱۶ء

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لندن
جلد (۲) — بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء — نمبر (۵)

شذرات

آئین صانع کے ساتھ جن معزز آگریزوں کو اسلام کی تصویر شائع ہوتی ہے وہ جتنا نگرانی و توجہ میں کتابیں کے حوالہ پر ہیں۔ سلطان کا نام نامی ابراہیم آرم سٹرنگ میکالین ہے جن کے اسلام لانے کا اعلان آگوست ۱۹۱۵ء میں ہوا تھا۔ ان کا اسلامی نام محمد نصر اللہ رکھا گیا ہے۔ ان کا اپنا و حلقی اعلان اسلامک ریویو کے اپریل نمبر کے ساتھ شائع ہوا ہے جو بالفاظ ذیل ہے:

میں ابراہیم آرم سٹرنگ میکالین ولد پادری آگر نڈر میکالین اس اعلان کے ذریعہ سے برعکس و عین خود اپنے ایمان اور سچے دل سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے چچے و جن اسلام اختیار کرتا ہوں۔ امدہ میں صرف ایک اللہ کی پرستش کروں گا۔ اور کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بندہ ہیں اللہ میں سب انبیاء و ابراہیم ان کے پیغمبر ہیں۔ اللہ کے حکم کی کیاں کرتا ہوں اور کہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایک مسلم کی زندگی بسر کروں گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مارچ کے مہینہ میں تین انگریز مرد داخل اسلام ہوئے۔ یعنی ایک سٹوڈی مل جو سیلون کے رہنے والے ہیں انھوں نے اپنا اسلامی نام جمال الہی تجریز کیا ہے اور دو اور انگریز افریقہ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ جو مغربی افریقہ کے باشندے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام مودو ہے۔ اور اسلامی نام محمد بن عبد اللہ رکھا ہے۔ اور دوسرے کا نام منیدو طعی ہے۔ اور اسلامی نام عبد الصمد تجریز ہوا ہے۔ ان دونوں صاحبوں نے اعلان اسلام کے فارم کے علاوہ بڑے بڑے اخلاص کی چٹیاں مولوی صدر الدین صاحب امام مسجد و گنگ کے نام لکھی ہیں۔

خدا کے فضل سے اسلام دیوبند کا اثر و تبلیغ انگلستان تک محدود نہیں۔ بلکہ انگلستان پھر کم و بیش پورے دیگر ممالک میں پھر دیگر ممالک عالم میں اس کا اثر روز بروز پھیل رہا ہے اور اس وقت تک فرانس، بیجیم، اٹلی، روس کے بعض اعلیٰ طبقہ کے اشخاص کے علاوہ امریکا اور افریقہ میں بھی نو مسلم ہوئے ہیں بلکہ آسٹریلیا اور ایشیا پر بھی اثر ہوا ہے۔ اگر کوئی نقص ہے تو صرف اس کی اشاعت کی کمی۔ اس میں شک نہیں کہ محض اشاعت اس وقت تک زیادہ مفید ثابت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اسکے ساتھ ایک مرکز قائم نہ ہو۔ جہاں لوگوں سے میل ملاقات پیدا کی جائے اور ان کے دلوں میں جو شکوک پیدا ہوں ان کے بھی جواب دیئے جائیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بغیر ایک تبلیغی مرکز قائم کرنے کے تبدیل مذہب کی امید رکھنا بے فائدہ ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اسلام دیوبند دور دور کے ملکوں سے بھی مستعد طبیعتوں کو اپنی طرف اس زور سے جذب کر رہا ہے کہ بغیر کسی اور محرک کے وہ اسلام کے اندر داخل ہو رہے ہیں اور اس طرح برسات کا ثبوت مل رہا ہے کہ تبلیغ اسلام کے لیے کس قدر وسیع میدان پڑا ہے۔ جہاں اسلام کی تبلیغ کے لیے مرکز قائم ہو سکتے ہیں۔

خود انگلستان کے اندر کس طرح پر اندر ہی اندر اسلام گھر کر رہا ہے۔ تعجب آتا ہے۔ ۹ فروری ۱۹۱۶ء کے ایک خط میں مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے ایک واقعہ اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ کہ کس طرح ایک نوجوان خاتون نے جن کا نام مس ڈے بورن تھا۔ مرتے وقت اپنے اسلام کے ساتھ

تعلق کا اظہار کیا۔ یہ زوجہ ان خاتون اپنی والدہ سمیت کچھ دن برابر ہر ہفتہ لیکچر میں آتی رہیں۔ ان کے پہلے مسجد میں آنے کی وجہ جو انھوں نے خود بیان کی یہ ہوئی کہ ماں بیٹی گوجا جادہ ہی تھیں مگر وہاں زیادہ دیر ہو گئی۔ قریب ہی مسجد دیکھ کر انھوں نے کہا کہ چلو آج اس کو ہنسی دیکھ لیں تاکہ مسلمانوں کا مذہب کیسا مضحکہ خیز ہے۔ مسجد کے اندر آئیں تو پہلے ہی دن توحید کے لیکچر نے ایسا ان کے دلوں کو پکڑا کہ وہ سمجھ گئیں کہ حقیقی توحید صرف مسلمانوں کے پاس ہے اور جس کو وہ انتہائی سچا مذہب سمجھ رہی تھیں۔ وہ درحقیقت شرک اور باطل ہے۔ کئی اقدار لکچر میں شمولیت کے بعد ان کی آمد و رفت یکمرتبہ بند ہو گئی۔ آخر کچھ عرصہ بعد ایک دن اس خاتون کے والد مسجد میں آئے اور انھوں نے یہ بیان کیا کہ مس ڈے بورن چھ ہفتہ بیمار رہ کر انتقال کر گئیں، اور یہ بھی کہا کہ ساری بیماری میں وہ آپ کا ذکر کرتی رہیں۔ اور عشا کی نماز کے وقت اذان کو تہہ سے سنتی تھیں اور خیال کرتی تھیں کہ اب میرے سینے سے خون آنا بند ہو تو مسجد میں جاؤں مگر زندگی منہ خدا نہ کی۔ اس موقع پر جو ہمدردی کا اظہار اہل مسجد کی طرف سے ہوا اس کا اقرار اس خاتون کے والد نے وہاں کے مقامی اخبارات میں کیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا پاکہر پیغام کس طرح اندر ہی اندر دلوں کو مستحضر کر رہا ہے۔ اور عجیب نہیں کہ کسی وقت اس کا اثر ہم کو یوں خلوت فی دین اللہ افواج کے رنگ میں نظر آئے۔

اسلام کی تاریخ میں اس قسم کے صد ہا واقعات پائے جاتے ہیں کہ کس طرح ظاہر مخالفت کے ہوتے ہوئے اسلام اندر ہی اندر طبائع پر اپنا نیک اثر ڈالتا رہا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کی بجائے حدبہ کی مثال ملتی ہے۔ ایک طرف تو اہل مکہ خطرناک مخالفت کرتے مسلمانوں کو دکھ دیتے مانتے گھروں سے نکالتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے دل گویا اسلام کے پاک اثر سے کھائے جا چکے تھے اور کثرت سے لوگ اس کی صداقت کے معترف تھے۔ چنانچہ جب بڑے بڑے پیغمبر جو مخالفت کرتے تھے مر گئے تو لوگ جو حق و حقوق اسلام کے اندر داخل ہوئے شروع ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ ہو رہا ہے۔ اور حرا نہی میں سے لوگ مسلمان ہوتے چلے جاتے ہیں خالد بن ولید احد کی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف سپہ سالار بن کر جنگ کرتے تھے اور فتح مکہ میں ایک منہ فوج اسلامی کا سردار ہے۔ غرض اسلام کی تعلیم ایسی پاک اور ایسی فطرتاً الہیاتی ہے کہ ظالمین کو

پورا کرنے والی ہے کہ سید الغفرات لوگ کسی قوم کے بھی ہوں بہت جلد اس کی پاک تعلیم سے متاثر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ادیبی واقعہ آج انگلستان میں ہو رہا ہے۔ بہت لوگ اس جنوع نے اسلام کا اعلان نہیں کیا۔ مگر اسلام کی صداقت ان کو اپنا گرویدہ بنا چکی ہے۔

مگر کس قدر انوس کا مقام ہے کہ مسلمان تبلیغ اسلام کے فرض کی طرف سے بالکل غافل ہو رہے ہیں۔ یہ غفلت ایک مدت سے طاری ہے۔ اور اس لیے شاید یہ خیال بھی مسلمانوں کے دلوں سے اٹھ گیا ہے کہ اسلام کے اندر کسی طاقت اور کیسا جذب ہے۔ قرآن سے بیگانہ اور نا آشنا ہو کر اسلام کی خوبیوں کا دل میں کیا خیال باقی رہ سکتا ہے۔ مگر اس وقت تو خدا تعالیٰ نے وہ باب بھی پیدا کر دیے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی خوبیوں اور اسلام کی قوت جذب کا اعلیٰ ثبوت دیدیا ہے۔ اور دکھا دیا ہے کہ کوئی شخص اسلام کے منور چہرے پر وہ اٹھنے کیلئے تیار ہونا چاہیے۔ اس پر فدا ہونے والے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ یہی حقیقی جہاد تھا۔ اسی کا نام اللہ تعالیٰ نے جہاد کی روکھا ہے۔ چنانچہ قرآن کے حقائق سے دنیا کو آگاہ کرنے کے متعلق ہی فرمایا جہاد ہم بہ جہاد اکبیر۔ اسی جہاد جہد میں مسلمانوں کی زندگی تھی۔ کہ وہ اپنی تبلیغی کوششوں کو بڑھاتے چلے جاتے۔ مگر انوس ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اسباب سے بھی لاپرواہ ہیں۔

خدا تعالیٰ نے تو اشاعت اسلام کا حق ہر ایک مسلمان کے مال میں فرض کے رنگ میں بھی رکھ دیا تھا۔ علاوہ اس سے جو جہاد کی ترغیب بار بار دلائی۔ جس سے حقیقی مقصود اعلائے کلمۃ اللہ ہی ہے۔ ناز کا تعلیم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اسلام کے ایسے ضروری اصول ہیں کہ قرآن مکرم میں ان کا ذکر توحید الہی کے اقرار کے ساتھ کیا ہے۔ گویا ایک مسلمان کی عملی زندگی ان دو کے بغیر صحیح ہی نہیں۔ ابتدا سے اسلام میں مسلمانوں کے سب بڑے بڑے کام اس زکوٰۃ سے نکلتے تھے۔ لیکن جب مسلمانوں کی حالت گنی شروع ہوئی تو سب سے پہلا انقلاب یہ بھی نظر آتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف سے مسلمان غافل ہونے لگے۔ ادا آہستہ آہستہ یہاں تک تو بت پہنچی کہ اب شاید بہت مسلمان کچھ معلوم بھی نہیں کہ یہ کیسی ضروری چیز ہے۔ حالہ جو اس فرض کو ادا کرتے بھی ہیں وہ اپنی جاغزو

جس طرح چاہتے ہیں اور جس قدر چاہتے ہیں دہ پیسہ صرف کوفتے ہیں۔ اور اپنے دل میں ہی فرض کر لیتے ہیں کہ فلاں رقم جو ہم نے فلاں مسکین کو دی وہ زکوٰۃ کا ہی حصہ ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے زکوٰۃ کے آٹھ مختلف مصارف قرار دیے ہیں اور یہ ضروری ہے کہ ان سب مصارف میں کچھ نہ کچھ حصہ زکوٰۃ کا جائے۔ پھر سب بڑھ کر یہ کہ زکوٰۃ کے مختلف مصارف میں ایک مصرف والعمالین علیہا بھی ہے۔ یعنی زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کی تنخواہیں بھی ادا کی جانی چاہئیں جو زکوٰۃ کو جمع کرنے پر مقرر ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا نشاء یہی تھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ جمع ہو اور وہاں سے مناسب طریق پر خرچ ہونے کے ہر شخص بجائے خود جس طرح چاہے زکوٰۃ کو صرف کر دے۔ زکوٰۃ کا فریضہ کس قدر اہم فرائض میں سے ہے۔ کہ حضرت ابو بکر نے اپنی خلافت کے شروع میں ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی۔ جنہوں نے زکوٰۃ کا روپیہ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور قرآن کریم میں زکوٰۃ کے نوینے والوں کے متعلق بڑے سخت وعید آئے ہیں۔ جو شخص اس دُنیا کے چند پیسوں سے محبت کر کے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے۔ وہ پیسے بھی اُس کے لیئے برکت کا موجب نہیں ہوتے۔

منجملہ دیگر مصارف زکوٰۃ کے دو مصرف یہ بھی ہیں ایک المولفۃ قلوبہم۔ دوسرا فی سبیل اللہ اول الذکر مصرف سے یہ مراد ہے کہ جب لوگوں کو تبلیغ اسلام کی جائے تو ایک گروہ ان میں ایسا پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اسلام کی باتوں کو سناچا کرتا ہے۔ اور سمجھنا چاہتا ہے۔ اللہ کے لئے ایسے موقع پیدا کرنے چاہئیں کہ وہ سن سکیں۔ اور دوسرے مصرف سے مراد عام اشاعت و تبلیغ اسلام کے اخراجات ہیں۔ حتیٰ کہ مجاہد یعنی وہ شخص جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ اس کو خواہ وہ صاحب نہصاب ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی ضروریات پر نہیں بلکہ دین کی ضرورت پر خرچ کرتا ہے۔ یہ دو مصرف زکوٰۃ کے ایسے ہیں کہ انش و دنگ مشن کے ذریعہ سے یہ ہر دو اغراض پوری ہو رہی ہیں۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو یہ توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ گنوائیں۔ یہ وقت ہے کہ ہر ایک تبلیغ اسلام کے لئے دل میں دھڑکھٹنے والا مسلمان اپنے حلقہ اثر میں یہ تحریک کرے کہ زکوٰۃ کا روپیہ یا کم سے کم اس کا ایک معقول حصہ دنگ مشن کی امداد کے لئے دیا جائے۔ اور مستورات میں بھی یہ تحریک کی جائے کیونکہ مستورات کے پاس

دو پہلے اسلام کے دشمن ہیں۔ پس مسلمانوں کو گویا ان صوبہ معبدوں کی حفاظت کئے لیئے
 کھڑا کیا گیا۔ اور یہ اسلام کی نمایاں خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت ہے کہ دوسرے
 کسی مذہب نے اس قدر وسعت خیالی کا ثبوت نہیں دیا کہ قرآن بار بار یہی فرماتا ہے
 کہ سچا دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور اسلام کے سوائے جو شخص مذہب اختیار
 کرے گا وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔ مگر ایسا سبک معبدوں کی حفاظت کرنا ایک
 مسلمان کا فرض قرار دیتا ہے۔ چنانچہ نہ صرف یہ تعلیم لفظوں میں ہی قرآن کے اندر موجود ہے
 بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی دکھا دیا کہ ایک مسلمان سب مذاہب کے
 معبدوں کا محافظ ہے۔ چنانچہ جو معاہدہ آپ نے عرب کے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔
 اُس میں ایک یہ فقرہ بھی ہے: "علاوہ بریں یہ میرے پیروؤں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ عیسائیوں
 کے گرجاؤں کی مرمت کریں۔ اور یہ مرمت کا خرچ ان کے ذمہ بطور قرضہ نہیں ہوگا۔ بلکہ
 محض خدا کی رضا کے لیئے اور اس معاہدہ کو پورا کرنے کے لیئے جو رسول اللہ نے اُن کیساتھ
 کیا ہے۔" اس سے بڑھ کر فراخ دلی کا ثبوت دنیا میں اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا کا کوئی مذہب
 پیشوا ہے۔ جس نے دوسرے مذاہب کے معبدوں کی مرمت کو اپنے پیروؤں کا فرض قرار
 دیا ہو۔ غرض لارڈ مہیڈ نے صاحب کی یہ تجویز اس قابل ہے کہ امید ہے نہ صرف مسلمان
 بلکہ ہندو اور سکھ بھی اس کی پورے زور سے تائید کریں گے۔ اور اس طرح پر یہ ایک
 نہیں بلکہ تین یادگاریں برٹش گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی کی آزادی پر ہمیشہ کے لیئے
 گواہ رہیں گی +

ذیل میں لارڈ موصوف کا اصل مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جو انھوں نے اخبار ڈیلی
 گریفک کے نام بھیجا ہے۔ اور اخبار مذکور میں شائع ہوا ہے۔ ڈیلی گریفک کے علاوہ یہ
 مضمون اور بھی ولایت کے اخبارات میں کثرت سے شائع ہوا ہے +
 بحمدیت ایڈیٹر صاحب اخبار ڈیلی گریفک۔

جہاں چند ہفتے ہوئے کہ میں نے محکمہ جنگ اور انڈیا آفس میں ایک تجویز پیش کی تھی۔ کہ
 ہمارے ہندوستانی بھائیوں کی بھادری اور وفاداری کی قدر دانی کے اظہار کے لیئے ایک مسجد

ان مسلمان سپاہیوں کی بہادری کی یا گگھ میں قائم کی جگہ۔ جو سلطنت کی حفاظت کے لئے
 جنگ کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر کے ہیں اور جو اس سرزمین میں جس کی خاطر انھوں نے
 اپنی جانیں دیں یا اور سرزمینوں میں اپنے گھروں سے ہمیشہ کے لئے دور ہو کر سو رہے ہیں۔ ان
 ہمت افزا جواہروں سے جو مجھے موصول ہوئے ہیں مجھے یقین کامل ہو گیا ہے کہ گورنمنٹ کو
 اس تجویز کی معقولیت کا احساس پورے طور پر ہو چکا ہے اور یہ تمام وہ لوگ جو اپنی جانیں بھلا کر
 بھائیوں کی محبت کرنے والی سرشت سے آگاہ ہیں وہ اس سلسلے میں اپنی راجد کو سمجھیں گے کہ
 ایسی قدر وانی بہت ہی مفید اور قیمتی ثابت ہوگی اور اس زنجیر میں جو ہم کو برطانیہ کی سرکاری سلطنت
 سے وابستہ کرتی ہے۔ ایک اور کڑی کا اضافہ ہو جائے گا۔ اور اس طرح تعلقات اب بھی مستحکم
 ہو جائیں گے۔ اسی قسم کی قدر وانی کا اظہار سکھوں اور دوسرے ہندوؤں کے بچے بھی دیکھنا
 ضرور کر رہے تاکہ اس وجہ سے حاسدانہ خیالات پیدا نہ ہوں، اس بات کے لئے بہت سی قابل قدر
 وجوہ ہیں کہ کیوں یہ کام ابھی شرمج ہو جانا چاہیے۔ اور جنگ کے خاتمہ تک اس کا اتنا
 ہونا چاہیے۔ میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ عام ریلیف فنڈ سے اس قسم کی یادگار قائم نہ
 ہونی چاہیے۔ اور نہ ہی میرا اس طرف اشارہ کرنے کا مقصد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ قسم کے
 کام جو سے تیار ہوں اور میری رائے کے تحت ہر گورنمنٹ ایک معقول رقم اس مقصد کے لئے منظور کرے
 میں بہت خوش ہوں اگر آپ کے ناظرین اس کے متعلق کچھ تجاویز دیں تاکہ میں گورنمنٹ کی
 ہر ممکن طریق سے مدد کر سکوں۔

رایل سوسائٹیز کلب

آپ کا صابق دوست

رسمیت جیمس سٹریٹ ایس ڈبلیو۔

ہینڈلڈ ڈی فارم حق

ہینڈلڈ ڈی فارم حق

ہینڈلڈ ڈی فارم حق

ہینڈلڈ ڈی فارم حق

ہینڈلڈ ڈی فارم حق

غیر معقول عقیدے

(از لارڈ ہیڈ لے۔)

ایک چٹھی میں جو حال ہی میں میں نے اپنے ایک دوست کو لکھی تھی جو کلیسائے انگلستان کا ایک عہدیدار ہے۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ مذہب اسلام میں اس قسم کی مذہبی روکیں اور تعصب جو غیر معقولیت سے پیدا ہوں نہیں پائی جاتی ہیں۔ جیسے ہم دوسرے مذاہب میں پاتے ہیں، جواب میں انھوں نے مسجد سے یہ دریافت کیا ہے کہ تعصب سے اور غیر معقول تعلیم سے میرا کیا مطلب ہے اور یہ بھی دریافت کیا ہے کہ کیا اسلام اپنی تعلیم میں اسی قسم کی مذہبی تیو و عاید نہیں کرتا اور اسی طرح اپنی تعلیم نہیں منواتا۔ جس طرح دوسرے مذاہب اس چٹھی کے جواب میں محبت کے رنگ میں لکھی گئی ہے۔ میں نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ غیر معقول تعلیم سے میرا کیا منشاء ہے۔

عیسائی مذہب مجھے یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر سب باتوں کو جاننے والا سب پر رحم کرنے والا ہے اور سب بڑھ کر اور سب پہلے محبت اور پاکیزگی میں غیر محدود ہے مجھے یہ بھی تعلیم دیکھائی ہے کہ اُس نے ساری چیزیں آسمان اور زمین کی پیدا کیں۔ اور کہ اُس نے انسان کو جو اس کے تمام عجائب کاموں میں سے عجیب تر ہے اپنی شکل پر بنایا۔ یہ کچھ اسلام کے مطابق ہے۔

مگر اس سے آگے چل کر عیسائیت مجھے یہ بتاتی ہے کہ خدا کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ اور کہ نسل انسانی کی کمزوریوں کو ناپسند کرنے کی وجہ سے جن کمزوریوں سے وہ بوجہ خالق ہونے کے پورے طور سے واقف تھا۔ اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ نسل انسانی پر اپنے غضب کو دور کرنے کے لیے اس اکلوتے بیٹے کو مروا ڈالے۔ حالانکہ وہ بیٹا خود خدا اور روح القدس بھی تھا۔ اب اس فعل کے نیچے وہی پُرانے مشرکانہ خیالات موجود ہیں۔ کہ کس طرح ایک غضبناک خدا یا دیوتا کی مہربانی قربانی کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ ساری تعلیم اسلام کے مطابق نہیں ۛ

مسلمان یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سارے مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور اس میں شکیات دکھاتے ہیں جو اپنے آپ کو اس کا کامل فرمانبردار بناتے ہیں۔ اور خوشی سے ان تکالیف اور ابتلاؤں کو قبول کرتے ہیں جو ان کی بہتری کے لیے ہوتی ہیں۔ اور اپنے ہمسایوں یعنی سارے بنی نوع کے حقوق ادا کرتے ہیں نجات پائیں گے۔ درحقیقت انہی احکام الہی کی فرمانبرداری میں ہی نجات ہے اور ہم کفارہ کی ضرورت اس لیے نہیں سمجھتے کہ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ جب کبھی کسی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی مانگی جائے اور توبہ کی جائے تو وہ فوراً بلا کسی واسطہ کے اس گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ یحییٰ بن کے زمانے سے میرا ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ خدا نے کریم ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ اور کینن کے چھوٹے چھوٹے خیالات سے ایسا بزرگ ہے کہ وہ ہم سب کو ایک شفیق باپ کی محبت میں نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم اس کے ہاتھ سے بنے ہوئے ہیں۔ اور جس طرح ہم اس سے آئے ہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے بھی ہیں۔ اس قسم کے خیالات کو وہ اپنا غصہ ہمارے اسکے منفرذ کردہ رستہ سے ادھر ادھر ہو جانے پر اپنے بیٹے پر نکالے۔ اور اس طرح اصلاح کرے۔ قوت بھی جبکہ میں ایک چھوٹا بچہ تھا مجھے اس تند مزاج لڑکی کا قصہ یاد دلاتے تھے جو اپنی سب سے عمدہ گاہ کو اس لیے لٹکڑے لٹکڑے کر دے کہ لکڑی کا ہرادہ جو اسکے اندر بھرا ہوا تھا وہ اس کی ایک لات میں سے نکلنے لگا تھا۔ جب میری تمام امیدیں ایک ایسے عقیدہ کو قبول کرنے کے لیے منقطع ہوئیں جس پر آنکھیں بند کر کے ایمان لانا پڑتا تھا۔ اور جو مجھے یقین ہو گیا۔ کہ ایک تاریکی کے زمانے میں صرف چند خاص اغراض اور مطالب کو سامنے رکھ کر بنا یا گیا تھا۔ اور خدا نے واحد پر میرا ایمان ہو گیا تو میں پہلی دفعہ یہ محسوس کیا کہ میرا قدم مضبوط زمین پر ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کی جو ہمیں پیارے ہیں آئندہ نجات اور خوشحالی سب بڑا امر ہے جس پر ہم کو غور کرنا چاہیے۔ عیسائیت کا یہ دعوے ہے کہ کوئی شخص جو اس بات پر ایمان نہیں لاتا اور رسوم مذہبی کے اثر اور تثلیث کو قبول نہیں کرتا وہ نجات نہیں پاسکتا۔ اسلام کوئی اس قسم کا غیر معقول ادعا نجات کے متعلق نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بنایا۔ اسی کے ہم ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں جیسے حضرت موسیٰؑ عیسیٰؑ اور محمدؐ علیہ وسلم کی تعلیم پر ایمان لانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ مگر جہالت کا انحصار صرف

حکم کے تحت خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے یہ تعلیم دی ہے۔

اس ثابت پر ہے اور یہی ہمارے خیال میں اسلامی تعلیم کا لب لباب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کامل محبت اور اُس کی رضا کا اپنے آپ کو کامل فرمانبردار بنایا جائے جس میں لازماً یہ شامل ہے کہ بنی نوع انسان کے ساتھ کامل درجہ کی ہمدردی ہو۔ یقیناً ایسے مذہب کو غیر معقول نہیں کہا جاسکتا۔

دو سال سے زیادہ کا عرصہ گزرتا ہے۔ جب میں نے علانیہ اسلام میں داخل ہونے کا اقرار کیا۔ تو میرے بعض رشتہ داروں نے مجھے خطوط لکھے جن میں مجھے یقین دلایا گیا۔ کہ اگر میں مسیح کی خدائی پر ایمان نہ لاؤں تو میں نجات نہیں پاسکتا۔ جواب میں میں نے اس طرف توجہ دلائی کہ میری رائے میں مسیح کی خدائی کا سوال ایسا اہم نہیں جیسا کہ یہ دوسرا سوال کہ کیا مسیح نے خدا کے پیغام کو لوگوں کو پہنچائے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ایک نبی تھا۔ اور اُس نے پیغام رسالت دینا میں پہنچایا جس کے پیچھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی آئی جس نے اپنے پیغام سطح دنیا کو پہنچائے۔ اعتقاد کے سوال پر غور کرتے ہوئے میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ خدا جو بڑا رحم کرنے والا ہے مجھے ہمیشہ کے جہنم کی سزا اس لیے دے کہ میں ایک خاص مذہبی فرقہ مثلاً عیسائی کے اعتقادات کو کیوں قبول نہیں کر سکا۔ مگر یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہ اعمال بد کے لیے دو مجھے سزا دے۔ میرا دوست نجد سے سوال کرتا ہے کہ کیا تم خود ہر ایک قسم کی بکواس نصیب جھوٹ کمرہ بینگی ظلم بیتان وغیرہ کو ناقابل برداشت نہیں پاتے۔ یقیناً میں پاتا ہوں۔ مگر کیوں ایک ایسے مذہب کی تعلیم کو ہم برداشت نہیں کر سکتے جو ان سب باتوں پر لعنت بھیجتا ہے۔

اسلام اور عیسائیت دونوں ان باتوں سے روکتے اور ان کو بُرا بتاتے ہیں۔ گریہاں اگر فرق پڑ جاتا ہے۔ اسلام ان لوگوں کے لیے نجات کا دروازہ بند نہیں بتاتا۔ جو اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق کی ادا کرنے والے ہوں۔ خواہ ان کے خیالات دوسرے امور کے متعلق کچھ بھی ہوں۔ مگر عیسائیت دجولے سے کہتی ہے کہ نجات کا انحصار نیک کاموں پر نہیں بلکہ نجات نامکن ہے جب تک کہ یہ نہ مانا جائے کہ مسیح خدا تھا۔ اور کہ وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اور کہ سہمتمہ اول اعشائے ربانی وغیرہ کی رسوم ضروریات میں سے ہیں۔ اور خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں اور یہی فرق ہے۔ اسلام کے سادہ اور معقول اور وسیع تعلیم اور عیسائیت کے غیر معقول عقائد پر اصرار کر رہے ہیں۔

پھر میں اپنے دوست کی پیٹھی کا ایک حصہ نقل کرتا ہوں۔ دو لکھتا ہے
 ”ایسے بیانات جن پر منوانے کی قید صادر نہ ہو ذیل کی طرز کے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہا جائے
 کہ ممکن ہے خدا ہو یا نہ ہو۔ ممکن ہے مسیح خدا ہو یا نہ ہو۔ ممکن ہے خدا کی ذات میں ایک اقنوم ہو
 یا دو یا ایک ہزار ہو سکتا ہے کہ محمد خدا کے نبی ہوں اور ہو سکتا ہے کہ نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ قرآن
 میں نری صداقت ہی صداقت ہو یا وہ غلطیوں سے پر ہو۔ ممکن ہے خدا پر ایمان لانا اور اس کی
 فرمانبرداری کرنا ضروری ہو اور ممکن ہے کہ نہ ہو تو کیا اس قسم کا مذہب جس کی بنا اس قسم کے بیانات
 پر ہو اس قابل ہے کہ کوئی انسان اسے قبول کرے یا دوسروں کے سامنے پیش کرے وہ مذہب
 جس پر برداشت کرنے والے مذہب کا نام صادق آسکتا ہے صرف ایسا مذہب ہو سکتا ہے جو ہم
 کے اعتقادات اور اعمال کو جائز رکھے اور کسی امر کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کرے۔“

اس کے جواب میں بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عیسائی اور مسلمان دونوں اس قدر پر ایمان
 لانے میں متفق ہیں کہ ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ اور کہ ہمیں اس سے محبت کرنی چاہیے
 اور اس کی فرمانبرداری کرنی چاہیے اور بنی نوع کے ساتھ نیکی کرنی چاہیے۔ اب غور طلب یہ
 امر ہے کہ اختلاف کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ مسلمان کہتا ہے ”میں اس سادہ ایمان پر مطمئن ہوں
 اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرے ساتھ ہے بغیر کسی درمیانی واسطہ کی میں ہر وقت اس کی جناب میں حاضر ہو سکتا
 ہوں۔ جو میں اس کی حمد کرتا ہوں جو میں نماز پڑھتا ہوں جو میں اس کے جسم کے لیے دعا میں
 کرتا ہوں وہ سب کو شہنا ہے اور میرے گناہ معاف کرتا ہے۔“ عیسائی کہتا ہے ”نہیں یہ کافی
 نہیں۔ مجھے کچھ اور بکار ہے۔ پروہت ہوں۔ قربانیاں ہوں۔ رسومات ہوں۔ کفارہ ہو جو
 خدا کے اکلوتے بیٹے کی عارضی موت سے پیدا ہو۔ پھر کنواریوں اور مقدس لوگوں کا ایک لمبا
 سلسلہ ہے اور ایک کلیسیا جو اس کو میں مسیح کی دولہن کہوں تاکہ مذہبی دنیا میں یہ قائم رہ سکے۔“
 یہ وہ بات ہے جس کا نام میں غیر معقولیت سے منوانا رکھتا ہوں۔

عیسائی کلیسیا کی سب سے پہلی شاخ کی یہ تعلیم ہے کہ انسان کے لیے بہشت کا رستہ ٹھیک اور
 مناسب طور سے اسی وقت کھلتا ہے جب پہلے ایک پروہت اسے کھولنے والا ہو۔ پھر کسی مقدس
 بزرگ کی امداد طلب کی جانے پھر کنواری مریم کی پھر مسیح کی اور آخر کار ان سب ذرائع سے

خدا نے قادر کے کان تک ہماری التجا پہنچ سکتی ہے۔ مرتے ہوئے انسان کو ہر درجہ کی رحمت الہی کی ضرورت ہے جس کے بغیر وہ اس دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ گناہگار کو گناہ سے پاک ہونے کی ضرورت ہے۔ اور یہ دونوں باتیں کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے میسر آ سکتی ہیں جس کے متعلق کم و بیش یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ بہشت کے دروازہ کی کنجیاں اُس کے ہاتھ میں ہیں۔ میرے نزدیک یہ تمام غیر معقول باتیں ہیں جو انسان نے خود بنائی ہیں اور غیر ضروری ہیں۔ اسلامی اعتقاد کسی ایسے درمیانی واسطہ کو نہیں چاہتا۔ کیونکہ ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ خدا کے ہونے کی وجہ سے ہم ہر وقت دن اور رات کے ہر لمحہ میں اُس کے ہاتھوں میں ہیں۔

اس قسم کے اعتقادات میرے نزدیک ذرا وسیع پیمانے پر اس قسم کی دھمکیاں ہیں جیسی پُرانے زمانہ میں نیک نیت والدین جھوٹے طور پر بچوں کو دیا کرتے تھے تاکہ وہ ڈر کر فرما تہر دار ہی اختیار کریں۔ پادری زود اعتقاد لوگوں پر اپنا قبضہ اس طرح جملائے رکھتا ہے کہ وہ ان کو ایک فرضی ان کی دھمکیوں سے ڈلاتا ہے کہ گویا ایک خطبہ آلود خدا ہر وقت اس کو جھپٹ لینے کے لیے تیار ہے۔ یہ ختم آلود خدا گویا ایک ایسا دیوتا ہے جس کے سامنے ایک قربانی چڑھانی چاہی چکی ہے۔ مگر اس پر وہ مطمئن نہیں اور مزید قربانی چاہتا ہے۔ گویا علاوہ اس قربانی کے تو بہ چکی عقل اور دل کی قربانی بھی کرنی ضروری ہے۔ اس سبب جنگ کے مارے مظالم اور خوفناک منظرین کے باوجود میں خدا کے انصاف اور رحم پر ایمان رکھتا ہوں۔ لیکن اگر میرا یہ اعتقاد ہو کہ خدا محض ایک راسے کے عالم میں یا خلافت نور قلب ایک بات کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو ہمیشہ کے جہنم میں ڈالے گا تو میں اس کے رحم اور محبت پر ایمان نہیں رکھ سکتا۔ میں اپنے بچوں کو بہت کھانا ہوں نہ کھاتے ہو کہ میرے خیالات کیا ہیں اور میں نے اپنی قابلیت کے مطابق سب باتوں کی تشریح تمہارے سامنے کر دی ہے۔ اب اس کے بعد اگر تم یہ ایمان رکھنا چاہو کہ کنواری مریم خدا کی ماں ہے۔ یا کہ مسیح خدا ہے تو میری محبت میں جو تمہارے ساتھ ہے کمی نہیں ہوگی۔ مگر مجھے اس بات کا محسوس ضرور ہو گا۔

چند خصوصیات اسلامی

اسلامی کہاوتیں

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مسلم کی زندگی کے بعض اہم ترین اور ضروری اصول چھوٹے چھوٹے فقروں کے لباس میں ہر ایک مسلمان کے سامنے آٹھوں پہر رہتے ہیں خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ عرب ہو یا ایرانی یا افغان یا ہندوستانی یا چینی یا ترک یا مصری۔ ایشیائی ہو یا یورپ افریقہ یا کسی اور ملک کا رہنے والا ہو۔ سچ اسلام میں داخل ہوا یا نسل بعد نسل مسلمان چلا آیا ہو چونکہ یہ اصول چھوٹے چھوٹے جملوں کے رنگ میں ہیں اس لیے ان کا نام اگر اسلامی کہاوتیں رکھا جائے تو غیر موزون نہیں ہے۔ ان جملوں میں نہ صرف بعض زیریں اصول زندگی ہی پوشیدہ ہیں جو انسان کو ہر حال میں کام دینے والے ہیں۔ بلکہ یہ جملے یہ اسلامی کہاوتیں اس وجہ سے کہ ساری اسلامی دنیا میں شہرت رکھتے ہیں اور ہر ایک مسلمان گھرانے میں یکساں علم ان کا ہے اور مسلم کی زبان پر یکساں پلے جاتے ہیں۔ درحقیقت اسلامی محبت و اتحاد کی اسی قدر ضمانتیں ہیں۔ اس زنجیر اخوت کی اسی قدر کڑیاں ہیں جس کے اندر ساری دنیا کے مسلمان جکڑے ہوئے ہیں اور جو مشرق کے ایک مسلمان کے دل کو مغرب کے مسلمان کے دل سے ملاتے ہیں۔ یہ جملے تمام ملکی اور زمین کی حد بندیوں سے بالاتر قوم اور ذات کی قیود سے آزاد۔ رنگ اور زبان کے خلاف سے غیر متاثر ہیں اور وہ ایک مسلمان کی سچی وراثت ہیں۔ خواہ وہ ایک پر رونق شہر میں ہجوم کے اندر ہو یا اکیلا کسی جنگل میں ہو۔ درحقیقت ان کا دائرہ ایسا ہی وسیع ہے جیسے کہ خود دنیا کا مسلم کی زندگی کے ان زہین ہدایت ناموں کو میں ان الفاظ سے شروع کرتا ہوں۔ جن سے قرآن کریم کی ابتداء ہے۔ اور جو وہ پہلا جملہ ہے جو ہر ایک ملک میں ہر ایک قوم میں ہر ایک گھرانے میں ہر ایک مسلم بچہ کو سب سے پہلے سکھایا جاتا ہے اور جن الفاظ کو ہر ایک مسلمان ہر کام اور بالخصوص اہم کاموں کی ابتداء میں دہراتا ہے۔ دنیا میں شاید کوئی مسلمان نہ ہو گا جو ان الفاظ کو

ناواقف ہو۔ اور وہ الفاظ کیا ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اور بھی اختصار کر کے صرف بسم اللہ جسکے معنی ہیں۔ خدا کے نام سے۔ بسم اللہ کی جگہ میں علامت قرآن کریم کا گویا خلاصہ ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ کے سارے مطالب اجمالی رنگ میں بسم اللہ کے اندر موجود ہیں اور اس طرح پڑھ کر گویا بسم اللہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ ہے۔ لیکن سورہ فاتحہ خود سارے قرآن کا خلاصہ ہے۔ اسی لیے اس کا نام ام القرآن بھی ہے۔ ان الفاظ کو کیوں ایک مسلمان کے ہر کام کی ابتدا میں لکھا گیا ہے۔ خود ان الفاظ کی ابتداء اس پر روشنی ڈالتی ہے۔

انسان کی گری ہوئی حالت۔ ہاں ساری نسل انسان کی فقر تنزل میں چلے جانے کی حالت کو مشاہدہ کر کے وہ انسان جو نسل انسانی کا سب سے بڑا ہمدرد ثابت ہوا ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا کی کنج تنہائی میں عزت گزین ہوا۔ تاکہ ایک خلوص بھرے دل کے اندر وہ فی رانوں کو اپنے مالک حقیقی کے سامنے کھولے اور اس کی جناب میں گڑ گڑائے اور گریہ و زاری کرے گڑ گڑاؤ نے صرف عرب اور شام کی پستی کا ہی مشاہدہ کیا تھا۔ مگر آپ کا پاک دل گویا کل قوموں کی بگڑی ہوئی حالت پر اطلاع پا چکا تھا۔ جیسا کہ بعد کے ان الفاظ سے جو آپ کے قلب مطہر پر نازل ہوئے کہ ظہر الفساد فی البر والنجس ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ایک طرف اگر آپ ان تاریکیوں اور جہالتوں ان بد اعتقادیوں اور ناپاک اور ذلیل کاموں پر تاسف کرتے تھے تو دوسری طرف کوئی ایسی راہ بھی آپ کو نظر نہ آتی تھی کہ نسل انسانی کو اس گری ہوئی حالت سے باہر نکالی سکیں۔ آپ کے ذہان ایک اتنے بڑے کام کے لیے کچھ بھی نہ تھے۔ آپ کا والد تو آپ کی پیدائش سے بھی چند ماہ پیشتر فوت ہو چکا تھا۔ ابھی چھ سال کی عمر تھی کہ والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ دو سال بعد آپ کے دادا عبد المطلب بھی فوت ہو گئے۔ ملل اور دولت آپ کے پاس نہ تھا۔ کہ کسی اصلاح کی بنیاد مال کے بھر دہ پر ڈالتے۔ علم آپ نے کوئی حاصل نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ کو پڑھنا اور لکھنا بھی نہیں آتا تھا۔ آپ امی یعنی ان پڑھ تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بار بار فرمایا ہے۔ اس طرح پر اس عظیم الشان اصلاح کے لیے جس کی تڑپ ایک سچے ہمدرد نوع انسانی کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے آپ کے پاس کوئی بھی سامان نہ تھا۔ آپ کے دلیں ایک تڑپ تھی۔ مگر اس کے پورا ہونے کا کوئی بھی سامان نہ تھا۔ آپ کو کوئی راہ نظر نہ آتی تھی

جس سے آپ بن لوگوں کو ان جہالتوں اور غلطیوں کا بہرہ کمال سکیں۔ اسی تڑپ اور اسی مشکلات کا نقشہ قرآن کریم سورہ الصفا میں ایک ہی لفظ میں کھینچ دیا ہے کہ کیونکہ کوئی سامان آپ کے پاس تھا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے راہ دکھا دی۔ یہاں خیال سے مراد صرف اس قدر ہے کہ آپ کو اپنی کوشش سے۔ ہاں محض انسانی کوشش سے کوئی راہ نہ مل سکتی تھی۔ اور آپ حیران تھے کہ کیا ہوگا اور کس طرح دنیائے تاریکی کا تسطیح کر لوگ حق کو قبول کریں گے کہ ناگہاں خدا کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور وہی روشنی ان تاریکیوں کے اندر آپ کی ہادی راہ ہوئی خط کا فرشتہ ناموس اگر جو ہمیشہ خدا کے پیغام اسکے برگزیدہ بندوں کو پہنچاتا رہا تاکہ وہ انسانوں کو تاریکیوں سے باہر لکھے۔ آپ پر ظاہر ہوا اور سب پہلا پیغام یہی لایا کہ پڑھو۔ کیا پڑھیں اور کس طرح پڑھیں کیونکہ پڑھنا تو آپ جانتے نہ تھے۔ اس لیے آپ نے جواب میں یہی فرمایا ما انا بقاریء میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتے نے پھر وہی لفظ دہرائے اور وہی جواب آپ نے دیا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ اسی بات کا اعادہ ہوا۔ کیا یہ کہ جو شخص پڑھنا نہیں جانتا تھا وہ کس طرح پڑھنے پر قادر ہو۔ اس لیے ناموس اگر نے چوتھی مرتبہ کہا اقرا و باسم ربك الذی خلق اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ ان الفاظ میں کیا بجلی کی طاقت تھی۔ ہاں بجلی کی طاقت بھی اس کے مقابل بیچ ہے۔ کہ رب کے نام سے پڑھنے کا حکم پاتے ہی وہ سب تاریکی دور ہو گئی وہ سب حیرت اور طبیعت کی کشمکش جاتی رہی۔ ایک لمحہ کے لیے یہ خیال دل میں آیا کہ کیا کل عالم کی اصلاح کے عظیم الشان کام کو میں سر پر اٹھا سکتا ہوں مگر باسم ربك نے ساری مشکلات کو حل کر دیا اور سارے بوجھوں کے پہاڑ کو اڑا دیا۔ اور ادھر حکم ملا اذہر آپ اصلاح خلق کے کام میں لگ گئے۔ وہ عظیم الشان کام جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی کوشش سے کرنا ایسا ناممکن تھا کہ کبھی اس کے کرنے کا وہم بھی کسی کو نہ ہو سکتا تھا۔ وہ خدا کی مدد سے ایسا سہل ہو گیا کہ اب کوئی مشکل آپ کی راہ میں باقی نہ رہی۔ ہاں، اس خدا کے نام کی مدد سے ہی جو ناممکن تھا ممکن ہو گیا۔

یہ ہے ان الفاظ کی ابتداء اور ان حالات میں۔ ہاں اس بسم اللہ میں جس کے ساتھ قرآن کریم شروع ہوتا ہے۔ ایک مسلم کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ وہ عظیم الشان کام جو فی الحقیقت ناممکن نظر آتا تھا۔ اُس کو خدا کے نام نے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے ہی مدد اور نصرت نے ایسا آسان کر دیا تو ایک مسلم کی زندگی میں وہ کونسی مشکل ہے جو ایسے خدا کے نام کی مدد سے دور نہیں ہو سکتی۔ ہاں اُس کو

یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو کام اس کی اپنی کوشش سے نہیں ہو سکتا وہ بسم اللہ سے ہو سکتا ہے اور اسی لیے اُسے تاکید ہے کہ وہ ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کرے۔ وہ بات جو انسان منزل مقصود تک پہنچاتی ہے وہ جو اس سے بڑے بڑے جو انہر دی کے کام کر سکتی ہے وہ کیا ہے کامیابی کا یقین۔ یہ یقین کہ کوئی روک اس کے راہ میں ایسی نہیں جو دور نہ ہو سکے۔ اسی سے انسان کے اندر وہ عزم پیدا ہوتا ہے جس کے سامنے مشکلات کے پہاڑ ذہنی ہوئی روئی کی طرح اڑ جاتے ہیں و تکلون الجبال کالعهن المنفوش اسی یقین کو پیدا کرنے کے لیے اسے بسم اللہ سکھائی گئی ہے۔ اور اسے بتایا گیا ہے کہ وہ کسی کام کو ناممکن نہ سمجھے بلکہ خواہ اس کی اپنی کوشش کسی کام کے مقابل میں کیسی بھی کمزور نظر آئے۔ اس کو اپنی کمزوری پر نہیں بلکہ اس ذات پاک کی طاقت پر بھروسہ کرنا چاہیے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ اس طرح پر بسم اللہ کو یا انسانی زندگی کی ساری مشکلات کی کچی ہے۔ جس کے سامنے مشکلات کے تالے ٹوٹتے چلے جاتے ہیں۔ ہاں انسان کا دل اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہے۔ مگر خدا کی مدد کا بھروسہ اس کی ساری کمزوریوں کو دور کر کے اس کے دل کو پہاڑ کی طرح مضبوط بنا دیتا ہے بہت باتیں ہیں جو انسان کے نزدیک ناممکن ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک ناممکن نہیں۔ پس بسم اللہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انسان کے قلب کی کیا حالت ساری مخلوق کی خالق کے سامنے ہونی چاہیے۔ اپنی عاجزی کا پورا اعتراف اور خدا کی مدد کا کامل بھروسہ۔ پہلا اعتراف انسان کے قلب کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ دوسری جگہ سے امداد حاصل کرے۔ دوسرا یقین انسان کے لیے وہ سرشت ہے جو اس کی ساری کمزوریوں کو دور کر دے گا۔ اور یوں توحید الہی کا غلی سبق ہر مسلمان کو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ملتا ہے اور یہ وہ بات ہے جو ساری کتب مقدسہ کی اوراق گردانی کے بعد بھی انسان کو کہیں نہیں مل سکتی *

ایک اور بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ صفات الہی کی جو تصویر بسم اللہ میں کھینچی گئی ہے وہ کیسی ہے۔ یہاں تین نام ذات باری کے آئے ہیں۔ اللہ۔ رحمن۔ رحیم۔ اور چونکہ ایک مسلمان اپنے ہر کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس لیے یہ تین نام گویا وہ الہی الہی ہیں جو شب و روز ایک مسلمان کے سامنے رہتے ہیں۔ اور انہی صفات الہی میں وہ شب و روز

پتہ دھونڈتا ہے۔ ان میں سے لفظ اللہ ذات باری کا ذاتی نام ہونے کے علاوہ توحید الہی کا ایک نشان ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عربی زبان میں سوائے خدائے واحد کے اور کسی پر نہیں بولا گیا۔ پھر اسم اللہ جامع جمیع صفات حسنہ باری تعالیٰ ہے۔ دوسرا اسم ذات باری کا جو بسم اللہ میں پایا جاتا ہے۔ الرحمن ہے جس کے معنی ہیں صفت رحم کو کمال کے ساتھ رکھنے والا۔ وہ جس کا رحم کا فرد کو من پر کیساں ہے۔ یعنی اس کی صفت رحمانیت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان کے استحقاق پیدا کرنے سے پہلے وہ اپنا رحم اس پر کرتا ہے اور اس لیے یہ رحم اسکا ساری مخلوق کے لیے عام ہے۔ تیسرا اسم رحیم ہے جس کے معنی ہیں وہ جس کی صفت رحم با۔ بارکام کرتی رہتی ہے۔ صفت رحیمیت کا تعلق انسان کے افعال کے ساتھ ہے۔ یعنی جو شخص اپنے آپ کو اس قابل بناتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے وہ صفت رحیمیت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ گویا صفت رحمانیت کا رحم ایک عام قانون کے رنگ میں ہے اور صفت رحیمیت کا رحم ایک فعل کے نتیجے کے رنگ میں۔ وہ رحمان ہی کہ اس نے انسان کے پیدا ہونے سے پہلے وہ سارے سامان پیدا کیے جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ رحم ہے کہ جو انسان اس کے قوانین اور سامانوں کو اپنے کام میں لاتا ہے وہ ان سے فائدہ اٹھاتا ہے پس یہ تینوں اسمائے یعنی اللہ۔ رحمان۔ رحیم ذات باری تعالیٰ کے کمال کی محبت اور اس کی رحمت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جو شخص اپنی ذات پر بعد نہ کرتا ہے اور اس سے مدد طلب کرتا ہے۔ وہ یقیناً محروم نہیں کیا جاتا۔

بسم اللہ اس بات کا فیصلہ بھی کرتی ہے کہ ایک مسلمان اپنے خدا کو کیسا بھجواتے کیونکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم درحقیقت قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ در خلاصہ ہے۔ اس لیے جن صفات الہی کا یہاں ظہار ہے۔ وہ خدائے اسلام کی صفات کا اصلی نقشہ دکھاتی ہیں۔ اب بسم اللہ میں اسم اللہ کمال پر۔ اسم رحمان محبت غیر متناہی پر۔ اسم رحیم غلبہ رحم پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس سے ہم مجبور ہو سکتے ہیں کہ اسلام اس خدا کو پیش کرتا ہے جس کی ذات میں کمال۔ اور جس کی صفات میں محبت اور رحم کا غلبہ ہے۔ اور ان صفات الہی کو ہر وقت نظر کے سامنے رکھنے سے ایک مسلمان بھی انہی صفات کو اپنا اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ پس نہ صرف بسم اللہ اس بات کا فیصلہ کرتی ہو کہ خدائے اسلام کی صفات غالب محبت اور رحم ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی سکھاتی ہے کہ اس

انسان کو جو ہر حال ایک محبت اور رحم والے خدا کی مدد طلب کرتا ہے۔ خود بھی محبت اور رحم کی صفات اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔

بعض معتز صبیح نے کہا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم عربوں کو طائف کے شاعر امیہ نے سکھائی تھی یہ یقیناً غلط ہے۔ مروج حدیثیہ کے زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کفار عرب بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھنے سے انکار کرتے ہیں اور اس کی بجائے اپنی پرانی طرز میں باسک اللہم لکھتے ہیں کیونکہ سید بن عمرو نے معاہدہ حدیبیہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے سے انکار کیا۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک قوم کے اندر ابتداء کرنے کے لئے بطور تبرک کوئی جملہ استعمال کیا جاتا ہوگا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی ہم اللہ کسی قوم میں مروج تھی۔ اسلام کا کمال اس میں نہیں کہ پہلوں کی خوبیوں کا انکار کرے۔ بلکہ پہلوں میں بھی خوبیوں کا ہونا تسلیم کر کے اُن سے بڑھ کر خوبی کی بات پیش کرتا ہے۔ بسم اللہ کی جو صورت آج ان کریم نے سکھائی۔ اور جن جن صفات الہی کا اس کے اندر بطور خلاصہ نقشہ کھینچا وہی اسلام کے اختیار میں سے ہے

ایک اعلیٰ خاندان لیڈی کا قبول اسلام

اسلام ایسا مذہب ہے جس کی اشاعت کرنے والے وہی رہے جو الفقہ فخری کا نعرہ لگاتے تھے۔ اسلام نہ کسی شاہ گوتم بدھ کا ممنون ہے نہ کانسٹنٹن کا۔ بلکہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ اُس نے تو شہنشاہوں اور اُن کی سلطنتوں کو خاک کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ جب کبھی کسی اصول کی بات آن پڑی۔ آج زار روس اور اس کی کل سلطنت مسلمان ہوتی۔ اگر مسلمان علماء نے اصول سے نہ ہٹنے میں سختی نہ کی ہوتی۔ اسلام نہ صرف اپنے یورپائی نشینوں پر نازاں رہا ہے۔ بلکہ اُس نے جمہورانہ اصول ایسے رائج کیئے ہیں۔ کہ بڑے بڑے متکبرین و مغزورین غریبوں اور گداؤں سے دوش بدوش ٹھہرے ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ اسلام کے

آگے سرنگوں ہو گئے ہیں۔ بڑے بڑے کورستان اسلام کے زیر بار احسان سہے ہیں۔ یہ اسلام کی ایک خاص شان ہے۔ کہ وہ اپنے بے نظیر اصولوں کے باعث دُنیا میں نمودار رہا۔ اور سہے۔ نہ بادشاہوں کی تلوار کا وہ محتاج نہ دولتمندوں کی دولت کا۔ اسلام کے لئے دل سے بے تاب ہونے والے اب بھی زیادہ تر غریب ہی ہوتے ہیں۔ ہمارے ہندوستان ہی میں سوائے اس شمال خاتونِ خبابہ مکرمہ محترمہ سلطان جہان بیگم والیہ بھوپال کے اور کون رئیس ہے۔ جس کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اسلام کسی خاص جماعت کا نہیں۔ بلکہ دنیا کا مذہب ہے۔ اور دُنیا میں زیادہ تعداد بادشاہوں اور رئیسوں کی نہیں بلکہ مسکینوں و رویشوں اور موشکی کی۔ لیکن اسلام ہرگز صرف غریبوں کا مذہب نہیں۔ اسلام امیر غریب بادشاہ فقیر سب کا مذہب ہے۔ اسلام سے غریب امیر ہو جاتا ہے۔ اسلام سے بادشاہ شہنشاہ بن جاتا ہے۔ اسلام کی مساوات ہرگز بادشاہ کی بڑائی نہیں چھینتی۔ بلکہ اُس کی بادشاہی میں اضافہ کرتی ہے۔ اور اُسے پایدار اور خوشحال بناتی ہے۔ رئیسوں کی ریاست کی شان اسلام سے دوبالا ہوتی ہے۔ اس لئے مبارک ہیں وہ رئیسِ انگلستان کے جو اسلام قبول کریں +

ڈاکٹر الماموں سروردی صاحب کے وقت میں لارڈ اسٹینلے نے اسلام قبول کیا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے وقت میں لارڈ ہیڈلے نے اب ہمارے مولوی صدر الدین کے دور میں آنرےبل منر گفرڈ نے جو صاحبزادی لارڈ سڈبری ڈربی کی ہے Hon^{ble} Lord Almoner نے اسلام قبول کیا۔ اس بزرگ خاتون کا نام حمیدہ بیگم رکھا گیا ہے۔ الحمد للہ الحمد للہ ان کا ایک صاحبزادہ لفٹنٹ بریری گفرڈ جس کا اسلامی نام محمد اسد اللہ ہے۔ پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہے۔ اور انھوں نے اطلاع دی ہے کہ دوسرا بیٹا بھی مسلمان ہے اعلان بھی انشاء اللہ کر دیا۔ میں آج نہیں دس سال سے لکھتا رہا ہوں کہ یہاں اسلام کی اشاعت کچھ زیادہ دشوار نہیں۔ اگر معقول تنظیم عمل ہو۔ اور اُس وقت تک کے لئے معقول سرمایہ کا انتظام ہو جاوے۔ جب تک یہاں خود ہی مشن جاری

کرنے کا چسکا نو مسلموں میں پیدا ہو جاوے۔ یہاں جس بات کی ضرورت ہے وہ اشتراک ہے۔ لوگوں کو یہ بتانا ہے۔ کہ ایک مذہب اسلام ہی ہے جو انسان کی عقل کے مطابق ہے جو انسان کے قلب کو تسکین دے سکتا ہے مشکل یہ ہے کہ یا تو یہاں اسلام سے واقفیت ہی نہیں۔ اور اگر ہے تو وہ واقفیت متعصب پادریوں کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسکا یہ حال ہے کہ اسلام کے نام سے ہیبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلام وحشیوں کا مذہب سمجھا جاتا رہا۔ اگر یہاں اسلام کا اشتہار کافی ہو سکے تو تثلیث پرستی بہت جلد یہاں سے مفقود ہو سکتی ہے۔ عیسائی یہاں صرف جاہل اور وہ بھی خورتیں ہی ہیں۔ پڑھے لکھوں میں دھرمیت کا زور ہے۔ اسلام میں خدا نے دھرمیت اور توہم دونوں کے زیر کرنے کی قوت رکھی ہے۔ اسلام کی اشاعت یہاں آسان ہے۔ اگر کافی روپیہ صرف کیا جاوے۔ اسلئے کہ حروفہ آشنا بیان کی خلقت ہے۔ آزادی بھی ہے۔ تحریر اور تقریر دونوں ذریعہ سے اشاعت اسلام ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے روپیہ کی بہت ضرورت ہے اور اس کی ابھی کمی اور بہت ہی کمی ہے۔ ابھی یہ توقع رکھنا کہ یہاں کے مشن کے کام کے لئے روپیہ یہاں سے خود ہی مہیا ہوگا۔ سخت غلطی ہوگی۔ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں اُن پر اسلام کے مشن کا بار ڈالنا ہماری جمعیت کے بھی خلاف ہے اور اس کی بھی کوئی وجہ نہیں۔ کہ جو مسلمان ہو وہ یہ جہانہ بھی دے کہ اسلام کے مشن کا کفیل ہو +

ہمارے یہاں کے اہل قدرت لوگوں میں کتنے وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی مشن میں مدد دی ہے۔ اس میں بھی ایک والیہ بھوپال کو مستثنیٰ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اُس خاتون کو تو خدا نے واقعی شہدائے اسلام بنایا ہے۔ کوئی صد اسلام کے لئے بلند ہو اور وہ لبیک کہنے کو موجود۔ اگر عام طور پر یہی حال ہوتا تو آج ہمارے مشن کی حالت ہی اور ہوتی۔ روپیہ کی کمی ہی کی وجہ ہے۔ کہ مشن ایک دیہات میں پڑی ہے۔ چاہئے یہ تھا۔ کہ مرکز لندن خاص میں ہوتا اور اسکے شعبہ ہر ہڑے ہڑے شہر اور قصبہ میں شعبوں کا انتظام تو خیر چاہئے کچھ دیر کو ہی ہو

مگر بہت ضروری ہے۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے لندن میں صدر مقام بنایا جاوے۔ یہاں دو کنگ میں لوگوں کا آنا جانا مشکل۔ پھر یہ ایک معمولی دیہات مشن کا پتہ ہی لوگوں کو نہیں چلتا۔ اور چلتا بھی ہے تو یہاں کوئی کیسے جلد جلد آسکتا ہے۔ جب ہماری نماز یہاں عید کے دن شان سے ہوئی *cinema* سما کے ذریعہ سے تمام انگلستان میں ایسا اشتہار ہو گیا۔ کہ ہم لاکھوں روپیہ صرف کرتے۔ تب بھی ویسا نہ ہو سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اس اشتہار سے زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے اگر لندن میں ہمارا مرکز ہوتا تو اس اشتہار کی وجہ سے جوق جوق لوگ ہمارے یہاں روزانہ آتے رہتے۔ مجھے تو لندن کے مکان کی اس قدر بینائی ہے۔ کہ اگر مرکزی اسلامیہ سوسائٹی کے پاس سرمایہ ہوتا تو میں فی الحال اسی کی طرف سے مکان لے لیتا۔

یہ سوسائٹی جب پہلے اسلامک سوسائٹی کے نام سے منسوب تھی۔ تب بھی اس کے اثر سے متعدد لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اسلام سے تعصب تو ہزاروں کا اس نے دفع کر دیا تھا۔ بلکہ اس کے جلسوں میں تو وہ لوگ بھی شریک ہوتے تھے جو کسی مشن کے جلسہ میں ہرگز نہ شریک ہوتے۔ اور اس طرح ان کا اسلام سے جمل رفع نہ ہو سکتا۔

انشاء اللہ وقت آویگا کہ یہاں کی مشن ہندوستان کی مالی مدد سے مستثنیٰ ہو جاوے گا۔ مگر ابھی تو وہ وقت نہیں۔ ابھی تو اگر ہندوستان کے مسلمان جلد جلد ایسی خوشخبریاں سنا چاہتے ہیں۔ کہ فلاں لارڈ یا فلاں بیرونس مسلمان ہوئے تو ان کو چاہیے کہ وہ لندن میں مرکز کا انتظام کریں۔ جو کام دو کنگ میں ہو رہا ہے وہ بے شک جاری رکھنا چاہیے۔ جو مسجد یہاں آباد ہو چکی ہے اسے برابر آباد رکھنا چاہیے۔ لیکن لندن میں مرکز ضروری ہے۔ لندن کی مسجد تو جب بنے بنے۔ اس کے بیٹے تو بہت بڑے سرمایہ کے جمع ہو جانے کا انتظار ہو رہے ہیں۔ میرے عزیزوں ایک یہ غلط پالیسی ہے۔ لیکن اب اس کی بحث چھڑنے

کا موقع نہیں۔ فی الحال یہ ہونا چاہیے۔ کہ لندن میں کسی اچھے مقام پر دو اڑھائی سو پونڈ سال کے کرایہ پر مکان لے لیا جاوے۔ اور وہ مشن کے کام کا مرکز بنا دیا جاوے۔ مسجد نہیں تو لندن کے ایک مکان میں سے ایک بلال کی اذان کی آواز بلند ہونی چاہیے۔ تب ہی ہم اُن سربراہ اور وہ مسلمانوں سے بھی خوب کام لے سکیں گے جو مسلمان ہوئے ہیں۔ اور لکچر اور سوشل جلسہ ہو سکیں گے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ ہم یہاں کی خلقت سے اسلام کی رونمائی کر دیں۔ باقی کام اُس کی اپنی دہرائی کرے گی۔

مشیر حسین قدوائی

دو ٹنگ مسجد

بقلم بلال نور احمد ۱۳۴۴ھ

برائین نیرہ

مصنفہ حضرت خواجہ (حصہ اول) کمال الدین صاحب

(معروف بہ زندہ و کامل الہام)۔ قیمت (۱۰/-)

اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے۔

منیجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ احمد بیلڈنگس نیولکھا لاہور

دو کنگ مشن کے ترقی خواہ ضرور ان سطور کو پڑھیں بلادِ غریبہ میں شاعتِ اسلام کا کام آئندہ کس طرح چل سکتا ہے؟

اس مشن کی آمد و خرچ ۱۹۱۵ء

جس اہمیت کو آج ہمارا مسلم مشن کیا یہاں اور کیا انجسٹان پہنچ چکا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں جو کامیابی فوق العادہ طریق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی فضل و کرم سے ہمیں عطا کی۔ نہ اس کے ہم سختی اور نہ اس کے حصول کے لیے ہماری کوششیں کتنی۔ دنیا کا کوئی مذہب ہمارے مقابل اپنے تبلیغی کوششوں کے ثمرات گذشتہ دو تین صدیوں میں بھی ایسے نادر نہیں دکھایا سکتا جو خدا تعالیٰ نے گذشتہ دو تین سال میں ہمیں عطا کیے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے مغرب میں کچھ اسباب ہی ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ جنہوں نے وہاں کے غور و فکر کرنے والے اور مذہب کو دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو اسلام کے قریب کر دیا ہے۔ یہ لوگ مذہبِ حق کے موجودہ مروجہ شکل سے بیزار ہو کر مختلف رنگوں میں ان صدقاتوں کو تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ کہ جن کی حیثیت مجموعی کا نام اسلام ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن پر بری نگاہ بہ تدبیرِ ابتداء میں پڑی۔ اور زیادہ مطالعہ اور زیادہ عمل مزید تفصیل حالت نے مجھے سمجھا دیا کہ یہ ریشیٹلزم۔ یہ پوزنسٹو اڈم۔ یہ سوشلیزم۔ یہ نسوانی تحریک۔ طلبِ حقوق۔ یہ پیرچو اڈم۔ یہ ناسٹیزم۔ یہ ایٹمک اڈم اور ایسا ہی دیگر دھاتی اخلاقی مجلسی تحریکیں جو اس وقت بطور مذہبِ مغرب میں پوجی جاتی ہیں۔ اور جن سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان میں کس قدر نیچان طہیب ہے۔ یہ دراصل اسلام کی ہی مختلف شعبے مختلف رنگوں میں ہیں۔ انہیں نتائج پر مبنی سال ۱۹۱۵ء میں آیا۔ اور انہیں امور کو سامنے رکھ کر یہ تبلیغ کا نئی پیر

پہر میں لاؤ ممبر شیعہ، عیسائی یا جہاں بھرتی ہو رہا تھا۔ اور اپنی پہلی تقریر میں ان امور کا ذکر کر کے میں نے اپنا یقین ظاہر کیا تھا کہ اگر ہم اپنی تبلیغی کوششوں کو عقل مندی اور استقلال کے ساتھ یورپ میں جاری رکھیں تو اسلام میں جیسے ہندوستان میں ہو گا۔ پھر ان امور کا مطالعہ میں نے شروع سال ۱۹۱۵ء میں کیا اور موبجیات متحدہ کے مختلف شہروں میں کیا۔ جن لوگوں نے میری باتوں کو سنا وہ خود تصدیق کر لیں گے کہ میرے بیان کے بعد جو اس ایک سال میں نتائج مرتب ہوئے۔ جنہوں نے میرے بیان کی کس قدر تصدیق کی۔ میرے یہاں پہنچنے پر پچاس اصحاب حلقہ کیش اسلام ہو چکے تھے۔ لیکن آج ایک ساٹھ سے زائد اس وقت آنحضرت صلم کے قلموں میں جمع ہیں۔ یہ نو مسلم کس پایہ کے اور کس علم و فضل سے آراستہ ہیں ان کے ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ رسالہ ہذا میں جو اہماری رپورٹ چھپتی ہے وہ ان امور کا آئینہ ہے۔ میں صرف اسی قدر کہہ سکتا ہوں کہ نو مسلم اخوان میں بعض ایسے فاضل اور اہل قلم ہیں جن پر کسی قوم یا سوسائٹی کو ناز ہو سکتا ہے۔ طبقہ امراء میں سے لارڈ میک اور اسی طبقے کی دو معزز خاوندان طبقہ فضلہ میں سے۔ پروفیسر (پکی) پارکسن ایف۔ جی۔ ایس۔ پروفیسر (بھٹن) ایف۔ ایف۔ ایف۔ ایف۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ پروفیسر (راین) ڈیمنٹ ڈاکٹر آف لٹریچر۔ پروفیسر نور الدین شیخ وغیرہ یہ لوگ وہ ہیں جو یورپ میں شہرت کے مالک ہیں۔ ان کے علاوہ اہل قلم میں سے سر محمد صادق ڈوٹے رائٹ فوجی افسران میں بعض کپتان اور فٹنٹ وغیرہ وغیرہ ہیں اس تعداد پر چند نازنین جس قدر اس تبدیلی والے انقلاب کے لیے ہم سجدات شکر ادا کرتے ہیں جو آج یورپ میں اسلام کو اسلام نہیں جو پہلے تھا۔ آج اسلام ایک جیتا جاگتا۔ زندہ۔ معقول۔ حکیمانہ اور مدلل مذہب تسلیم ہو چکا ہے۔ وہ مذہب جسے نادانوں یا متعصبوں نے دلیکے لیے لعنت سمجھا۔ وہ قریب ہے کہ کل مخلوق الہیہ کے لیے رحمت سمجھا جاوے۔

اگرچہ جو رتی تعداد نو مسلمین میں ہوئی وہ بھی کافی سے زیادہ اطمینان بخش ہے لیکن یہ صلی اس تعداد کو کئی گنا تعداد تک پہنچا دینا اور چھوٹے عرصے میں ہزاروں تک کی تعداد کو کچھ لینا کوئی مشکل امر نہیں بشرطیکہ ہم کافی طور پر اسلام کی شاعت کے سکین۔ یعنی دنیا میں اس وقت اپنے مذہبی عقائد سے بیزار ہو کر ایک صحیح مذہب کی تلاش کر رہے ہیں جس کے پاس صحیح اور سچا مذہب ہو آج نصرت و فتح مندی اس کی شامل حال ہو سکتی ہے۔ میں اس بات پر ایک عقول اہل کو متا ہو

کہ جو مذہب میں نئے قرآن کریم میں دیکھا اور آنحضرت صلعم سے ہم نے سیکھا ہے۔ وہی مذہب ہے جو مغربی دنیا کا مذہب ہو گا۔ ہاں یہ سب کچھ ہماری کوشش پر منحصر ہے +

میں نے یہ مختلف مواقع پر بیان کیا ہے کہ اشاعت مذہب کا بہترین طریق مغربی دنیا میں اسلامی طریق کو پھیلانا۔ اور اس کے ساتھ ایک مرکز قائم کر کے نو مسلمین یا متفرقین و شخصین کو اسلامی زندگی دیکھنے کا موقعہ دینا۔ اور اس کے ساتھ موقع موقع تقریر و لکچروں سے بھی متاثر کرنا اس امر کے لیے ہم نے اصلاحی ریویوشائع کیا۔ اور یہ کوشش کی کہ جہاں تک ہمارے ذرائع اجازت دیں ہم اسے یورپ اور امریکہ میں مفت تقسیم کریں۔ یورپ میں ایسے ذرائع آسانی سے ملتا ہوا جاتے ہیں کہ ہم اپنے لٹریچر کو ہزاروں تک کی تعداد میں ان لوگوں کے پاس پہنچا سکتے ہیں جو واقعی مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم یہ سرمایہ کہاں سے لاویں گے؟ کشستان اپنے مقابل غیر مسلموں کی تبلیغی کوششوں پر توجہ کریں۔ کیا وہ ڈیڑھ ہزار رسالہ مفت تقسیم کر دیں؟ اس لٹریچر کے مقابل کسی شمار و قطار میں ہے جو پادری لوگ ایک سمندر کی طرح دنیا میں پھیلائے ہیں۔ کیا اگر اس قدر قلیل مقدار یہ نتائج مرتب کر سکتی ہے تو پھر اگر ہمارا سالہ مثلاً دس ہزار تک ماہوار مفت تقسیم ہو تو پھر کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ یہی ایک غرض تھی جو مجھے کشستان سے ہندوستان لائی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اس قابل کر دیا تھا کہ میں تم لکے آگے اپنی محنت کے نتائج پیش کروں اور ان کی خدمت میں عرض کروں کہ وہ اس کا حصہ میں میرے ساتھ شریک ہوں۔ میں اگرچہ دو ڈھائی سال کی محنت شاد کے بعد ولایت سے واپس تو برسرِ مشغول غم میں ہندوستان آیا اور میں اس بات کا محتاج تھا کہ میں کچھ آرام کروں۔ لیکن وہ اخراجات ماہواری جو دو ہزار ماہوار کے قریب ۱۹۱۵ء کے شروع میں ہی پہنچ گئے تھے انھوں نے مجھے گھر بھی آرام لینے نہ دیا۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکا میں پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھر آؤں جس شہر میں جتنے دن رہا۔ قریب قریب ہر روز لوگوں کو خطاب کرتا رہا۔ جس سے میری صحت پر بھی برا اثر ہوا۔ لیکن میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اب چونکہ دو کنگ شمش کی روز افزوں کارروائیاں چاہتی ہیں کہ میں بھٹ جلد واپس چلا جاؤں۔ اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو چند مہینوں کے اندر اندر میں دو کنگ میں پہنچ جاؤں گا۔ اسلئے

میں نے پسند کیا کہ میں اپنی قوم کو دوکنگ کے حالات سے کسی قدر اطلاع دیئے جاؤں اور اس امداد سے بھی اطلاع دوں جو مجھے سال ۱۹۱۵ء میں میری ترکیب پہنچی ہوگی۔

میں اپنے مسلم بھائیوں کا جس قدر شکریہ ادا کروں تھوڑا ہے۔ میں جہاں گیا جس جگہ گیا میری عزت و تکریم کی گئی کہ جس کا میں ذاتی طور پر مستحق نہ تھا۔ دراصل اس گئے گذرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کو اسلام سے از حد محبت ہے وہ دل سے شاعت اسلام کے گرویدہ و عاشق ہیں۔ انھوں نے مجھ میں ایک خادم اسلام اور عاشق اسلام کا نمونہ دیکھا اسلئے انھوں نے مجھ سے ہر ایک قسم کا نیک سلوک کیا۔ خصوصاً وہ نیک سلوک جو مجھ سے مسلم و ایان ریاستہائے ہندوستان نے کیا وہ میرے لیے خاص تشکر و امتنان کا موجب ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام و عالیحضرت مزارعہ بھوپال۔ عالیحضرت شیخ صاحب سنگ دل۔ ان بندگان عالی کا مجھے شاہی مہمان کے طور پر اپنی قلمرو میں رکھنا۔ اور ہر وہ سلوک مرغی رکھنا جو ایک شاہی مہمان سے ان کے ہاں ہوا کرتا ہے۔ یہ تو ان کے شاہی اخلاق کا ایک اوسنے کرشمہ ہے۔ لیکن مختلف محل و مواقع پر مجھے انکا خاص الخاص اشفاق کریمانہ کا مورد بنانا۔ یہ اس محبت کو ظاہر کرتا ہے جو عالمگیر ہے عالمیہ رتب مسلمان کا دل ایک خادم اسلام کے لیے اپنے پہلو میں محسوس کرتا ہے۔

میں یہ یقین کرتا ہوں کہ اگر جنگ کے ایام نہ ہوتے تو میرا یہ سفر نسبت ہی بہترین نتائج مرتب کرتا۔ ہر حال جو کچھ ہوا وہ حالات موجودہ کے ماتحت میری امیدوں سے زیادہ ہوا۔ اس موقع پر میں گورنمنٹ عالیہ کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس پر آشوب زمانہ میں میرا کل شمالی ہندوستان میں سفر کرنا اور ہر ایک امن و آسائش کا ماحصل کرنا جن اغراض کے لیے میں نے یہ سفر کیا ان اغراض کے اظہار کے لیے بیک بیک لکچروں کو بے روک ٹوک کرنا۔ بلکہ بعض مواقع پر خود اعلیٰ سے اعلیٰ مقامی افراد کا میری امداد کرنا اور مجھے ہر طرح اپنی عنایات سے ضرور مستطیع کرنا یہ اس دریا دلی کا ثبوت دیتا ہے جو اس گورنمنٹ عالیہ کا خاصہ ہے۔ اور جس کے لیے ہر ایک شخص کو اس گورنمنٹ کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔

میں اس موقع پر اس سال کی آمد و خرچ سے اپنے معادین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ یہ قہر کی دفعہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے مشن کے خرچ کی مبالغہ آمیز قیمتیں کم ہیں۔ اول اسلام ریویو اور

ایسا ہی دوسرا اسلامی لٹریچر مفت تقسیم کرنا۔ دوم۔ ہر اتوار کے دن شمولیت و عطا کے لئے جہتدو مہمانوں کا دو گنگ میں باہر سے آنا اور ایسا ہی نو مسلم سائنیں دو گنگ کو اپنے ہاں دوپہر کے کھانے اور سہ پہر کی چائ پر مہمان کرنا اور ایسا ہی جس قدر نو مسلموں کو اسلام سیکھنے کے لئے باہر سے ہمارے ہاں آنا یا مستفسرین کا ہمارے ہاں ٹھہرنا اور ان کا تعمد بطور مہمان اسلامی طریق پر کرنا۔ سوم۔ اثراجات متفرقات جس میں لندن یا دوسرے مقام پر علاوہ جمعہ کے عطا و لکچر کے لئے جانا اور مسجد و گنگ کے متعلقہ اثراجات۔ بڑی جباری مادت خرچ کی پہلی دوہیں یعنی مفت تقسیم رسالہ اسلام ریویو اور لٹائر خانہ۔ انہیں دو مادت کو علی الخصوص سامنے رکھ کر معاونین مشن سے امداد کی درخواست کی گئی ہے حصول امداد کو سہل تر بنانے کے لئے میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اسلام ریویو کی خریداری بہت بڑھادی جاوے۔ جبکہ اس کے خریدار زیادہ بڑھیں گے اسی قدر اس کے منافعہ کا کثیر حصہ اس کا خرید پر خرچ ہوگا۔ اسی غرض سے اپنے اسلام ریویو کا ترجمہ اردو میں شائع کرنا شروع کیا اور اس کی قیمت سے رسالہ نہ رکھدی ہے۔ تاکہ اس کے منافعہ کا زیادہ حصہ بھی اس مشن پر خرچ ہو۔

اسی طرح مفت تقسیم رسالہ اسلام ریویو کی یہی دو صورتیں میرے سامنے رہی ہیں ایک تو عام طور پر برادران اسلام کو مفت تقسیم رسالہ کے لئے کہا گیا ہے کہ وہ یہ رسالہ خرید کر ہمیں مفت تقسیم کرنے کی اجازت دیں۔ یہ اپیل بھی خالی نہیں گئی۔ اور آگے چل کر معلوم ہوگا کہ ایک کافی رقم اس کی تقسیم کے لئے ہم نے وصول کی +

آب میں ذیل میں آمد و خرچ کا ایک نقشہ بھی دیدیتا ہوں۔ آمد کی طرف جس قدر رقم بطور امداد اس سال وصول ہوئی ان سب کی ایک فہرست بھی میں نے رجسٹر آمد سے بنوا کر اس تحریر کے ساتھ شامل کر دی ہے۔ لیکن ہے کہ قارئین کرام میں سے کسی کے لئے تحریص امداد کا موجب ہو ساتھ ہی ”طی صاحبان بھی دیکھ سکتے ہیں کہ جبکہ امداد انھوں نے کی وہ ان کی منشا کے مطابق ہی خرچ بھی ہوئی + یہ نقشہ اور فہرست منسلک میں دفتر لاہور سے رجسٹرڈ لئے آمد و خرچ سے بنوایا ہے۔ چند امدادیں ایسے خریدار بھی درج کر دیے ہیں جنھوں نے قیمت دے کر رسالہ مفت تقسیم کر لیا۔ خالص خریدار رسالہ جات میں نے انکو قرار دیا۔ جنھوں نے رسالہ اپنی ذات کے لئے لیا۔

نفسه آمد و خرج

خرچ	آمد
۱۰۰ - ۱۵ - ۴۰۰	۱۰۰ - ۱۵ - ۴۰۰
۶۴۳ - ۳ - ۶	۶۴۳ - ۳ - ۶
۱۸۲ - ۴ - ۹	۱۸۲ - ۴ - ۹
۲۲۱ - ۱۵ - ۰	۲۲۱ - ۱۵ - ۰
۴۳ - ۲ - ۰	۴۳ - ۲ - ۰
۲۰۰ - ۷ - ۰	۲۰۰ - ۷ - ۰
۳۸۲ - ۲ - ۲	۳۸۲ - ۲ - ۲
۱۲۹۰۶ - ۳ - ۰	۱۲۹۰۶ - ۳ - ۰
۱۵۲۲۹ - ۱۲ - ۴	۱۵۲۲۹ - ۱۲ - ۴
۳۲۳۳۵ - ۱۵ - ۴	۳۲۳۳۵ - ۱۵ - ۴
۷۰ - ۹ - ۰	۷۰ - ۹ - ۰
۲۰۱ - ۱۲ - ۵	۲۰۱ - ۱۲ - ۵
۳۲۸۰۸ - ۵ - ۰	۳۲۸۰۸ - ۵ - ۰
میزان کل	میزان کل

۱۰۔ ابتداً ۱۹۱۵ء میں میرے ایک عزیز دوست نے مجھے تیس پونڈ بطور امداد مشن اس شرط پر دلائے تھے کہ اگر وہ ننگ مشن میں کبھی آئندہ کنجائش ہو تو یہ رقم ان کو واپس کر دیا جائے گا۔ ۱۹۱۵ء میں مذکور ان کو بھیجا گیا ۴۷ محمولہ اک اور ۱۹۱۶ء میں آج تک ان کو مانعہ بھیجا گیا۔

نقشبہ بالامین جو رقوم بطور امداد حیدر آباد اور دیگر مقامات ہندوستان سے بیٹے ان سفروں میں وصول
کیں اس کا تقسیم کو معنی صاحبان نے یہودی، فقہاء اور اپنے چھوٹے بھائی کے جس نسبت سے چاہوں میں نہیں
برسلا اگر بڑی کی نسبت تقسیم یا لنگر خانہ دیگر ضروریات و لنگر خانہ کے خرچہ کی رو سے چنانچہ بیٹے کو ابتدا
ہمیں بھی ہدایت دی کہ ان بیٹوں کو قریب قریب نصف نصف ریو پو اگر بڑی کی مد تقسیم ہیں اور لنگر خانہ
و غیرہ میں دیکھا دیں۔ لیکن ان رقوم کی بعد از وضع خرچ تقسیم کی طرح یہ ہوئی وہ دیکھ کے خلاصہ
حساب کے آنے پر ہلانی جا سکتی ہے۔ لاہور اور دکن ہر دو جگہ باضابطہ صاحب و کتاب لکھا جاتا ہے
بعد از خرچ کی رقوم خواہ میری ذات سے تعلق رکھتی ہوں یا شش سے ان کا مولوی کتابت میں کرتا ہے
وہاں کا حساب شیخ نور احمد صاحب بلال کے ہاتھ میں ہے اور بلال کا حساب کتاب منجور دینر سالہ اشیا
اسلام کے ہاتھ میں ہے شیخ صاحب کو لکھا ہے کدہ شلہ کے آمد خرچ کے حساب کا خلاصہ بھیجیں۔
خصوصاً یہ کہ مختلف ذات میں کیا خرچ ہوا۔ ہاں بیٹے اسی قدر محنت مولانا صدر الدین صاحب
کی خدمت میں عرض کر دی تھی کہ وہ اسال دو اور تین ہزار کے اندازہ محنت تقسیم سالہ کر دیں۔ اس
سال آخر اشیا لنگر خانہ بہت ہی بڑھ گئے۔ میں نے نشی نور احمد کو ایک دفعہ لکھا تھا کدہ میں باچاراہ
کی نقد ادھانوں سے ہمیں اطلاع دیں۔ چنانچہ کدہ شلہ جو جس سے آخر ستر تک دھندلا کر کدہ صد کے
قریب مہمان بنے اور اس کو آئندہ دھندوں میں ہزار سے زائد کدہ لکھ جائے یا ہم میں دو عیدین بھی
گدویں جنہیں ہزار کے لگ بھگ مہمان تھے۔ بہر حال جس طرح ضرورت پیدا ہوئی ان کے لئے
پر جس کے لئے یہ پیسہ معنی صاحبان سنہ و یا خرچ کر سکیں گے ولایت بھیج دیا۔
ہاں ہم سے یہی ہو سکتا تھا کہ جس قدر وہ پیسہ ہم وصول کریں وہ سب کا سب ضروری اخراجات
کاٹ کر ولایت بھیج دیں۔ سو ایسا ہی کیا گیا۔ نقشہ آمو و خرچ میں دو باتیں قابل ملاحظہ ہیں
اول جہاں تک اس مشن کا عملہ ہے اس لئے پہلے درجے کے اتار سے کام لیا۔ عملہ اس وقت
حسب ذیل ہے:- ولایت میں مولانا مولوی عبداللہ صاحب۔ شیخ نور احمد صاحب بلالی
ہندوستانی باورچی۔ ان کے علاوہ مولوی صاحب نے وقتاً فوقتاً کدہ ولایت میں کوئی ایک دو
اس کا خرچ نقشہ بالامین نہیں دیکھا یا گیا۔ ہندوستان میں منجور و نقد اسلامک ریو پو اور
بیس کے ہاتھ میں دلا کر اس کا ایک چھوٹا سی۔ اور ایک منجوری جملہ بہت سی چیزیں چھوٹا

نام رقم۔ ایک ایجنٹ بغرض تسلیع و اشاعت اغراض مشن جو گزشتہ اکتوبر سے رکھا گیا اور میں خود اتنے بڑے کام پر اس قدر قلیل عملہ اور پھر اس عملہ پر بھی صرف ساٹھ پانچ سو روپیہ ماہوار کا خرچ۔ یہ آج کل کے حالات کے ماتحت ایثار نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں مد عملہ پر جو بیٹے خرچ دکھایا ہے اس میں وہ رقم ماہواری بھی شامل ہے۔ جو میں اپنے ذاتی خرچ کے لیے لیتا ہوں لیکن اس کا بوجھ میں نے کسی قسم کے ڈنیشن پر یا زراعت و مشن پر نہیں ڈالا۔ میں نے اپنی ذات کا خرچ بحیثیت ایڈیٹر اسلامک ریویو صرف اسلامک ریویو پر کتب حساب میں ڈالوایا ہے۔ ایسا ہی کچھ رقم بطور ادھو عملہ میں سے ایک خالص بچے خادم مشن کو دینے بطور قرض حسنہ دی ہے۔ وہ بھی بیٹے اسلامک ریویو کی آمد میں سے دی ہے اور اس کا خرچ بھی اسلامک ریویو پر ڈالا ہے پہلے ان ہر دور سالوں کے نفع نقصان کو میری ذات سے تعلق ہے۔ باقی اخراجات جو عملہ لاہور کے ہیں یا سفر خرچ یا اخراجات متفرقہ ہیں ان کا اہل اردو رسالہ پر ہی اسلامک ریویو پر اور دیگر اغراض پر ڈال دیا ہے۔ اور جو عملہ ولایت یا واپس قرض حسنہ کی رقم ہیں ان کو اسلامک ریویو اور دیگر اغراض پر نصف ڈال دیا ہے۔

یہ امور محض آمد و خرچ کو حساب کتاب کے مضابطہ شکل میں رکھنے کے لیے کیے گئے ہیں۔ والا جو عملی ہوا ہے وہ تو یہ ہے کہ جو کچھ منافع ہر دور سالجات کا ہوا یا جو رقم مجھے ذاتی طور پر ملو وہ غرضتہ یا مستحقہ بعض محسنوں سے ملی وہ سب کی سب بیٹے آمد مشن میں ڈال دی ہے۔ میں آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ایسا ہی کرنے کی توفیق دے۔

مسلم بھائیوں سے میری آخری اپیل

میں اب چند ہفتوں میں یہاں سے رخصت ہو کر ولایت جا بیٹا ہوں۔ دوران قیام ہندوستان میں جیسے ہر ایک قسم کا آرام چھوڑ کر مسلمان بھائیوں کو اس کار خیر کی اہمیت اور ضرورت کو آگاہ کیا۔ یہ مشن ایک حقیقت اور طاقت ہے۔ کوئی وہی یا قیاسی امر نہیں بلکہ مشن نظریات و حالات سے نکل کر واقعات اور عمل کا جامہ پہن چکا ہے۔ اس کے مفید اور یقینی طور پر کامیاب

ہو نہیں اب شہ نہیں تھا۔ اس امر سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا اور رسول کے احکام کے ماتحت ہمارے کل قومی کام ایک طرف اور یہ کام ایک طرف ہے۔ ہماری کل کی کل تحریکات پر اس میں کو فوجیت ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسلامی خیرات و زکوٰۃ کے مصرف پر کل دیگر خیراتی کاموں پر اسے ترجیح نہ دیں۔ نقشہ آمد سے ظاہر ہوتا ہے کہ چودہ ہزار کے قریب روپیہ محض بطور ڈونیشن مسلمانان ہند سے اس سال آیا اور اس سے جس قدر بھاری کام ہوئے۔ وہ ظاہر ہے کیا شدہ ہیں سوچیں تیس ہزار کا خرچ ہے اور جس کے مقابل کئی ہزار رسالہ اردو و انگریزی بطور خریداری لوگوں کے گودوں میں بھی پہنچ چکا ہے۔ اس کے مقابل یہ کامیابی جو اس سال ہمیں ہوئی وہ کچھ کم ہوئی ہے کہیں میں اس کی نظیر دنیا جہر کی مذہبی تبلیغی کوششوں میں نظر نہیں آتی

لیکن اب جو میں ہندوستان سے چلا ہوں اور ممکن ہے کہ میری غیر حاضری بہت جلد کوئی ایسا نامتقام میرا نہ پیدا ہو سکے جو شہر بشہر پھر کر مسلم بھائیوں کو ان کے فرض کی طرف متوجہ کرے۔ تو پھر کیا ہو سکتا ہے کہ میرے فرض کی طرف متوجہ نہ ہونگے۔

مسلمانو! خدا رب! یہ غفلت کو چھوڑ دو۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ کے کام تو ہر کوئی ہمیں گے لیکن مبارک وہ ہے جو اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹا دے۔ ہمارے مال جس دینیت اور احتیاط سے خرچ ہوئے ہیں وہ اس نقشہ سے تمپر ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور جس اثنا اور محبت سے کام کرنے والے لوگ تم کو مل گئے ہیں وہ بھی اس قحط الرجال میں شاذ و نادر کا معاملہ ہے خدا تعالیٰ ہی اس امر کا شاہد ہے کہ مجھے آیام و کالت کے مقابل دو گنا کام روزانہ کرنا پڑتا ہے اور جو کچھ میں بطور وجہ کفالت لیا وہ میری آمد فی وکالت سے جو ۱۹۱۲ء میں معی کوئی نسبت ہی نہیں کہتا لیکن یہ کسی پر احسان نہیں بلکہ بجزی علی اللہ کا خوش کن مقولہ ہی ہمارے لیے راحت جان ہے۔ لیکن ہمارا اثنا کہیں کام آویگا۔ اگر ہمارے پاس اور سامان نہ ہوں۔ خدا را کچھ ایسا کام کرو۔ کہ یہ انگریزی رسالہ دس ہزار تک مفت تقسیم ہو جاوے۔ اگر دس ہزار رسالہ تقسیم کرنے کے سامنے کر دو۔ تو پھر اس کے منافع سے ہی دیگر اخراجات دو گنا گن چل سکیں گے۔

یہ شہ و رخ سال ۱۹۱۲ء میں آپ کو طلب کیا اور اردو رسالہ بھی اس لیے شائع کیا۔ کہ اس کے

منافع سے دو کنگ مشن چلے ساگر یہ رسالہ دس ہزار خریدا جاسکے تو میرے نزدیک موجودہ خراجات کے لحاظ سے پچھتر خراجات دو کنگ مشن کے نکل جاتے ہیں +

اگرچہ یہ رسالہ میرا ہی شائع کردہ ہے۔ لیکن میری یہی غرض ہے کہ اس کے منافع سے شاعت کے کام کو مدد کافی ملے۔ جیسے کہ گذشتہ سال کیا گیا۔ اس وقت اردو رسالہ کی تعداد اشاعت دوم ہزار کے قریب ہے۔ اس اشاعت پر جو منافع ہوتا ہے وہ قطعاً مشن کے لئے کافی نہیں۔ اسی طرح انگریزی رسالہ کی اشاعت ابھی ڈیڑھ ہزار کے قریب ہے۔ یہ بھی بہت تھوڑی ہے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر مسلمان بھائی صرف پانچ ہزار تک انگریزی اور دس ہزار تک اردو رسالے کو خرید لیں تو میں کسے اور امداد کا سد دست ان سے مطالبہ نہیں کرتا۔ اور اگر مجھے خدا تو مہربان ہے تو میں اس کے منافع کو اسی کام پر خرچ کروں گا۔ ہاں جب تک یہ صورت نہو میں ان بزرگوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جنہوں نے دیبا دی سے گذشتہ سال اپنے مالوں سے مجھے مدد دی وہ اب بھی دیں۔ یہ مال وہ بالفاظِ قرآن کریم ایک تجارت پر لگاتے ہیں جبکہ منافع جو آخرت کو بالفاظِ ربی مناسب ہے وہ تو ضرور ملے گا۔ لیکن اسکا منافع تو دم نقد مل رہا ہے + خدا را غور کرو۔ یہ رقم امداد تو زیادہ تر مئی ۱۹۱۷ء سے پہلے مجھے وصول ہوئی تھیں۔ آج اس پر ایک سال گزر گیا۔ فہرستِ ظاہر ہو گا کہ مئی ۱۹۱۷ء تک یادہ حصہ امداد کا اپنے دیا۔ آج مئی ۱۹۱۸ء ہے اب بتلاؤ جو اس سال میں نتائجِ قرب ہوئے وہ منافع کیا کچھ کم ہے۔ مسلمان بھائیوں خدا کے اس فضل کو دیکھو کہ جس غرض کے لئے جو کچھ تھوڑا بہت دیا وہ غرض پوری ہو گئی۔ پھر اسکے شکر یہ نہیں کیا آپ کو مناسب نہیں کہ اور بہت کرو۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ مبارک مہینہ زکوٰۃ و خیرات کا ہے +

تمہاری زکوٰۃ کا بہترین مصرف

دو کنگ مشن ہے۔ جاؤ قرآن کریم کو کھولو وہ بھی نہیں ہی کہتا ہے۔ ہمارے مشن کی امداد کا ایک سہل طریق یہ ہے کہ تم ہمیں انگریزی رسالہ کی مفت تقسیم کے لئے امداد دو۔ اپنی طرف سے متعدد رسالہ مفت تقسیم کرو۔ ایسا ہی لنگر خانہ کی امداد کا فکر کرو۔ ہاں ایک آسان طریق امداد کا یہ ہے کہ خود رسالہ اردو یا انگریزی خریدو اور دوستوں میں اس کی خریداری بڑاؤ۔ گذشتہ سال میں

ہیں اردو رسالہ بہت سزاؤں چھپوانا پڑا خیال تھا کہ خریداری بہت بڑھے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا
مختلف ماہ کے رسالجات زاید پڑے موجود ہیں۔ سو میں یہ پسند کیا ہے کہ تمام گزشتہ رسالجات
کے آگے یہ اپیل ذمہ کر کے بطور نمونہ مسلم احباب کی خدمت میں بھیجوں۔ وہ اس سالہ کو کمپن
مختلف احباب کے پاس ۱۹۱۵ء کے مختلف مہینوں کے رسالے پہنچیں گے وہ اس کو شروع
سے ایئرنگ دیکھیں اور پڑھیں اور پھر اندازہ کریں کہ کیا ایسا قیمتی رسالہ محض اگر بیرون کے
طور پر ہی خریداجاوے۔ تو چنداں گراں نہیں۔ چہ جائیکہ اس کا منافع ایک ہزاری مش
کو چلا رہا ہے۔ اسی طرح جن دوستوں نے بہ سبب حالات خاتمہ انگریزی رسالہ خریدنا چھوڑ
دیا ہے وہ اردو رسالہ ہی خرید کر عند اللہ ماجور ہوں۔

موجودہ خریداران کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو ہر دور رسالجات
کی اشاعت بڑھانے میں کوشش میں فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فہرست زرِ عطیہ و امداد و کمک مسلم مشن انگلستان ۱۹۱۵ء

معرفت مسٹر فقیر اللہ صاحب قیمت کتب ... ۸	سید محمد اشرف صاحب کواٹ ... ۵
خان فیض الدین خان صاحب حیدر آباد ... ۵	خان صاحب خوشدل خان صاحب کواٹ ... ۵
برزا غلام سرور صاحب پشاور ... ۵	بابو معراج دین صاحب نائب تحصیلدار ... ۵
حکیم امیر علی صاحب پٹنہ ... ۵	مائل محمد اکبر خان صاحب ڈبچی ہون ... ۵
جانب حامد اللہ خان صاحب کواٹ ... ۵	جانب محمد غزاداد خان صاحب ... ۵
سردار عبدالرحمن صاحب ... ۵	جانب فقیر ابوالحسن صاحب ... ۵
علامہ حسین صاحب ٹیلیگراف کلرک ... ۵	مکتب خدامت صاحب ... ۵
خان صاحب عبدالحکیم خان صاحب سب کواٹ ... ۵	خان بہادر خیر محمد خان صاحب ریس ... ۵
خان بہادر حق نواز خان صاحب ... ۵	شیخ عبدالعزیز صاحب سب انپکٹر ... ۵
خان صاحب محمد جمیل خان صاحب ... ۵	امام بخش صاحب ... ۵
میاں علی الدین صاحب ... ۵	سردار محمد عارف اللہ خان صاحب ... ۵
خان بہادر مولوی احمد دین صاحب ... ۵	محمد عبداللہ خان صاحب ستر ... ۵
مولوی محمد عالم صاحب سیکرٹری مسٹر ... ۵	دوسرے محمد خان صاحب ... ۵
سردار احمد خان صاحب ... ۵	سکندر خان صاحب سب انپکٹر ... ۵

میرزا محمد باقر صاحب محمد رمضان خان صاحب	میرزا محمد باقر صاحب محمد رمضان خان صاحب
آزادی کی فتنہ	آزادی کی فتنہ
علامہ رسول صاحب میرزا فقیر اللہ صاحب	علامہ رسول صاحب میرزا فقیر اللہ صاحب
جناب سید فیض الرحمن صاحب دکیل صاحب	جناب سید فیض الرحمن صاحب دکیل صاحب
جناب محمد اسماعیل صاحب کاپور صاحب	جناب محمد اسماعیل صاحب کاپور صاحب
حافظ ہدایت حسین صاحب	حافظ ہدایت حسین صاحب
عام چندہ ریز گاری ۴۴ جلسہ کاپور میں ہوا	عام چندہ ریز گاری ۴۴ جلسہ کاپور میں ہوا
چند وصال شد معرفت جناب فضل الرحمن صاحب	چند وصال شد معرفت جناب فضل الرحمن صاحب
جناب حسن محمد صاحب داد پور صاحب	جناب حسن محمد صاحب داد پور صاحب
شیخ خدا بخش صاحب بخاری	شیخ خدا بخش صاحب بخاری
خان عبدالعزیز صاحب ملتان	خان عبدالعزیز صاحب ملتان
خان محمد خان صاحب	خان محمد خان صاحب
فیض اللہ شاد صاحب	فیض اللہ شاد صاحب
خان محمد یار خان صاحب	خان محمد یار خان صاحب
قاضی محمد حسن صاحب	قاضی محمد حسن صاحب
علی محمد صاحب	علی محمد صاحب
جناب بابو محمد عبداللہ صاحب	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب
سکین قیسی صاحب	سکین قیسی صاحب
میرزا سلطان خان صاحب	میرزا سلطان خان صاحب
تاج محمد خان صاحب	تاج محمد خان صاحب
فیض محمد صاحب مستری	فیض محمد صاحب مستری
شیر خان و قریبی گل محمد امیر محمد صاحبان	شیر خان و قریبی گل محمد امیر محمد صاحبان
معاذ اللہ خان صاحب دیس	معاذ اللہ خان صاحب دیس
ممتاز خان صاحب	ممتاز خان صاحب
ملک محمد دوران خان صاحب	ملک محمد دوران خان صاحب
مشرق چندہ معرفت جناب دوست علی شاہ صاحب	مشرق چندہ معرفت جناب دوست علی شاہ صاحب

جناب دار الشیخ صاحب قیمت کتب	۱۲
جناب یوسف خان صاحب	۱۳
جناب مرزا امام علی بیگ صاحب	۱۴
شیخ عبداللہ خالص صاحب قیمت کتب	۱۵
عبدالوہید صاحب جمیر	۱۶
جناب سید معز الدین صاحب	۱۷
راجہ زادہ جناب عبدالقیوم صاحب پشاور	۱۸
جناب سید امیر حسن صاحب بارس	۱۹
جناب مرزا فیاض الدین صاحب	۲۰
مرزا شمس الدین صاحب	۲۱
رفیع الدین صاحب	۲۲
شاہ میر عالم صاحب	۲۳
عبدالواحد صاحب دیکل	۲۴
ضیاء الدین صاحب الیکٹریٹ انس	۲۵
رقوم دین معرفت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۲۶
جناب صوفی ظفر حسین صاحب	۲۷
عالمگیر خان صاحب	۲۸
سید مومن صاحب	۲۹
خان روشن دین خالص صاحب	۳۰
محمد حیات خان صاحب	۳۱
منشی امیر حسین صاحب	۳۲
منشی عبدالواحد صاحب	۳۳
منشی نصیر الدین صاحب	۳۴
رافعہ دینی محمد خالص صاحب	۳۵
خان باز گل خان صاحب	۳۶
نصیر الدین رقوم از جہان زنی بنت	۳۷
جناب بابو مولا بخش صاحب پوسٹ ماسٹر منٹول	۳۸
منشی مر بخش صاحب	۳۹
غلام حسین صاحب ٹیلر اسٹریٹ	۴۰
محمد رمضان خالص صاحب	۴۱
عبداللہ خان صاحب	۴۲
شیخ لاث صاحب	۴۳
منشی بخش صاحب ٹیلر اسٹریٹ	۴۴
فیروز الدین صاحب	۴۵
علی بخش صاحب	۴۶
نور محمد صاحب	۴۷
زمان شاہ صاحب	۴۸
مولا بخش صاحب	۴۹
نور مصطفیٰ صاحب	۵۰
زمان علی صاحب	۵۱
نعمتو صاحب	۵۲
جمال الدین صاحب	۵۳
اللہ داتا صاحب	۵۴
غلام بخش صاحب	۵۵
فضل الہی صاحب	۵۶
غلام محمد صاحب	۵۷
گل ستار خالص صاحب	۵۸
محبوب اللہ خالص صاحب	۵۹
نور محمد صاحب	۶۰
محمد الدین صاحب	۶۱
مشرع عبدالعزیز صاحب	۶۲
رمضان خالص صاحب	۶۳

جناب صفدر علی صاحب سراج الحق صاحب مد	قیمت کتب
شیخ محمد اسماعیل صاحب قیمت کتب مد	جناب احمد جان صاحب نسوری مد
سید فضل علی صاحب چیمرو مد	نواب سرفراز حسین خان صاحب بانگی پور مد
امام الدین صاحب نیسے خیل مد	عبد العزیز صاحب مد
احمد حسین صاحب معرفت ماسٹر فیقہ اللہ مد	سید صالح حسین صاحب چیمرو مد
مدین احمد صاحب بکری کمرہ فلفلہ دکن کمنو مد	نامہ صدیق صاحب گورکھ پور مد
غلام حیدر صاحب دیکل لکھنؤ مد	غلام رسول صاحب مد
معرفت مرزا حیدر بیگ صاحب دیکل خونپور مد	محمد حیم بخش صاحب احمدی مد
بناب خان بہادر مقبول عالم صاحب بنارس مد	سید ولایت علی شاہ صاحب بنر پوش مد
احسن الدین صاحب مد	حکیم برہم صاحب ایڈیٹر مشرق مد
ازعلوم الاسلام معرفت نواب خدیو جنگ بہادر مد	قاضی محل حسین صاحب نصف بلیا مد
اسم معلوم مد	محمد عمر خان صاحب مختار بستی مد
ناب مقصود علی صاحب گیش پور مد	مولوی شمس الحسن صاحب مد
عطاء الرحمن صاحب مد	مسٹر اذہر علی صاحب بیرسٹر مد
حکیم عبدالرشید صاحب لکھنؤ مد	سید مجتبیٰ حسین صاحب دیکل مد
صادق حسین صاحب مد	مولوی عتیق اللہ خان صاحب مختار مد
فصل احمد صاحب مد	مسٹر محمد نسیم صاحب دیکل لکھنؤ مد
محمد معین الدین صاحب لکھنؤ قیمت کتب مد	سید وزیر حسن صاحب مد
محمد قمر الدین صاحب پٹنہ مد	مرزا حسین اللہ صاحب بیرسٹر لکھنؤ مد
محمد انقی صاحب مد	فرزند علی صاحب دیکل لکھنؤ مد
محمد امیر صاحب مد	نواب علی حسن خان صاحب بھوپال مد
محمد اللہ صاحب مد	خان عبدالرزاق صاحب لکھنؤ مد
محمد اقبال صاحب مد	چند معرفت بناب مرزا حسین صاحب بیرسٹر مد
شیخ فضل الرحمن صاحب مد	بوجلہ بارہ درمی قیسری بارہ لکھنؤ مد
غلام نبی صاحب مد	مسلاور قوم بالا بر موقتہ مد
نواب درگاہ صاحب دیکل مد	ناب دوی محمد جبر صاحب چیمرو مد
محمد رفیق صاحب دکن آباد مد	امام بخش صاحب ازمیوں مد

مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر لکھنؤ مد

جناب مولوی نال الدین صاحب مد

جناب عیسیٰ صاحب فکلاہ	۱	جناب شہید الدین صاحب فکلاہ	۱
جناب محمد الدین صاحب	۲	جناب ایم یوسف صاحب	۱۳
جناب ڈاکٹر شادت احمد صاحب	۳	جناب نذر محمد صاحب احمد	۱۴
جناب خواجہ بشیر الدین صاحب	۴	جناب تاج دین صاحب ڈپٹی کلکٹر	۱۵
جناب محمد رفیع صاحب بدو شاہ	۵	جناب واعظ الحسن صاحب	۱۶
جناب بخش صاحب	۶	جناب زین الدین صاحب	۱۷
جناب محمد عن علی صاحب رنگون	۷	جناب محمد دین صاحب	۱۸
جناب معلوم الاسم	۸	جناب اسماعیل آدم صاحب	۱۹
جناب سلطان احمد صاحب کلکتہ	۹	جناب محمد فروز الدین صاحب	۲۰
جناب محمد عیسیٰ صاحب	۱۰	جناب سیف اللہ خان صاحب	۲۱
جناب محمد یار صاحب اعظم گڑھ	۱۱	جناب احمد حسین صاحب ریت ٹکٹ	۲۲
جناب میاں محمد صاحب ریشم راپشاور	۱۲	جناب عبدالرحیم صاحب	۲۳
جناب شیخ عبدالرؤف صاحب ریں مولہ آباد	۱۳	جناب محمد عبداللطیف صاحب	۲۴
جناب شیخ رافت اللہ صاحب ریں گورکھ پور	۱۴	جناب احمد حسین صاحب	۲۵
جناب کریم صاحب احمدی پشاور	۱۵	جناب اے بواریو	۲۶
جناب سیکرری صاحب جویا	۱۶	جناب پیر نان محمد خان صاحب	۲۷
جناب فرید خان صاحب بوشا	۱۷	جناب شمس الدین صاحب	۲۸
جناب بشیر الدین صاحب ٹکٹ	۱۸	جناب شمس الدین صاحب	۲۹
جناب فریذہ اسم نامعلوم	۱۹	جناب حکیم غلام محی الدین صاحب	۳۰
جناب محمد اسلم خان صاحب سب خان	۲۰	جناب سید منیر احمد صاحب جوپور	۳۱
جناب خواجہ صاحب جبرئی بیہ از ایب آباد	۲۱	جناب ایم تاج دین صاحب ڈپٹی کلکٹر	۳۲
جناب ایم تاج دین صاحب ڈپٹی کلکٹر	۲۲	جناب ناظر الحسن صاحب	۳۳
جناب ایم عبدالقادر خان صاحب	۲۳	جناب احمد حسین صاحب ریت ٹکٹ	۳۴
جناب عبدالعزیز صاحب سوداگر	۲۴	جناب مسعود حسین صاحب میرٹھ	۳۵
جناب معلوم الاسم	۲۵	جناب محمد اللہ صاحب ریت ٹکٹ	۳۶
جناب معلوم الاسم	۲۶	جناب محمد الدین صاحب	۳۷

۸	جناب امیر حسن صاحب پٹنہ	۸	جناب عبد الحمید صاحب کاپنور
۹	مولوی محمد یعقوب صاحب	۹	ایم عبد الکریم صاحب پٹنہ
۱۰	خواجہ بشیر الدین صاحب	۱۰	محمد فاضل علی صاحب لکھنؤ
۱۱	۱۱	مشرقیو
۱۲	جناب حبیب اللہ صاحب کلکتہ	۱۲	نصرت علی صاحب لکھنؤ
۱۳	جناب محمد شفیع صاحب قانونگو بذریعہ محمد زکریا صاحب	۱۳	عبدالرؤف صاحب
۱۴	مشرقیو صاحب ڈپٹی کلکٹر	۱۴	احسان اللہ صاحب پٹنہ
۱۵	جناب محمد اصغر صاحب وکیل کیمبل پور	۱۵	شمس الدین صاحب جوپور
۱۶	جناب عبد الحمید صاحب پشاور	۱۶	دلی محمد صاحب بنارس
۱۷	جناب تید احمد حسین صاحب گیا	۱۷	محمد خالق صاحب فیض آباد
۱۸	جناب خواجہ بشیر الدین صاحب	۱۸	رحیم بخش صاحب
۱۹	معلوم الاسم قیمت کمال از حیدر آباد	۱۹	شیخ امیر الدین صاحب
۲۰	جناب محمد صغیر صاحب	۲۰	محمد شفیع صاحب
۲۱	جناب محمد منظور الہی صاحب لاہور احمدیہ بلڈنگس	۲۱	محمد زکریا صاحب مہاراج گنج
۲۲	بابت ام الماسنہ	۲۲	نظام الدین صاحب جوپور
۲۳	جناب سیف الرحمن صاحب پشاور	۲۳	عثمان احمد صاحب
۲۴	جناب الف دین صاحب وکیل کیمبل پور	۲۴	محمد حفیظ اللہ صاحب بنارس
۲۵	بنت صفدر جنگ صاحب امرتسر	۲۵	محمد دستگیر صاحب میسور
۲۶	محمد اسماعیل صاحب	۲۶	عزیز الدین صاحب مدراس
۲۷	جناب مولوی عزیز بخش صاحب	۲۷	بابو عبدالرحمن صاحب اودھ
۲۸	محمد الرحیم صاحب پشاور	۲۸	محمد حسین صاحب مدراس
۲۹	محمد بین صاحب مظفر گڑھ	۲۹	محمد نسیر اللہ صاحب
۳۰	محمد احمد صاحب کاپنور	۳۰	شمس الدین صاحب بنارس
۳۱	محمد عادل اللہ صاحب دہلی	۳۱	ایم ڈاکٹر خان صاحب ڈھاکہ
۳۲	فضل الرحمن صاحب کاپنور	۳۲	محمد یار شاہ صاحب مدراس
۳۳	امتیاز علی صاحب فیض آباد	۳۳	جناب ایم حفیظ اللہ صاحب کلکتہ

جناب سید بشیر الدین صاحب پیر چن پور پبل کتب خانہ	جناب عبداللہادی صاحب
شیخ عزیز الدین صاحب پراچہ ڈوبی	سید غلام مصطفیٰ صاحب علی گڑھ قیمت کتب خانہ
خواجہ احمد صاحب	جناب محمد رفیق صاحب مدظلہ
حاجی عبد الغفور صاحب	جناب مدیح الزمان صاحب غازی پور
نضیر یار خان صاحب ناظم	مفت زلال الدین صاحب نادیاں
حافظ محمد اسحاق صاحب	ایڈیٹر صاحب الفاروق
محمد حیات صاحب واٹو	محمد اسماعیل صاحب فیض آباد
ملک صاحب محمد اعظم صاحب	ڈاکٹر شامات احمد صاحب کپور تھلہ
عبد الکریم صاحب پور تھلہ	شیخ احمد صاحب پٹنہ
عبد الاحد صاحب غازی پور قیمت کتب خانہ	ملک بابت کتب
غلام اکبر صاحب حیدر آباد قیمت کتب خانہ	غلام حسین صاحب خیر شاہ
میر صاحب نور اللہ بری	بیگم صاحبہ صفدر علی صاحب
عبد اعلیل صاحب آگرہ	شیر محمد صاحب موگا
غلام محمد صاحب	آزادی سیکرٹری احمد نگر
محمد محسن صاحب حیدر آباد	بی دستگیر میسور
شکر اللہ صاحب فیض آباد	قیمت کتب مختلفہ
محمد حسین صاحب علی گڑھ	قیمت کتب معرفت ماسٹر فقیر اللہ صاحب
ریاست اللہ صاحب اٹارو	جناب عبدالقادر صاحب دھلی
سیمان بیگ صاحب	جناب غلام جعفر خان صاحب
عبد اللہ خان صاحب سرگودھ	خلیفہ محمد صادق صاحب رانی پور
محمد بیض صاحب فیض آباد	محمد حامد صاحب حضرت پشاور
امیر احمد صاحب اہل نگر میسور	نور محمد صاحب سلطان پور
موری مومن حسین صاحب حیدر آباد	کھدو ال کسکتہ
روشن من اللہ صاحب اودنی مداح	امیر حسن صاحب گیا
ناور یار شاہ صاحب ارکات	چند جو حکیم آمل خان صاحب کی رسالت سے
صوبہ اللہ صاحب بلاری	حصول ہوا مقتلہ میں درج ہے

جناب محمد رفعت اللہ صاحب گورکھپور	جناب عبدالقادر صاحب مسور
محمد شریف صاحب قیامت کتب	عبدالمجید صاحب بنگال قیمت کتب
دایسی رقم	شاہ محمد صاحب
جناب سید عبدالعزیز صاحب بنگلور	سید حسن صاحب مملوک
فضل الرحمن صاحب	بشیر احمد الدین صاحب احمد علی گدھ
نور محمد صاحب - کولمبو	ایم جان صاحب - پٹنہ
سرخراج اراجن جوینور	محمد یعقوب صاحب مراد آباد
ازاجن نرتا گدھ	عبدالمجید صاحب بدود گنگ
مہران مارو	شیخ الدین صاحب ڈپٹی کلرک ڈھول

یہ فہرست اس امر کی ہے جو اسلام سے دور کھینے والے اصحاب نے اس مشن کی توجہ اور احید آباد کے نیکو دل اصحاب نے کی وہ ان کے صفحہ پر درج ہے ہر خط میں ان کی خدمت سے وہ رقمیں جو خالص مفت اشاعت یو یو کے لیے مجھے موصول ہوئیں۔ میرے نزدیک نصف اور پچھلے کے درمیان، تین سال تک ریویو کی ہیں۔ جیسے کہ رجسٹر آمد سے اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن اس سال میں دیکھ کر اجات و کتب بڑھتے دیکھ کر ہر ایک قسم کی امداد کو ایک جگہ فرستہا و مندرجہ میں جمع کر دیا ہے۔ اور بقید کو قیمت خریداری رسالجات میں دیکھا ہے باقی زبرد امداد میں سے بعض کتب کی قیمت بڑھ صدر پیسے قریب اور صرف اس قدر رسالجات دو انگریزی کی قیمت نہا کر کے جو بعض معطلی صاحبان کی خدمت میں جانے ہیں۔ اور جو چھ سات صدر و پیسے ہوگی باقی کل کی کل آمد زبرد امداد میں نکھلا دی ہے اور جو چھ ہزار سے اوپر ہوتی ہے۔ ہاں میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ اگر رسالجات کی آمد و خرچ کا حساب الگ الگ کیا جاوے۔ اور منافع نکالا جاوے تو پھر یہ آسانی سے نظر آسکتا ہے کہ ہمارے پانچ ہزار کے درمیان رقم اس مشن کو انگریزی اور ورسالہ سے فنڈ سے ملی ہے۔ اور اس امر کے لیے میں خدا تعالیٰ کا شکر کہ لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا کرنے کی توفیق دی اور اپنی نہایت عجز و انحاح سے جناب باری میں دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی مجھے ایسا کرنے کی توفیق دے کہ میں ملین رسالجات کے منافع کو اس کام پر لگا دیا کروں اور خدا وند بھی مجھے پر لالوے کے میں ان رسالجات کی ایڈیٹری کا بھی معادضہ نلوں مادہ ان کی کل کی کل آمد اس مشن کو نڈ کروں آمین

فہرست زرامداد از جہد آباد دکن :-

بہ سکہ انگریزی	بہ سکہ عالی
عالمی جناب نواب سالار جنگ بہادر ...	از نظام کلکتہ بار اول
عالمی جناب مہاراجہ سر رشن پرشاد بہادر ...	جناب میر سید محمود صاحب
عالمی جناب نواب فیاض الدولہ صاحب ...	جناب منور نواب عابد الملک بہادر
عالمی جناب میر جید گری صاحب ...	جناب خواتین اسلام بلدہ جہد آباد
محکم نواب ممتاز یار الدولہ بہادر ...	عالمی جناب نواب بشیر جنگ بہادر
عالمی جناب بہ منور الما لطفی صاحب ...	معرفت جناب ڈاکٹر فقیہ الدین صاحب
سید صلاح الدین صاحب عزیز نواب ...	جناب ہاشم معز الدین صاحب
حاکم الدولہ صاحب بہادر مرحوم ...	عالمی جناب نواب بہرام الدولہ بہادر
جناب میر عظیم الدین شاہ صاحب ...	از معلوم الاسم صاحب برائش پرنسپی
جناب کشتان فرحت علی صاحب ...	سید محمد موسیٰ صاحب سکندر آباد
جناب عنایت علی صاحب ...	جناب مولوی عبد العلی صاحب وکیل بابت عتوت
جناب مس فیض الدین تیموری صاحب ...	جناب غازی الدین احمد صاحب
جناب سید عظیم علی صاحب ...	جناب شجاع الدین طیب صاحب
جناب مولوی حمید الدین صاحب ...	از نظام کلکتہ بار دوم
جناب محمد اکرام حسین صاحب ...	نواب میر محمد علی صاحب بہادر
جناب مولوی غازی الدین صاحب ...	نواب میر الدولہ صاحب بہادر
عالمی جناب سر سعید علی صاحب ...	مولوی غلام محمد صاحب
نواب عزیز جنگ بہادر ...	نواب میر نور شید علی صاحب
میرزا نواز خان صاحب ...	جناب محمد عبد الجبار صاحب
نظام کلکتہ بار سوم	نواب سجاد جنگ صاحب
تفصیل سکہ عالی جو دفتر کلکتہ سے آئی وہ جناب ...	میزان
مولوی عبد الباقی صاحب	۳۱۸ روپے جو جناب ...
نواب عزیز یار جنگ بہادر	۱۶۰ روپے برابر ہوئے بہ سکہ انگریزی
	اس کی تفصیل دفتر کلکتہ سے درج ذیل کی گئی ہے
	جو آئے یہ درج ذیل کی جاوے گی +

جناب میرزا محمد علی صاحب

نواب مرحوم جو دیتے دیکھتے ہیں سے رجعت ہوئے اس میں سے بھی خرچہ ہوا ہے۔ آپ نے مجھے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ بعد از جنگ رجعت میرا ایک کافی میعاد کے لئے میرے ساتھ وہ جنگ میں لکڑیوں کے لئے ایک کافی رقم چندہ دیا جو چندہ

قواب مرزا فرمان علی صاحب	۵۷	کتاب مذکور سے اور چندہ بھی لکھنے میں دھول	۱۰
مولوی میر احمد علی صاحب	۵۸	ہوا جو اس صاحب ۱۹۱۷ء میں شامل نہیں کیا لیکن	۱۱
مولوی حامد حسین صاحب	۵۹	اس کی تفصیل بیان دی جاتی ہے۔	۱۲
ڈاکٹر عبدالحی صاحب	۶۰	بار چندم بہادر فروری ۱۹۱۷ء پر سکے انگریزی مار	۱۳
مولوی غلام محمد صاحب تعلقات دار	۶۱	بہ تفصیل ذیل:- مولوی سید زین العابدین	۱۴
مولوی قاسم الدین صاحب	۶۲	صاحب بلگرامی	۱۵
مولوی غلام محی الدین صاحب	۶۳	مولوی میر فیض الرحمن صاحب بلگرامی	۱۶
قواب سردار یار جنگ بہادر	۶۴	مولوی سید محمد حسن صاحب	۱۷
قواب نظیر جنگ بہادر	۶۵	مولوی ابو محمد صاحب	۱۸
مولوی غلام قادر صاحب گرامی	۶۶	مولوی خواجہ شجاعت اللہ صاحب	۱۹
مولوی سید احمد صاحب محاسب صدر	۶۷	بحث از بار سوم میزان	۲۰
میزان النہار	۶۸	جو برسکہ انگریزی	۲۱
بہ تفصیل ذیل:- منی آرڈر	۶۹	منی آرڈر	۲۲
منی آرڈر	۷۰	فیس منی آرڈر	۲۳
بہ قبضہ کتب	۷۱	بہ قبضہ کتب	۲۴

رقم حیدر آباد میں سے صرف ان رسالجات اردو انگریزی کی قیمت جو بعض عطا کنندگان امداد کے نام لکھتے ہیں اور اس فہرست میں بعض اصحاب کی توقیت نہ رہا ہے۔ منہا کر کے باقی کل رقم نقشہ بالا میں ہوا امداد حیدر آباد کھلا دی ہے۔ عالیجناب وارا جہ سرکرتن صاحب بہادر نے علاوہ اعلیٰ امداد میں کے ایک بیش بہا خلعت میری ذات کے لیے بھی عطا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا فرمے اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی طرف سے علاوہ ان اشفاق کریمانہ و مراحم حسروانہ کے جو انھوں نے میرے قیام حیدر آباد میں مجھ پر مبذول فرمائی۔ انھوں نے ایک ہزار روپیہ کھلا بطور مصفاۃ مجھے عنایت فرمایا۔ آپ نے خاص محل شاہی میں اپنے حضور میرا لکچر کرایا۔ اور لکچرس کر اظہار خوشنودی میں دو صد روپیہ کھلا ماہواری کا منصب میرے لیے منظور فرمایا۔ جو تین لکچر شے جاری ہوا۔ اور اس کا عمل درآمد ۱۹۱۷ء میں ہوا۔ اس موقع پر میں خصوصاً بزرگان حیدر آباد کا خاص طور پر شکر گزار ہوں۔ مجھے وہاں کے اصحاب میں ایک خاص زندگی ایک خاص محبت اسلام ایک خاص خلوص قومی و عدم نظر آیا۔ میں نے وہاں کی بعض خواتین کو اور علاقوں کے ذمہ دکار سے بہتر پایا۔ ہر ایک وضع شریف نے میری ساتھ جو سلوک کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی ان کو دے۔ آمین غم آمین

گوئی طریق مراعات بزرگان حیدر آباد نے میرے ساتھ نہیں چھوڑا امداد کی رو سے بھی کل دیگر مسلم برادران ہند کے مقابل صرف ایک بلکہ حیدر آباد کے مسلمانوں نے نہایت دریا دلی سے اس مسلم مشن کی امداد کی۔ اگر ایک اس بلکہ کے بزرگ اس طرف توجہ کر لیں تو گنگا مشن بہت حد تک مالی مشکلات سے بچ جاتا ہے۔

مجھے اخیر میں علی الخصوص سسر مرچنی ٹائڈو کا اس لئے شکریہ ادا کرنا ہے۔ کہ آپ نے ایک غیر مسلم کی حیثیت میں میرے ساتھ ایک مسلمہ کا سالوک کیا۔ میرا کوئی ہی لیکچر ہوگا جس میں آپ موجود نہ تھیں۔ میرے مشن سے آپ کو از حد دلچسپی ہے۔ آپ نے اسکی مالی امداد کا بھی بوجہ احسن انتظام کیا۔ یہ آپ کی ہی تجویز تھی کہ ایک تھیٹریٹر میں بذریعہ ٹکٹ کے میرا لیکچر ہوتا جو از حد کامیاب ہوا۔ اس کی آمد جمع ہونے کے بعد ۱۹۱۲ء میں بذریعہ نواب خدیو جنگ بہادر مجھے ملی جو ۱۹۱۲ء کے حساب میں درج کی گئی +

حضرت مسیح کا مذہب کیا تھا۔

عقہ جدید میں بعض ایسی عبارتیں ہیں جن سے حضرت مسیح علیہ السلام کا مذہب صاف طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر میں یوحنا باب ۱ کا جو الد پیش کرتا ہوں۔ جہاں اس مقدس معلم کے سخت اضطراب اور گدہ۔ بے اندیشہ کا ذکر ہے جو آپ کو ایسے خطرناک دکھ اور مصیبت کے وارد ہونے پر لاحق ہوا۔ جناب مسیح کو اپنی سلامتی کے اندیشہ سے اپنی مشن کے صحیح مفہوم کا فکر کیسے اہم نہ تھا۔ چنانچہ دیگر انبیاء کی طرح آپ نے بھی دین کی بنیاد کو تمام چیزوں پر مقدم رکھا جب موت آپ کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ اس وقت آپ کے دل و دماغ میں کس چیز کا غلبہ تھا۔ ہاں اسی دین حقہ کا جس کی اشاعت کے واسطے آپ امور کیے گئے تھے۔ وہ تعمر باعداقت ہے جسے آپ نے اپنی گرفتاری کے وقت اعلان فرمایا اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہی شخص کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیج دیا ہے جانیں ملاحظہ ہو یوحنا

کی انجیل باب آیت ۳ +

یہی ایک سچی تعلیم تھی اور یہی جناب مسیح علیہ السلام کا دین تھا۔ یہ آپ کو یقین تھا۔ اور اسی کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ کہ ہمیشہ کی زندگی خدا تعالیٰ کے سچے تصور کا نام ہے اور ان سے اعمال صالح کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ”واحد سچے خدا کے علم“ کو ”ہمیشہ کی زندگی“ سے مطابقت دی ہے۔ کیونکہ اول الذکر موقوفہ ذکر کے لیے لازمی ہے۔ الغرض مسئلہ توحید باری تعالیٰ پر آپ نے سخت روز دیا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی یعنی اس دنیا اور آئندہ کی راحت و آرام کی زندگی روح کی ایک آرزو ہوتی ہے۔ اور اس وقت جب جناب مسیحؑ نے یہ سمجھا کہ اب میرا وقت قریب آگیا تو آپ نے اپنے لوگوں کو واضح طور سے بتلادیا کہ سطح ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے صاف اور متن الفاظ میں بتلایا کہ اکیلے سچے خدا پر ایمان رکھنا چاہیے۔

اسی باب کی شرطوں آیت میں مذکور ہے ”انھیں اپنی سچائی سے پاک کر۔ تیرا کلام سچا ہے“ پھر جیسویں آیت میں اس طرح آیا ہے ”اور میں نے تیرا نام ان پر ظاہر کیا۔ اور ظاہر کر دینگا“ تاکہ وہ پیار جس سے تو نے مجھے پیار کیا ہے ان میں ہو اور میں ان میں ہوں چھٹی آیت میں بھی لکھا ہے کہ ”میں نے تیرے نام کو ان آدمیوں پر ظاہر کیا ہے“ متی اور لوقا نے بھی اسی تعلیم کو جناب مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس سوال پر کہ ”اے استاد شرع میں برا حکم کون ہے؟“ مندرجہ ذیل اہم جواب دیا گیا ہے۔

مسیح نے اُس سے کہا خداوند کو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر۔ پہلا اور بڑا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اُس کے مانند ہے۔ کہ تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو۔ انھیں دو احکام پر ساری شرع اور سب انبیاء کی باتیں موقوف ہیں“ (متی باب آیت ۳۷ تا ۴۰) +

یہ تعلیم جو صاف اور پُر زور الفاظ میں پیش کی گئی ہے۔ ہمہ اقسام کے مشرکانہ خیالات اور مسئلہ تفلست کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ اگر ہم واحد خدا کی اپنی ساری دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے عبادت کریں تو پھر کسی دوسرے معبود کی کجائیش نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں صداقت قطعی اور نام ہے۔ ”انہ نون“ نام اخبار نے صداقت کے علاوہ کچھ بھی تعلیم نہیں کی۔ اب

اس امر سے کہ جناب مسیح کی وہی تعلیمات تھیں جو دیگر انبیاء نے دیں۔ آپ کی مشن کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ جو طرزیوئیل آپ نے اختیار کی۔ اس سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود نہ تھا کہ جملہ انبیاء کی بعثت کا مدعا تو حید الہی تھا۔ بلکہ آپ نے یہ بھی بتلانا چاہا کہ بقول یہود آپ مکار نہ تھے بلکہ آپ ایک سچے رسول تھے۔ خدا تعالیٰ کی توجہ کا اعلان کرنے کے بعد جناب مسیح نے اپنے نام کے ساتھ الفاظ ایسے تو لے لیے جیسا زیادہ ہے تاکہ پیروؤں کو یہ معلوم ہو کہ آپ خدا تعالیٰ کے ایک رسول تھے نہ معبود۔ ہندوستان میں کرشن اور راجندر خدما نے جاتے ہیں نہ کہ خدا کے بیٹے۔ بدھ بھی ایک معصوم ذات سمجھا جاتا ہے۔

بدقسمتی سے جناب مسیح کے پیروؤں نے بھی آپ کی آخری ہدایات کو ترک کر کے آپ کو مہنوناہیا اُنکے اس فعل پر آپ کی روح کو کس قدر صدمہ پہنچا ہو گا کیونکہ آپ کے بات کا اعلان کرنے کے لئے کہ میں خدا کا ایک رسول ہوں۔ کس قدر تکلیفیں اور عذاب برداشت کئے۔ بحرِ مال جو کچھ پیے پروردگار میں آپ اس سے بری الذمہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنا کام بحسن و خوبی انجام دیا غالباً آپ کو پیسے سے یہ گمان تھا کہ آپ کے پیرو اصیلت سے دور چلیں گے کیونکہ آپ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ”جب تک کہ میں اُن کے ساتھ دنیا میں تھا۔ تب تک میں نے تیرے نام سے ان کی حفاظت کی۔“ (یوحنا باب ۱۲) حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو خوش کرنے کا اب صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جو تعلیم آپ نے دی اُس پر ایمان قائم ہو۔ چنانچہ یوحنا باب ۳ آیت ۲ میں مرقوم ہے۔ جس کا نام نہ یہ ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اُنکے ایک رسول ہیں۔

اسی قسم کی تعلیم حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی ہو جانے کی کوئی بھی گنجائش نہیں رکھیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اسلام کا جوہر کہہ دیا جسے روزمرہ ایک سلم بچہ۔ مرد۔ عورت۔ اعلیٰ اولیٰ۔ مشرقی۔ مغربی۔ درو کو پڑھتا ہے۔ اور یہ کلمہ ہمیشہ یاد دلاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش ہرگز نہ کی جائے۔ بلکہ آپ کو خدا تعالیٰ کا رسول سمجھنا چاہیئے اور صرف واحد خدا کی عبادت کرنی چاہیئے جس کی تعلیم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے نہیں دی بلکہ تمام انبیاء نے دی۔

اُجرت اشتہارات

رسالہ اشاعت اسلام کا دائرہ اشاعت ایک سال کے قلیل عرصہ کے اندر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو ہزار سے متجاوز کر گیا ہے۔ ہمیں امید و اثق ہے کہ بڑی عجلت سے اس کا دائرہ اشاعت دس ہزار ہو جاوے گا۔ مشترکین کے لیے اپنے اشتہار و جگہ کرانے کا اس سے بڑھ کر نادر موقع اور کوئی نہیں ہو سکتا +

میں ہر سال

انداز صفحہ	ایک بار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
چوتھائی	عشر	چھ	چار	ایک
نصف	گیارہ	دس	سات	دو
پورا	لکھ	تین	دو	ایک

نوٹ :- باقی امداد خط و کتابت سے ملے ہو سکتے ہیں +

ست سلاجیت ہومیائی

مُسقویٰ اعضاء ہے۔ معدہ و دیگر اعضاءے رُئس کو تقویت دیتا ہے۔ بدن میں مچھی پیدا کرنے اور گریزی قیسی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت سفور وائی دماغی کام کرنے والوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ کام کے بعد تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکبر البدن کہا جائے تو مبالغہ نہیں۔ بہت و گت کے پہاڑوں سے سلاجیت سگوارت طیارہ کیا جاتا ہے۔ درد کو کم کر دیتا ہے۔ کھانسی کو رُخ کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کے لیے تو حکمی علاج ہے ہر موسم میں مرد و زن۔ ضعیف بچہ بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی تولہ جو قریباً تین ماہ کے لیے کافی ہے (دھرم نوٹ :- قیمت واپس اگر خاص نہ ہو + ترکیب استعمال صحیح یا شام و صبح کے ساتھ ایک پی یا ڈیڑھ رتی + المشہقہ کارخانہ ست سلاجیت - احمدیہ پبلشنگس - نو لکھا لاہور)

التبوة فی الاسلام

فاضل اہل حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے لاجواب تصنیف جس میں آپ نے نہ صرف احمدی جماعت کے حصہ خیال کی اصلاح فرمانے کی طرف توجہ کی ہے۔ بلکہ اس لاجواب کتاب میں اعلیٰ سے اعلیٰ اصول اور دلائل قائم کر کے عقلیہ رنگ میں ثابت کیا کہ آنحضرت معلّم پر نبوت کا دروازہ ختم ہو گیا۔ یہ کتاب فریق بحث کے علاوہ ان غیر مسلموں کا بھی قیمتی جواب اپنے اندر رکھتی ہے جو ختم نبوت پر عقلیہ اعراض کرتے ہیں۔ چھ تو صفحہ کے قریب یہ کتاب ہے جس کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے..... (عہ)

وکنگ مشن فنڈ برصانیکی ایک آسان تجویز

اسلامک ریویو کے گذشتہ سالہائے کے پرچے ہم نے اس لیے نصف قیمت پر کر دیے ہیں کہ ان کی قیمت کو وکنگ مشن کے اخراجات پر لگایا جاوے۔ اسلامک ریویو کے پہلے دو سال کے پرچے قیمت فی جلد چار روپے بھی خریدنے کے قابل ہیں کہ ان پرچوں سیاہ ظلمت اور شب و بکھڑ تارکی میں بجلی کا کام کیا۔ ایسے وقت جب اسلام کے چہرہ پر افترا۔ غلط فہمی اور غلط بیانی کی سیاہ چادر پڑی ہوئی تھی۔ اسلامک ریویو نے اُس چادر کو پھاڑ اسلام کے نور چہرہ سے یورپین آنکھوں میں چمکا چونڈ کر دی +

مکمل جلد اسلامک ریویو ۱۹۱۵ء کی قیمت (۱۰ روپے) جو اصلی قیمت سے نصف ہے۔ اور اردو پرچہ ۱۹۱۵ء کی مکمل جلد قیمت چار روپے + ان پرچوں کو خریدنا ہی بہترین کارِ ثواب ہے +

پتہ

خواجہ عبد الغنی میجر اشاعت اسلام عزیز منزل۔ نولکھا۔ لاہور

چھ مشہور دوائیوں کا کتاب

ہریش کے بیچے ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائی گزشتہ ۱۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس لیے قدیم خریداروں کو بھی طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرنے والے صاحب کے لیے جو شہماری ادویات سے متفرہ ہو گئے ہوں یا یقین دلائے اور انہیں کے لیے یہ سند بڑی ذیلی چھ مشہور اور مجرب ادویات کے رنگ کا جس (بنا ہے جس میں اس قدر کافی ہر ایک ادویہ ہیں کہ انہیں پورے طور سے ہو سکتی ہے۔ یہ سینٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت گانڈ کے جس میں بند رہتی ہیں۔ جنکے ساتھ ان کے حالات کی بھیجی ہوئی کتاب اور استعمال کے ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر پر ہونے کے لیے یہ انمول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ جو ڈسٹر بنیجس میں ڈاکٹر ایس کے برمن کا خاص معید دواؤں کا نایہ لہا ہے۔ اسی وجہ سے دوسروں کی حقارتوں سے بھی خفیہ میں بہتری ہو سکتی ہے۔ ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں +

دواؤں کے نام

دوسری دوا۔ درہ کیسا ہی نور میں ہو فوراً دباتی ہے +
 کولائٹک۔ ہر ایک کے لیے طاقت بڑھانے کا دوا +
 مقوی باہ کی گولیاں۔ عیسا نام دیا نایہ +
 عرق کا فور۔ پیٹھ اور گوی کے دست کی ایک ہی دوا +
 جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھالینے سے سبکو خلاصہ اجابت ہوتی ہے +
 عرق پودینہ ستر۔ درد شکم دیرا جی درد کی دوا +
 پوری حالت کی فہرست بلا قیمت طلب کر کے دیکھئے۔ ادویات ہر جگہ دوکان داروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ در نہ کاغذ سے طلب کیجئے +

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۰۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایک سلاخی اندھی ننگہ روشن کرنیوالا جو ہر نور العین

میں سوچنے والے، الفاظ، تیرہ بھی جو ہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میرے اور دیگر افراد کے سر پر کی تو اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کیونکہ کسی ایک ہی سلاخی سے ہنٹ میں دھند دور نظر دینی شکر ہی جی تو نڈی منع۔ اور ایک ہفتہ میں روئے بیٹے گلے سے۔ ناخن۔ پڑ بال۔ پھول۔ موتیا بندہ ضعف بھٹکے اور ہر قسم کا اندھا پن معدوم ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے اور آنکھ جو اسے اور عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ حیرت فی ہاشد درجہ خاص غلہ درجہ اعلا بعد درجہ اول عام

بے شمار سندات میں سے صرف چند کی مختصر نقل اٹھے اصل الفاظ میں

دس سال کی شکروری	میری آنکھوں کو	۲۵ برس کی بندہ گھٹا	آنکھ کا ڈھیلا کا کر
دور کر دی۔ دستخط خواجہ	کمال فائدہ ہوا دستخط فائدہ	اور پڑ بال دور ہو گئے دستخط فائدہ	ٹھکانے کو بجا دیا۔ دستخط فائدہ
صاحب ازراولہندہ	صاحب فاضلہ دارا گھر ہوا	صاحب زمیندار کا پور	شفاق حسین صاحب زمیندار
۱۴ برس کا اندھا	دس برس کے گلے	ایک برس کی اندھی ننگہ	اپریشین کو جو گلے سے دیکھ
ایک فیس میں چھا کر دیا۔ دستخط	بیٹے روئے دور کر دینے دستخط	اچھی کر دی دستخط درجہ اول	دیکھتے تھے جیسے جیسے ہر نور العین
ڈاکٹر اعلا جی صاحب مشرقی فریقہ	شہزادہ منیا الدین صاحب شاہ پور	خانوں کو اسکو دو کثیر۔	تھے ایسے جیسے جیسے ہر نور العین
پانچ سال کی تو ندھی	موتیا بندہ پھول کے دہلے	۵۱ سال چچی کا پھول کے	فوائد مند جیسے شہزادے
شکروری دیکھ کر دی۔ دستخط	اچھے کر دینے۔ دستخط مراد میر	دستخط مراد میر صاحب	بڑھکر مفید پایا۔ دستخط مراد میر
نسبی غلام حسین صاحب ازراولہندہ	خان صاحب گورہ نرانی	کابل۔	خان صاحب مراد میر صاحب

شرت جانفزا

بھوکہ لگاتا۔ کھانا ہضم کرتا۔ اور مزاج اور نفیس خون پیدا کر کے تمام جسم کی ہر پرورش کرتا۔ اور بیٹے بننے کو فریب اور تھام اور طاقتور بناتا۔ اور دلی و دماغ کو طاقت دے کر عقل ہوش و ہواس اور جان و نظر میں کرتا ہے۔ بحال و صحت اور عیشی اس کی ایک خوراک دینے سے دقت میں مرے ہوش ہوش میں اگر بات چیت کر سکتا ہے۔ خاندانی مزاج کے بچے جو ہمیشہ کمزور دہلے پھلے۔ اور معدہ اور امعاء اور سینہ کی امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس کے ہنٹال سے جلد تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ کھانسی اور سہل کی امراض کے لئے تو یہ کثیر بے نظیر ہے۔ ایک مہینے میں تین پونہ وزن بڑھاتا ہے۔ حیرت فی شہی عار

چہرہ کی چھانیاں۔ اور پٹا اور زرد دماغ ہند ہنٹ میں دھکے کر کے بسیاہ نام کو کلام بناتا ہے قریب شہی عار

جہت ڈاکٹر بنی بخش سائو میڈیکل سرفغانستان۔ لاہور ملی ہسوارہ

بواسیر کا علاج

بواسیرات و ستر کی ہوتی ہے جس کے باعتبار صورت مختلف نام ہیں

بواسیر کا علاج جلد کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھید مرض ہے ورنہ بہت سی بیماریاں حاضر ہونیکے تیار ہونگی اول تو بگڑا شرمناک ہے اگر مرض زیادہ بڑھ کر تو پھر لوہوں کو چوترا دکھائے پھر ایک صبح امر ہے۔ دوم اس حصہ کا مرض اس کے خراب ہونے کے کہ گزر گاہ فصلات ہے۔ سوم یہ حصہ شدید الجھ ہے چہارم یا در ہے کہ امعاء کی خرابی سے ۱۲ عارضہ پیدا ہوتے ہیں (۱) بواسیر (۲) رشح البواسیر (۳) کثیر البواسیر (۴) بواسیر (۵) ورم ممدہ (۶) شتتان (۷) استر فار مقعد (۸) خروج مقعد (۹) سکہ مقعد (۱۰) قروح مقعد (۱۱) متعقہ شخوب (۱۲) نزف الدم پس اگر آپ ان سب سے بجات چاہتے ہیں تو حکیم حافی کا علاج کرانے

بواسیر میں اکثر وہ کھنڈاں ہوتے ہیں جو عیش و عشرت میں نہ نکی بسر سے ہیں غذا کھا کر جلع کرنا۔ پھوٹی عمر کی برائیاں۔ باخوردت سہل لینے رہنا جو ان کثرت سے سکنا۔ غذا کھا کر بیٹھ کر کھم کرنا۔ اور جھرن غذا اٹھل پلاؤ گوشت اور مہ میٹ کر ریاضت نہیں کرتے ملک مندھیں جو کثرت بیہوشی و خرابی خون اسکے موند و جھک ہیں غلامات مشدردہ بطور پھوٹی بواسیری کا چہرہ مخصوص رنگ کا ہوتا ہے۔ لیچے زردی مائل بہ سہری مقعد میں دو جھ۔ یہی درد بھی غارش۔ اور خونی میں خن دو دھلی ہمار کی طرح آتا۔ ہماز کے ساتھ ملا ہوا نہ آتا۔

بے علم لوگوں کے علاج سے جو درد و فزع بواسیر پڑے اور تپائی فوراً منگنا استعمال کرو۔ ان کو میوں سے بواسیر خونی درمی و باوی آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہے سولی کی میں درد جلن پانی نیکنا بند ہو جاتا ہے یہ صحت دور روئے سول پر انگلی دوا جس سے درد سوزش زرد آب خارش دور ہوتی ہے میتی پوری آٹھ آنہ

کون قسم بواسیر اچھا ہے اور کون بُرا؟ یاد رکھئے کہ جو سے پچھل طرف یا خانہ کے دائیں میں ہوں وہ کم تکلیف دیتے ہیں اور جو سے اگلی طرف ہوں یعنی عضو تناسل کے نیچے ہوں۔ وہ غلاب تمس ہے کیونکہ درد سے پیشاب میں سوزش ہو جایا کرتی ہے اور پیشاب ترک کر آیا کرتا ہے جو لوگ صرف ستر کو کٹوا کر خوش ہوتے ہیں کہ کہ بواسیر سے عمر بھر کے لئے بچ جائیں گے وہ غلط ہیں جب تک کہ اندرونی علاج پر زور دے کہ اعصاب کی اصلاح نہ کی جائے کہ مرض جڑ سے نہیں بائے گا۔

پس اگر آپ بواسیر سے نجات چاہیں تو باضوای کریں جو تشنگی کے مطابق ہے اور علم طب سے جن کے مفید ہونے کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

عمل فیہ بواسیر اور اس کے عارض سے بچنے کی تمہیر یہ ہے کہ (۱) دائمی بغض کو دور کیا جائے (۲) جگہ کے فعل کو درست کیا جائے (۳) معدی خرابی سے جو فتور بجھو یا ختم میں ہو گیا ہو اس کی اصلاح کی جائے (۴) امعاء کے فعل کو جذب اور اس کی حرکت و قوی کو درست بنایا جائے (۵) غارش امعاء اور رکاؤں امعاء کی درستی (۶) ان دواؤں اور غذاؤں سے اجتناب کیا جائے جن کا اثر امعاء میں خراش پیدا کیا کرتا ہے مثلاً گرم مصالحہ بیگن۔ کرہ۔ سماکی (۷) اجتماع خون سے جو غدد و دریدین مجتمع ہو کر رستہ میں لہج ہیں ان کی رکاؤش دور کی جائے اور وہ تحلیل ہو جاویں (۸) باضوای نرم آسنے کی کوشش کی جائے کیونکہ سہ شدہ امعاء میں غارش کرتا ہے۔

حکیم ڈاکٹر حاجی غلام نبی زبدۃ الحنا موچر و اندلاہور

امرت دھارا

جلدی امراض کے واسطے خالص امرت دھارا کی جگہ ہم نے امرت دھارا داخل کر کے صابن تیار کر لیا ہے۔ جس کے استعمال سے نہ صرف جلدی امراض داد چنبل - پھوڑا - پھنسی - خارش - پتی وغیرہ دور ہوتی ہیں بلکہ چہرہ پر ملنے سے چہرے کے نیل - چھائیاں وغیرہ کو دور کرتا ہے چہرے کا لہو دور خوبصورت بناتا ہے۔ اور تھوڑے کو ٹھکڑے نہ لانے سے ان کو جلد ہی امراض نہیں ہوتی ہیں۔ نیز ڈس انفکشنٹ ہے۔ مریضوں کو دیکھنے کے بعد اس سے ہاتھ صاف کرنے سے جرمزور ہلاک ہوتے ہیں۔ اور بیماری کا خطرہ نہیں رہتا کوئی دوائیہ صابن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے جتنی امرت دھارا اس میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں قیمت ہم نے بہت ہی کم رکھی ہے۔ یعنی ۴۴ فی بجس ۲۲ ٹیکہ ۵۰ فی ٹیکہ ۱۰۰

المشہر مینجر کارخانہ امرت دھارا براہنچ (پا) لاہور

امرت دھارا کی مشہور ٹیکہ

جس طرح سے ولایت سے پیپرینٹ کی ٹیکہ آتی ہیں ویسی ہی ٹیکہ امرت دھارا داخل کر کے ہم نے تیار کر دیا ہے۔ جن کو ٹھکڑے کر چوتے رہنے سے امرت دھارا کا فائدہ ہوتا ہے نیز دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ دانتوں میں کڑواہٹ نہیں لگتا۔ سحر کی بدبودار ہوتی ہے۔ بلغم۔ کھر کھری کھانسی وغیرہ نہیں ہوتی ہے۔ بچے بھی ان کو کھا کر امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔

قیمت ۲۲ ٹیکہ صرف ۴۴

المشہر مینجر کارخانہ امرت دھارا براہنچ (پا) لاہور

عزیز الخطب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جبریل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مکتب دہلوی
کے تلمیذ و مودود ہیں۔ جبریل نامی صاحب مکتب دہلوی
اور مولانا جبریل کو ابو الفخر مولانا مولوی سید
سیاب مدنی الدار نے اکبر آبادی نے ترجمہ نظم سے کہا ہے
نماز جمعہ سے پہلے خند خوانی کا رواج محمد بنی کریم سے آج تک
درست و چلا آتا ہے۔ فردست زمانہ کے لحاظ سے مضافین خطب میں ضروری ترسیں ہی ہوں گی۔ جنہوں
مساب اثرات ماحین پہ ڈالے۔ خطبہ عوامان عربی میں مروج ہیں۔ لیکن سامعین میں فہم دی قہ و اطمینان
کے وقایع و حقائق معانی و معانی سمجھنے سے قاصر دیکھ گئے۔ اس لیے ضرورت ہے پھر محمد بنی اور خطبوں کا ترجمہ اس
ہوئے۔ نگار ترجمہ نہ ہو گیا مگر ترجمہ خوانی کا رواج نہ ہوا۔ اور جو ضرورت پیش آتی وہ باقی رہ گئی۔ آج بھی تو یہ انا
خطبہ کے بارے میں عربی کے اردو میں پھیلنے کو چاہا جائے تو اس سے پہلے خطبہ کے مدعا کیوں گے۔ حالانکہ خطبہ ایک جامع
و مفصل ہی کا نام ہے۔ تاہم سیدھی سلاخی شریعت کا اثر عبادت کا اثر عبادت بھی کہیں۔ عربی کا نقلی ترجمہ فرائض سے نہایت
نہیں ہو سکتا۔ اس لیے شریعت کو کسی خطبہ سے نہ پڑھا اور اس کا نام میں رواج ہوا۔ اور بندہ نے یہ تحریر سوچی
کہ اگر خطبہ موجود نہ ہو جائے تو وہ عام پسند مروج ہو تو۔ اور ضرورتوں کا پورا کرنے والا ثابت ہو سکتا
ہے۔ اور یہ تحریر میں آئی۔ اور تاہم غیبی سے آقا و اسباب کے لیے احساس تعمیل کو رکھ کر سیدھی
خوش خط۔ کا غرض عمدہ نہایت صحت و صفائی کے ساتھ لکھائیں طبع ہوا ہے۔ قیمت صرف باحدہ

مجلد ۱۲ + تمام در خواستیں
سید حامی محمد علی الدین سوداگر و تاجر کتب و نمبر ۱۲ مومنی با بازار
متصل مسجد ابراہیم بنگلور لشکر کے انچارج میں

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے وجود و باوجود سے علمی و مذہبی دنیا بخوبی واقف
آپ نے حال ہی میں قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لندن میں زیر طبع ہے۔ اور جو ان پبلک پبلیشر
مسلمان احباب کو مبارک ہو۔ آپ نے قرآن کریم کے تفسیری نوٹوں کو اردو میں بھی شائع کرنا شروع کر دیا ہے
جس کے دو حصہ شائع ہو چکے ہیں پہلے حصہ میں مرن پاره اول کے نوٹ ہیں۔ اور دوسرے میں جو نکات القرآن
کے نام سے شائع ہوا ہے۔ سورہ بقرہ رقم کر دی گئی ہے +
قرآن کریم کے تفسیری نوٹ - حصہ اول (۶) نکات القرآن - حصہ دوم (۸)
الک نوٹ :- حصہ سوم خدا تعالیٰ کے فضل سے زیر طبع ہے +

یہ منجد سالہ اشاعت اسلام عزیز مندرجہ احمدیہ پبلشرز - نو لکھا لاہور

معاونین اشاعت اسلام توجہ فرمادیں

آس جنگ کے باعث جہاں اور چیزیں گراں ہو گئی ہیں۔ وہاں کاغذ کی قیمت آگے سے ڈیوڑھی سے بھی زیادہ ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اب کیا کریں۔ قیمت رسالہ ہم بڑھانیں سکتے اور جس کاغذ پر خصوصاً پچھلے سال رسالہ چھپتا رہا ہے اس کی گنجائش نہیں۔ بہر حال ہم نے کوشش کی ہے کہ وہ غذ سابق کے قریب قریب ہی لگایا جاوے۔ لیکن نظر یہ ہے کہ کاغذ دن بدن قیمت میں گراں ہوتا جاتا ہے۔ اور موجودہ حالات کے ماتحت گنجائش نہیں رہتی۔ ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ رسالہ کی قیمت بڑھا دیں۔ ہاں معاونین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے متعلقین میں اس رسالہ کی اشاعت بڑھانے کا انتظام فرمادیں۔ اگر خریداری اس کی بڑھ جاوے تو پھر اس کمی کاغذ کے نقص بھی آسانی سے دور ہو سکتے ہیں۔

خرید کتب اور اشاعت اسلام کی اعانت

اشاعت اسلام بک ڈپو کی کتب آپ خرید کر صرف ایک ہتہ من مذہبی لٹریچر ہی حاصل نہیں کرتے۔ بلکہ آپ اشاعت اسلام کی بھی مدد کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر کتب کا منافع اشاعت اسلام پر ہی خرچ ہوتا ہے۔

المشا
خواجہ عبدالغنی مہاجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ نولکھا۔ لاہور۔
الحمدیہ پبلنگس

نکات القرآن حصہ سوم مصنفہ حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب دہلوی۔ قیمت بہت کم ہے۔ تیار ہے۔ بہت بہت تیار ہے۔ باجوہ اہل کافرا از صرف ۸۰۰ علاوہ محصول

اپنی نوعیت میں سب سے پہلی کتاب

ام الالسنہ

معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان

اس نادر کتاب میں فاضل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ عربی زبان نہ صرف کل دنیا جہان کی زبانوں کی ماں ہی ہے۔ بلکہ یہ کہ یہ الہامی زبان بھی ہے۔ دلائل بالکل فلاوجی (علم اللسان) کے اصولوں پر دیئے ہیں۔ یورپین ماہرین علم اللسان کے دلائل پر فاضلانہ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ پھر ایسے ادق مضمون کو نہایت ہی دلچسپ اور سلیس زبان میں لکھا ہے۔ قیمت صرف دس آنے جو اب تخفیف کردہ ہے۔۔۔ (۱۰/۱) فیجلد

اسوہ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو آپ کی ذات پاک ہی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آویگا۔ (نوسط)۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔ قیمت صرف ۴۰۔

۸۰۰

خواجہ عبدالغنی میجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ نو لکھا ہے

